الشعراء تلامیذ الرحمٰن

سالک کامل عارف واصل غواص بحر وحدانی پیر و مرشد بارگاہی حضرت شاہ
غلام جیلانی بادشاہ قادری چشتی نظامی قدس سرہ العزیز التعلق تسلیم مشائخ قصبہ
گلشن آباد جمید کہ یاست ہم کے تمام و کمال اردو و فارسی غزلیات رباعیات

الموسوم بہ

# دیوان تسلیم

مرتبہ

خاکسار شاہ محمد ولی اللہ قادری نجیب گلشن آبادی غفر اللہ لہ و لوالدیہ

۱۳۳۳ھ ۱۳۲۴

باہتمام مہتمم مطبع

مطبوعہ مطبع محبوب النظائر واقع حیدرآباد

طبع اوّل قیمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## دیباچہ

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ وصحابہ الکرام

ہندوستان میں شاعرانہ مذاق جسطرح روز بروز ترقی کرتا رہا ہے۔ شاید ہی اپنا کوئی عدیل رکھتا ہو۔ کوئی زمانہ کوئی دور اس مذاق سے خالی نہیں رہا ہمیشہ بالیاقت وباکمال شعرا کے وجود سے ملک میں ایک تازہ بہار آتی رہی ہے۔ خاص خاص شعرا کی جدت پسندی ودقیقہ رسی نے شاعری کو ایسے اوج کمال پہ پہنچایا کہ جیسی کسی زبان سے تو نہیں ہوسکتی۔ چونکہ انسانی مذاق بلحاظ الکیفیت ہوا کرتا ہے اس لحاظ سے کسی نے زیادہ قصیدہ گوئی کو پسند کیا اور کسی نے زیادہ غزل گوئی کو۔ قصائد کو قطع نظر کرکے صرف غزلیات پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو عام غزلیں تین صنف سے خالی نہیں پائی جاتیں ایک تو وہ غزلیات جو صرف مجازی اور فرضی معشوقوں کے خط وخال کی تعریف میں لکھی جاتی ہیں دوسری وہ غزلیات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت وشان میں تصنیف کی گئی ہیں تیسری وہ غزلیات جو حقانی وتصوفانہ کہلاتی ہیں جنمیں خاص خاص وہ مضامین ہوتے ہیں جو معرفت وحقیقت سے تعلق رکھتے ہیں۔

پہلی صنف کی وہ غزلیات جنکا استعمال عام شعرا کیا کرتے ہیں۔ دراصل وہ غزل گوئی نہیں ہے بلکہ ہزل گوئی وبیہودہ سرائی ہے۔ ایسے ہی شعرا کی مذمت میں حق تعالی نے الشعراء یتبعہم الغاوٗن ارشاد فرمایا ہے۔ ان غزلیات کے مضامین مخرب اخلاق ہونیکے علاوہ خیالات عقوبات میں بھی مبتلا کرنیوالے ہیں۔

دوسری صنف کی وہ غزلیات جو نعت نبوی اور شان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی جاتی ہیں ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مدارج اور واقعی عظمت

شان کے اظہار کے علاوہ عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق
صادق اور محبت واثق کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ یہ نعتیہ غزلیات [illegible]
ازدیاد مدارج و شوق اور سامع و ناظر کے لئے سرمایۂ نجات ہو سکتی ہیں۔
تیسری صنف کے وہ غزلیات جن میں حقائق و معارف کا بیان جو [illegible]
کرام رحمہم اللہ کے اُن باطنی جذبات اور دلی کیفیات کا نمونہ ہیں جو ہر وقت اُن کے
پیش نظر ہو سکتے ہیں۔ ان غزلیات میں اکثر وہ تصوفانہ مضامین [illegible] ہیں یعنی
وحدت الوجود و منازل سلوک مکاشفہ مراقبہ وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان غزلیات
کی سماعت اور مطالعہ طالبین کے لئے ازدیاد شوق و معلومات [illegible] کا ایک کافی ذریعہ
ہے۔ ایسے ہی شعراء کی شان میں الشعراء تلامیذ الرحمٰن وارد ہوا ہے۔ اور یہی شعراء
ہیں جنکے اشعار میں وہ لذت اصلی اور لطف حقیقی حاصل ہوتا ہے جسکا بیان حد تحریر سے
خارج ہے۔ انہیں شعراء صوفیہ کے مقدس زمرہ میں عارف کامل سالک اصل غواص
بحر وحدانی حضرت پیر و مرشد قبلہ گاہی شاہ غلام جیلانی بادشاہ قبلہ قادری الحسنی قدس
سرہ العزیز المتخلص بہ تسلیم مشائخ قصبہ گلشن آباد میدک کا بھی شمار ہے۔
حضرت کا تقدس باطنی اور تبحر علمی جس حد تک معروف و مشہور تھا دکن کا اکثر حصہ بخوبی
واقف ہے۔ حضرت کے صدہا تصرفات و کرامات لوگوں پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ جو لوگ
فیضان ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے ہیں دکن میں انکی تعداد [illegible]
حضرت نے اپنی بیش بہا زندگی کا اکثر حصہ ارشاد و تلقین۔ درس و تدریس تصنیف
تالیف۔ وعظ و نصائح میں صرف فرمایا۔ آپ کو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
قطب دوراں عارف باللہ آگاہ رمز غیبی حضرت سید صاحب حسینی بادشاہ صاحب قبلہ
قادری الحسنی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ قصبہ [illegible] سے جو آپ کے حقیقی ماموں تھے فخر تلمذ و
شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔ بالآخر آپ نے ۲ شعبان المعظم سنہ ۱۳[illegible] پیر کے دن

[illegible] سے عالم جاودانی کی طرف
انتقال فرمایا [illegible] قائم پیدا ہوا۔ چنانچہ اس وقت آپکا مزار پر انوار آپ ہی کے
دیوان [illegible] عالم ہے۔
انتقال [illegible] خاکسار نے حضرت کی سوانح عمری بڑی محنت و جانفشانی
کے ساتھ ترتیب دی۔ چنانچہ یہ سوانح عمری موسومہ حیات تسلیم ۱۳۴۲ھ میں
زیور طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوئی۔ اس سوانح کے دوسرے حصہ میں
آپ کے تمام ذکر و افکار فارسی و اردو تصانیف کا انتخاب نمونتہ درج کیا گیا ہے۔ جو
لوگ سوانح ملاحظہ فرما چکے ہیں بالخصوص آپ کے اردو و فارسی غزلیات کا
انتخاب بھی نظر سے گذرا ہو گا جس سے اس بات کا اندازہ ضرور ہو سکتا ہے کہ
آپ کے صوفیانہ خیالات کس پایہ کے ہیں۔ اگرچہ آپ کے وصال کے تیسرے چوتھے
سال ہی آپ کے اردو فارسی غزلیات کا وہ کلیات تھا جو اکثر آپ ہی کے قلم سے متفرق
پرچوں پر لکھا ہوا تھا ردیف وار دیوان کی شکل میں لایا گیا تھا۔ لیکن اب تک بوجوہ
چند دیوان کے طبع کی کوئی صورت بن نہ آئی۔ لیکن بحمد اللہ اب حضرت ماموں صاحب قبلہ
حضرت حاجی محمد بادشاہ صاحب مدظلہ العالی متوطن موضع بدایور سابق سررشتہ دار
محکمہ ناظم خارج صرفخاص مبارک کی حسن تحریک و توجہات اور مکرمی جناب مولوی
محمد عزیز الرحمن صاحب سررشتہ دار کی خاص نوازشات و مراعات سے حضرت کے تمام
اردو فارسی غزلیات جو دیوان تسلیم کے نام سے موسوم ہیں طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہیں
دیوان کے ملاحظہ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ علاوہ شاعرانہ تلازمات و نتیجہ خیالات اور شیریں سلاست
و روانی کے آپ نے صوفیانہ مذاق اور محققانہ خیال کو غزلیات کے پیرایہ میں کس انداز اور
کس خوبی سے ادا فرمایا ہے۔ آپکی کوئی غزل اور کوئی شعر ایسا نہیں پایا جاتا جس میں کوئی
خاص صوفیانہ رنگ نہو۔ آپکا تمام دیوان وحدت و کثرت حقیقت و غیریت عروج و نزول

# دیوانِ تسلیم

## ردیف الف

نام لینا باعثِ آرام ہے اللہ کا
اللہ اللہ کس قدر خوش نام ہے اللہ کا

ماسوا اللہ ہوتے باقی نام ہے اللہ کا
ہم برائے نام ہیں سب کام ہے اللہ کا

غوث ہی ابدال ہی اوتاد ہی محبوب ہے
ذکر جن کے دل میں صبح و شام ہے اللہ کا

ایک نیکی میں جزا اور اک بدی اک ہی سزا
امتِ احمد پہ کیا انعام ہے اللہ کا

ہم کہیں اللہ اک اللہ کہے لبیک دس
اپنے بندوں پر یہ فیضِ عام ہے اللہ کا

آپ نہیں ڈرتے خدا سے حق تلف کرتے ہو کیوں
نام حق ہی حق رسانی کام ہے اللہ کا

ظالمو سوچا و کے مہلت کہاں تک پاؤ گے
جانتے ہو منتقم جب نام ہے اللہ کا

شرعِ احمد کا نہیں محتاج لیلوں سے طریق
دین ہے اللہ کا اسلام ہے اللہ کا

پاس ہمنامی کا ہوگا حشر میں اللہ کو
مومن ہے تسلیم جب ہمنام ہے اللہ کا

### ولہ

ظاہر و باطن میں جلوہ ہے تمام اللہ کا
دل پہ نام اللہ کا صورت پہ نام اللہ کا

زاہدو تم نام کو لیتے ہو نام اللہ کا
عارفوں سے پوچھ لو کیا ہے مقام اللہ کا

عرشِ اعلیٰ کو جو کہتے ہیں مقام اللہ کا
نحن اقرب کیا نہیں دیکھا مقام اللہ کا

وہ خدا کا دوست ہے اور دوست ہے اُس کا خدا — جس کے دل پر ذکر غالب ہے مدام اللہ کا
کیوں نہ ہو ملکِ ولایت کا سلیماں کیوں نہ ہو — ہو نگیں دل کا جس کے نقش نام اللہ کا
سِرُّ الانسانُ سِرّی کا خلاصہ ذاکرو — ہے نفختُ فیہِ من روحی کلام اللہ کا
عیسیٰ و یحییٰ ہیں ہیں خرقِ زمین و آسماں — نام لیتے ہیں اگرچہ خاص و عام اللہ کا
رمزِ محبوبِ خدا مخفی فرشتوں سے رہا — کیا شبِ معراج میں تھا اہتمام اللہ کا
کاروبارِ حق نہیں محتاجِ اسبابِ مجاز — رات دن رہتا ہے جاری کُن سے کام اللہ کا
ہو نہ دستورِ ازل میں تا ابد لغزش کبھی — کس قدر ہے بے تبدل انتظام اللہ کا
اول و آخر ہے رتبہ شش جہت پر چھکے سا — دو الف اللہ کے اور ایک لام اللہ کا
حق تعالیٰ کا ہوا اند کو رسو لبیک سے — جو رہا تسلیم ذاکر صبح و شام اللہ کا

## ولہ

احمدا شاہد مشہود ہے جلوہ تیرا — سیدا صورتِ مقصود ہے چہرا تیرا
جلوۂ نورِ الٰہی ہے سراپا تیرا — صاف آئینۂ کونین ہے چہرا تیرا
گلِ بستانِ صفا ہے رخِ زیبا تیرا — سروِ گلزارِ قدم ہے قدِ رعنا تیرا
مرحبا کشتِ تجلی سے ہیں سینے شاداب — ابرِ رحمت سے ہے کیا نور برستا تیرا
کبھی باہر نہ رہے حلقے سے نہ جائیگا کوئی — نور ہے انفس و آفاق کو گھیرا تیرا
تیری میراث ہے کوثر یہ وہ ہوگا ساقی — جو دمی تیرا ہے اور بھائی بھتیجا تیرا
تا دمے ساقیِ کوثر کو کہہ دیتا جائے — نہر ہے تا کوئی باقی وہاں پیاسا تیرا
جب کیا عزمِ سفر تھی وہ پہلی منزل — شبِ معراج لگا عرش پہ ڈیرا تیرا
کیا علو مرتبہ تیرا ہے کہ معراج کی شب — کفشِ پا تاج کیا عرشِ معلیٰ تیرا
تو ہے وہ طایرِ وحدت کہ بلند پروازی — قابِ قوسین پہ ہوتا ہے بسیرا تیرا
تیری آنکھوں میں بھا مازاغ کا سرمہ لیکن — محوِ نظارۂ دیدار تھا پیارا تیرا

نور سے بھر دیا دھو دھا کے کیا جب خالی — وہ ترا دل ہی وہ سینہ وہ کلیجا تیرا
صاحب عرش معلی سے ہمیشہ نازل — تحفۂ صلِّ علٰی ہے من و سلویٰ تیرا
اہل عصیاں کی گزرسے ہوا دوزخ تو یاس — دیکھا جب برزخ پر نور رہ ندیرا تیرا
خوش ہوا کہکے کہ بھر جائینگے امت سے مکان — دیکھ جب قدم پاک لنبرا تیرا
سب نے جانا کہ خدای کا وسیلہ ہی بجا — عرش و افلاک پہ جب ہو گیا دورا تیرا
حالتِ کفر میں دوزخ کی ہوئی آگ حرام — دیکھا جب حسن تماثل سے شجرا تیرا
ہے ترے نور کے جلوہ سے دو عالم کا ظہور — خاص ہے نورِ الٰہی سے ظہورا تیرا
سب رضا جو ہے خدا فیدِ دو عالم ہیں مگر — خود رضا جو ہے خدا اسکے سرآقا تیرا
ہی ترا رنگ ہر اک نقطہ میں پیدا لیکن — صبغۃ اللہ میں ہی ڈوبا ہوا نقشا تیرا
ق
ہوئی جب آیتِ غفران تبرضیٰ نازل — عرض کی تو نے کہ احسان ہی خدایا تیرا
پر میں راضی نہیں ہجائے اگر ایک عاصی — یعنے دوزخ میں ہے امتی ادنا تیرا
قد بے سایہ کے سایہ میں ہیں اہلِ عصیاں — کافی اے سایۂ امت ہو وسیلہ تیرا
سب کو ملتی ہی دوا کیا نہ ملیگی مجھکو — میں تو بیمار ہوں اے میرے مسیحا تیرا
رنج و کلفت سے نجات انکو ملی او دیرہ — جب لیا آدم و حوا نے وسیلا تیرا
کیا عجب ہے اسے رحمت تری اچھا کر دے — گو ہے تسلیم نکموا ست نکما تیرا

## ولہٗ

طالب اے غوث ہی اللہ تعالیٰ تیرا — واہ کیا مرتبہ ہے افضل و اعلیٰ تیرا
قربِ حق اولیوں سے ہی اعلا تیرا — مرتبہ عرشِ معلا سے ہے بالا تیرا
کارخانہ ترے طالب کا ہی سکا تیرا — کس کی قدرت ہے کرے کیا کوئی سکا تیرا
نہو محتاج کسی کا کبھی پالا تیرا — کبھی لغزش میں نہ آئیگا سنبھالا تیرا
جنس دکان نہیں جسم نہیں سودا تیرا — بیاج الوقت ہی ہر گنج میں سکا تیرا

سب گھرانوں سے مقدس ہے گھرانا تیرا
کل گھرانوں میں ہے اک شمع اجالا تیرا

ندیاں جس سے ہیں بہتی وہ ہے چشمہ تیرا
چشمے جس سے ہیں ابلتے وہ ہے رستا تیرا

میرے مولا میں گداؤں میں ہوں ادنیٰ تیرا
میرے آقا میں غلاموں میں ہوں ادنیٰ تیرا

سب ترے نیک ہیں بد ہے تو یہی ایک غلام
سب ترے اچھے ہیں اک میں ہوں نکما تیرا

سگ درگاہ کے شیروں پہ شرف رکھتا ہے
کیوں نہ پھر اچھوں سے اچھا ہو نکما تیرا

تو وہ مخدوم ہے ہر ایک ہے تیرا خادم
تو وہ مولا ہے کہ ہر ایک ہے مولا تیرا

دین و دنیا میں مریدوں کے ہے سر پر سایہ
میرے مولا مرے صاحب مرے آقا تیرا

کشتیاں چلتی ہیں دریا میں جہاں ہیں تیری
ناخدا جسکا ہے خود سلسلہ آقا تیرا

غوث الاغواث ہے تو اے شہ قطب الاقطاب
ہے تو محبوب خدا رتبہ ہے بالا تیرا

چرخ اطلس ہو تمنا سے ترا پا انداز
وہ بلند اے شہ بغداد ہے رتبا تیرا

دستگیر اوروں کی کیونکر نہ ہو تیری قدرت
دے کمک جب شہ معراج کو کاندھا تیرا

تو مریدوں کا خریدار ہوا وقت صبا
فرد مکتوبۂ خالق ہے قبالا تیرا

جو ولیوں کے ہیں افسر تو ہے انکا افسر
ہے ولایت میں حکومت ترے سکا تیرا

قطب ہو غوث ہو ابدال ہو اوتاد مگر
نہ کیا ہے نہ کریگا کوئی دعوی تیرا

کوئی گڈھ ہو کوئی لشکر یہ تجلی کو
ڈنکے بجتے ہیں اور اڑتا ہے پھریرا تیرا

بے تردد ہے رواں قافلۂ خیر
راستہ صاف ہے بے کھٹکا ہے سیدھا تیرا

کتنے افراد قلمبند ہیں دیکھے تو کوئی
روزنامہ ہے کشادہ نہیں بستا تیرا

تیری ہی مقراض ہے کون مقرض ہوا
کون جسکو نہ محلق کیا مونڈا تیرا

فیصلہ ہات میں ہے تیرے تو ہے غوث الثقلین
محکمہ کونسا جسمیں نہیں فتویٰ تیرا

کونسی لف ہے سلجھی نہیں شانہ سے تری
کونسی آنکھ ہے جسمیں نہیں سرمہ تیرا

کونسا بیڑا ہے جسمیں نہیں تیرا لنگر
کونسا دریا ہے جسمیں نہیں بیڑا تیرا

کسی صیاد کے پنجہ میں نہ آیا کوئی صید
جب تلک صید و رہیج تبلا یا نہ اسیا تیرا

بانوا تیرے گدا اور مرید اہل سوخ
واہ یہ بانی ہے تیری وہ ہی بانا تیرا

شاہ درویش ہیں محتاج غنی ہیں تیرے
اور جواں پیر ہے بستہ ہی شکستہ تیرا

پوچھے جائینگے عمل سے تو بتادینگے ہم
واسطہ تیرا مدد تیری وسیلہ تیرا

نام لیوا ہیں ترے اور غلامان غلام
کیا نہ چاہیگا ہمیں چاہنے والا تیرا

جو ترے گھر کے ہیں گھر دوسرا دیکھینگے کہیں
کچھ نہو بس ہے فقط اسم معلی تیرا

کیا کریں فکر کہ کچھ ہم سے نہیں بن پڑتی
اس لیے ہم لیے بیٹھے ہیں سہارا تیرا

نام لیوا ترا اکابر سے ہی افضل اقران
غالب آتا ہے مسلح یہ نہتا میرا

تو وہ شہباز ولایت ہے کہ بازان جہاں
پیش ہو دیں تو کرے زیر سپر پنجا تیرا

نور ایمان ہے سینوں میں محبت تیری
شمع طاق حرم دل ہے تولا تیرا

مادری جد ہے حسین ابن علی سبط نبی
پدری جد ہے حسن شاہ معلا تیرا

جد امجد ہے دو جانب سے علی شیر خدا
بخدا ہے نسب اچھا حسب اچھا تیرا

تن ترے جد کا نہ تیرا ہوا المومن مکس
ترے جد کا نہ گرا اور نہ سایا تیرا

ہوتا مبلوع زمین تھا اثر بول و براز
جد امجد کا ترے ویسا ہی آقا تیرا

گو نبوت تو نہ تھی لیک بھیجا جبریل
مخبر حال تھا ہر ماہ و مہینا تیرا

تو ولی اور نبی وعظ میں تیرے موجود
ناز محبوبی ہے محبوب نرالا تیرا

ان میں اغلب جو خبیذ ہم تھا مفتاح فتوح
وہی نفا ثم آسے اسے میرے مسیحا تیرا

ہاتھ سے تیرے یہ طاق ہوا حجاب
ہوش میں لایا اسے پارہ مینا تیرا

کیا صحرا میں نہاد نتیج لائیے
وژد ترسای کو ابدال کرشما تیرا

اسود ابیض ہوئی معقول کی منقول آنا
کیا تصرف ہی عجب ہے میرے مولا تیرا

بیتیا ہوا مشک تحد میں اچھا
بیتر ہے گیسے کہ نسول ہے کہنا تیرا

آذر سے کیا حق نے براہیم کو پیدا
کیا شان ہے محروم سے محرم کو پیدا

تقدیر بھلی تھی جو بلخ کے ملکہ کی
عاشق وہ پریزاد کا ادہم کو پیدا

ہے گریہ وغم ساتھ ہنسی اور خوشی کے
ذی حجہ کے ہمدوش محرم کو پیدا

پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ ہم ہونگے گنہگار
بخشش کے لیے سرور عالم کو پیدا

تا دیکھ لیں اللہ کی ہم جلوہ گری کو
تسلیم یہ پتلے میں دل اور دم کو پیدا

## ولہ

دل جب سے انکے حسن کا دیوانہ بنگیا
کاکل کا پیچ حلقہ زنجیر بنگیا

جانا ہی تھا کہ دل کی حرارت نکل گئی
کوچہ مرے صنم کا شفاخانہ بنگیا

آنکو نمایش اپنی جو منظور ہو گئی
آئینہ خانہ صاف پریخانہ بنگیا

صورت پرست ہو گئے ہم جب سے ابد
کعبہ ہمارے دل کا صنم خانہ بنگیا

جب میں خدا کو یاد کیا اور رو دیا
ہر قطرہ میرے اشک کا دردانہ بنگیا

خونابہ جگر کی جو اتری شراب سب
دم میں مرا شیشہ دل مرا پیمانہ بنگیا

دل ہو گیا ارتشنہ آزادگی میں جب
تسلیم کس کے حسن کا دیوانہ بنگیا

## ولہ

دنیا ہے وہ بازار کہ ویرانہ بنیگا
جنت وہ محل ہے کہ پریخانہ بنیگا

حوروں سے سروکار نہ غلماں سے ہے کچھ کام
دنیا میں جو اللہ کا دیوانہ بنیگا

سینہ کے سبو میں ہو مے ذکر الٰہی
دم شیشہ مرا دل مرا پیمانہ بنیگا

اترا رہو تو عشق الٰہی میں کہ بیشک
ہر قطرہ ترے آنسو کا دردانہ بنیگا

وہ لو ہے کہ روشن ہوا گر شمع تجلی
تسلیم کا دل شوق سے پروانہ بنیگا

## ولہ

وہ خالق یکتا کہ دوتا ہو نہیں سکتا
شکر اُس کا کبھی مجھسے ادا ہو نہیں سکتا

جب تک میں رہین ہوس بستہ ہو نہیں سکتا
جو شرط کا جلوہ ہے جسے نہ پہنچ سکتا

آزاد دو عالم سے ہو اگرچہ مرا دل
پر دامِ محبت سے رہا ہو نہیں سکتا

ٹھنڈا نہ ہو دل گرم مزاجی سے تمھارے
صرصر سے کبھی کا پیدا ہو نہیں سکتا

آدم کے حوالہ کیا حق بارِ امانت
دیکھا جو فلک عہدہ برا ہو نہیں سکتا

لا علم لنا جبکہ فرشتوں کی زباں ہے
بندہ جو کہے لفظ انا ہو نہیں سکتا

مل جائے خزانہ کہ پھرے مجھ سے زمانہ
تسلیم سے برعکس رضا ہو نہیں سکتا

ہر چند میں دلبر سے ملوں پھر بھی جدا ہوں
پھر یار مرا مجھ سے جدا ہو نہیں سکتا

جس طرح خدا ہو نہیں سکتا کبھی بندہ
بندہ کبھی تسلیم خدا ہو نہیں سکتا

## ولہ

آنکھوں سے جمال آپ کا دیکھا نہیں جاتا
دیکھو تو ستم ہے کہ پرکھا نہیں جاتا

نے وصل میں راحت نہ جدائی میں تسلی
کیا حال کہوں اپنا کہ بولا نہیں جاتا

کون ایسا ہے چھٹتا نہیں دنیا میں بھلائی
پر کیا کریں تقدیر کا لکھا نہیں جاتا

تلوار کے سو زخم بھی ہو جاتے ہیں اچھے
پر دل سے بری بات کا کھٹکا نہیں جاتا

تسلیم وہ دل خالقِ اکبر کا مکاں ہے
جس دل میں کہ تنکا بھی سمایا نہیں جاتا

## ولہ

الٰہی مجھکو مرا راستہ نہیں ملتا
میں کیا ہوں کون ہوں مجھکو پتہ نہیں ملتا

گلا نہیں کہ کوئی پارسا نہیں ملتا
ہزار ملتے ہیں۔ پر آشنا نہیں ملتا

اگرچہ رزق مقدر سوا نہیں ملتا
مگر تو چاہے تو بندہ کو کیا نہیں ملتا

یہ منزل ایسی ہے جسکا پتہ نہیں ملتا
یہ وہ سفر ہے کہیں راستا نہیں ملتا

ہزار فکر کریں یا ہزار ذکر کریں
حضورِ دل کے سوا مدعا نہیں ملتا

نہ ہووے دامِ علائق سے جب تک آزادی
خدا کی یاد کا مطلق مزا نہیں ملتا

ہم اُس سے کہتے ہیں پہلے تو آپکو پالے | جو کوئی کہتا ہے مجھکو خدا نہیں ملتا
کسی ولی کا نہیں لیا سلسلہ یا غوث | جو سلسلہ ہے ترا سلسلہ نہیں ملتا
ہم اُس سے ملنے کی کوشش کیے تو پھر تسلیم | پھر آ گئے دیکھیں کہ ملتا ہے کہ نہیں ملتا

ولہٗ

وہ دل کہ تجلی سے مجلا نہیں ہوتا | [illegible] عرشِ معلی نہیں ہوتا
دل جس کی حلاوت کو ترستے ہیں نہ جانے | آنکھوں میں تو ایسا کوئی جلوہ نہیں ہوتا
[illegible] ہوئے فاقوں سے تمنا کی جب آنکھیں | کیا [illegible] جلوہ من و سلوی نہیں ہوتا
محفل میں ادب والوں کے آتے نہیں تیرے | جب تک کہ [illegible] نہیں ہوتا
تسلیم [illegible] رو یادِ خدا جان ہے [illegible] | بے یاد خدا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا

ولہٗ

زاہد کو اگر دل کا تجلا نظر آتا | ہر ذرہ میں خورشید کا جلوہ نظر آتا
ہوتا نہ اگر چشم بصیرت پہ غلط پردہ | ہر شے میں عیاں جلوہ خدا کا نظر آتا
آنکھیں مری گر دید کو کرتیں بصرت العین | پنہاں جو ہے سینہ میں وہ پیدا نظر آتا
غفلت اگر اٹھ جائے تو پھر حسنِ ازل کا | پردہ نظر آتا نہیں پردہ نظر آتا
ذرہ نظر آتا بخدا دل کے مقابل | آنکھوں سے اگر عرش معلا نظر آتا
زاہد ترے کعبہ میں صنم خانہ کا نقشہ | رندانِ ازل کو نہیں بیجا نظر آتا
آتا ہوسِ وصل نہ فرقت کی شکایت | دل میرا اگر مجھ کو سنبھلتا نظر آتا
ہوا ایسا اگر یار کی وہ جلوہ صفتِ برق | آنکھوں سے ہوا گم نظر آتا نظر آتا
تسلیم تجلی الٰہی کا تماشا | دیکھو تو تصور سے ہے کیا کیا نظر آتا

ولہٗ

اگر تجھ کو حسنِ شمائل نہ ہوتا | مرادِ دل کبھی تجھ پہ مائل نہ ہوتا

نہ ہوتا تجھے حسن گر عشق مجھ کو ۔ تو دلبر نہ ہوتا میں بیدل نہ ہوتا

نہ ہوتا اگر دلربا خوبصورت ۔ تو آئینہ ہرگز مقابل نہ ہوتا

نہ ہوتیں اگر دل کو آنکھیں الٰہی ۔ یہاں تیرا دیدار حاصل نہ ہوتا

کشش تیری گر یا الٰہی نہ ہوتی ۔ کبھی دل محبت میں کامل نہ ہوتا

نہ ہوتا اگر نفس مجھکو مرے رب ۔ ترا راستہ کچھ بھی مشکل نہ ہوتا

نہ ہوتا جو دنیا میں میں تو کا جھگڑا ۔ کبھی تجھ سے تسلیم غافل نہ ہوتا

ولہ

جفا سے انکے کبھی ہم کہاں فریادی ہوتا تھا ۔ تمنا تھی عطا ان سے ہماری داد خواہ ہوتا تھا

تمھارے دل کو ہم لیتے نہ لیتے دیکھ تو لیتے ۔ ہمیں بھی ایک وصلکے تیرے کیے یاد ہوتا تھا

ہوا جس طرح سے برباد ہے اس عمر کا خرمن ۔ عوض میں اسکے نفس خودی برباد ہوتا تھا

تعلق سے یہ دنیا کے جو سمجھے آزاد گو زاہد ۔ مگر دام دوئی سے انکا دل آزاد ہوتا تھا

بتاتے راستی کیا شے ہے ادمنہ سرنگوں ہوتے ۔ مقابل انکے قد کے سرو اگر شاد ہوتا تھا

عدن میں بیٹھکر حیرت سے اہل ذکر گو زاہد ۔ کہینگے ہمکو بھی کچھ تو خدا کی یاد ہوتا تھا

مکان تن ہوا آباد دنیا میں تو کیا حاصل ۔ خدا کی یاد سے تسلیم دل آباد ہوتا تھا

ولہ

صبح دم پیش نظر نور نہانی آیا ۔ دیکھتا کیا ہوں مرا یوسف ثانی آیا

دیکھتے دیکھتے گم ہوگیا تجلی کی مثال ۔ گرم خوشی سے مرا آنکھوں میں پانی آیا

ٹھریاں آب بھی جدائی میں بہی جاتی ہیں ۔ کیوں نہ سمجھے سر فلک دور جوانی آیا

جب کہا مجھسے کہ آ کر دل کو لگا تجھسے ۔ دل مرا بھر گیا مونہ میں جگر پانی آیا

نہیں معلوم رقیبوں نے کہا کیا تسلیم ۔ یار کو مجھسے عبث رنج گمانی آیا

ولہ

خرام ناز سے شب کو جو مہ لقا آیا ۔ میں سمجھا گھر میں مرے گوہر کبریا آیا

سحر سروش جناب سے یہ ندا آئی
کہ تیرے دام میں نہ بازِ مدعا آیا

خدا شناس نہیں انجمن کہوں کس سے
کہ ذکرِ یار میں کیا کیا مجھے مزہ آیا

دکھا نہ اُس سے الگ میں نہ وہ الگ مجھ سے
ازل سے لیکے یہاں تک میں گھومتا آیا

میں ٹوٹ بار وحج کے دیار میں جب صفائی سے
نظر یہ تر تجھے پانی کا لبالب بلا آیا

بلا کے سامنے پوچھیگا جب خدا مجھ سے
ق
گیا تو تھا مگر آیا تو لیکے کیا آیا

کرونگا عرض کہ دنیا میں چھوڑ کر سب کچھ
گیا تھا جیسا میں ویسا ہی پھر چلا آیا

سوائے حکم ترے دم نہیں لیا تسلیم
گیا رضا سے تھا آیا تو با رضا آیا

ولہ

ہمہ تن شہرِ سبا بار دگر پھر آیا
راحتِ جان و جگر نورِ نظر پھر آیا

باغ سے پیکِ صبا لیکے خبر پھر آیا
سرخ گل سبز شجر سبزۂ تر پھر آیا

اپنی تقدیر پہ نازاں ہوں خدا کا احسان
مردمِ دیدۂ تر لختِ جگر پھر آیا

دیکھتے دیکھتے دیکھا کہ نہ دیکھا تھا کبھی
درِ دلدار پہ جب بگڑ کے دل گھر پھر آیا

تر گریباں کو جو کرنے لگے آنسو تسلیم
دامنِ یار پئے دیدۂ تر پھر آیا

ولہ

ہو جائے کسی کو جو کسی دل کی تمنا
بہتر ہے کرے مرشدِ کامل کی تمنا

توشہ نہ سواری نہ کوئی بدرقہ ہمراہ
کیا کوئی کرے قطعِ منازل کی تمنا

طغیانی پہ دریا ہے نہ کشتی ہے نہ ملاح
کب ہو قدم انداز کسی ساحل کی تمنا

مطرب ہے نہ ساقی ہے نہ مینا ہے نہ مے ہے
کس رو سے ہو زاہد تری محفل کی تمنا

کیا فرق فقیروں میں سمجھے کوئی تسلیم
بر آتی ہے جب عالم و جاہل کی تمنا

ولہ

نہیں وہ نیاز یادہ کم کے سوا
رہِ ہستی نہیں عدم کے سوا

کچھ نہیں سوجھتا مجھے یارب / تیرے فضل اور ترے کرم کے سوا
نہیں اہلِ دوَل کو دنیا میں / فکر کچھ دام اور درم کے سوا
نہ ہوا کچھ حصولِ دنیا سے / فکر و اندوہ و رنج و غم کے سوا
کچھ نہیں ہے تلافیٔ مافات / آہِ سرد اور چشمِ نم کے سوا
عارفوں کو نہیں ہے اور غرض / دید کے دل کے اور دم کے سوا
توشۂ راہِ منزلِ وحدت / نہیں سالک کو دم قدم کے سوا
نہیں تسلیم کوئی وقتِ اخیر / آشنا رہتا اپنے دم کے سوا

ولہ

دل کا جب رہنما فضلِ خداداد ہوا / مطلق البال خودی سے ہوا آزاد ہوا
دور جب ہو گیا افلاسِ دوئی کا دل سے / والیٔ مملکتِ معرفت آباد ہوا
بڑھ گئی جلوۂ توحید سے دل کی رونق / کثرتِ دید سے ملکِ نظر آباد ہوا
دیکھ کر رتبۂ آدم کو فرشتوں نے کہا / جس کو ہم سمجھے تھے شاگرد وہ استاد ہوا
کثرتِ یادِ دوئی میں تری یکتائی سے / زندہ باش اے دلِ آزاد کہ ہوشیار ہوا
غیب کے صیغے سے حاضر کو نہ تم یاد کرو / حضرتِ دل کا مجھے آج یہ ارشاد ہوا
پلے جس دن سے ہیں فرزندانِ تغافل نہ ہو / ملکِ دل لٹ گیا غارت ہوا برباد ہوا
اس قدر فکر نہ کی میں نے گرفتاری کی / جس میں صیدِ دل آزاد نہ صیاد ہوا
موت کو جینے پہ اسکے ہی شرف اے تسلیم / جو بشر یاد سے اللہ کے بے یاد ہوا

ولہ

دلِ مرا صورت کا دیوانہ ہوا اچھا ہوا / مبتلائے حسنِ جانانہ ہوا اچھا ہوا
دل اسیرِ زلفِ جانانہ ہوا اچھا ہوا / نشہ میں تھا پا بجولانہ ہوا اچھا ہوا
دل میں تاریکیٔ غفلت تھی کہ کچھ کھلتا نہ تھا / دم کا یکہ شمع کاشانہ ہوا اچھا ہوا

گلبدن کا سرو قد کا شمع رو کا دل اٹھا
بلبل و قمری و پروانہ ہوا اچھا ہوا

بکھری بکھری یار کی زلفیں نظر آئیں آج
اے دلِ صد چاک تو شانہ ہوا اچھا ہوا

صورتِ آبادِ دو عالم عکس سے یار کے ہے
آئینہ خانہ پری خانہ ہوا اچھا ہوا

نفس غالب تھا کہ دل میرا بتائیدِ الٰہ
ہمتِ عالی سے مردانہ ہوا اچھا ہوا

دردِ دل کب تک اٹھاتا بارِ احسانِ طبیب
کوچۂ جاناں شفا خانہ ہوا اچھا ہوا

بیخودی مے شیشۂ چشم پیمانۂ دل ساقی بجرید
سینۂ تسلیم میخانہ ہوا اچھا ہوا

ولہ

دردِ دل قابلِ تشخیصِ مسیحا نہ ہوا
داغِ دل مرہمِ کافور سے اچھا نہ ہوا

عالمِ عشق میں جس طرح سے ہم ہوں مشہور
کشورِ حسن میں کیا آپ کا چرچا نہ ہوا

کونسا روز ہی ایسا کہ جدائی میں ترے
مجھ پہ ہنگامۂ قیامت کا جو برپا نہ ہوا

چمنِ دہر میں پیدا اسکی شبنم سے کبھی
ہے قسم گل کی مرا غنچۂ دل وا نہ ہوا

لاکھ زنجیر ہوں گر سلسلۂ زلف نہ ہو
رخِ دلدار کا دیوانہ سیانا نہ ہوا

ہو ہوس کس کو بہم اسکے سوا
کوئی اپنا نہ ہوا یار جو اپنا نہ ہوا

رنجِ ناحق جو اٹھاتے ہو جگر چاک نہاں
کام ایسا کوئی تسلیم سے بیجا نہ ہوا

ولہ

وہ جلیسِ بزمِ صفا ہوا وہ شریکِ جامِ فنا ہوا
وہ رئیسِ ملکِ بقا ہوا جو بشر خدا میں فنا ہوا

ترا حسن جلوہ نما ہوا مرا عشق درد فزا ہوا
تو خدیوِ ملکِ جفا ہوا میں گدائے کوئے وفا ہوا

ترے وصل کا بصد آرزو ترے تنگ کا سراغ جو
ترے ذکر کا بصدائے ہو ہوا ہی خیالِ دل اپنی ہوا

رہا گو حضوری سے دور پر ترے حسن حسرتِ دید پر
ترے رنگ پہ ترے نور پہ میں ابھی سے فدا ہوا

کہیں دریاؤں میں نالہ کش کبھی عاشقوں میں نہاں ہے
یہ عجیب منظر ہے راز ہے نہ کوئی بھی عقدہ کشا ہوا

کہیں آپ ہے کہیں حسن ہے وہ کہیں نمک ہے کہیں فتنہ ہے
کہیں ہے ہی وہ کہیں تو ہے وہ - وہی شاہ الٰہ رحمٰن جا ہوا

نہ چناں کوئی چنیں کوئی ہے یہ تری تجلی
یہ جو کچھ ہے تو ہے نہیں کوئی یہ نقش تیرا ہی نما ہوا

تو نسیم ہے تو چمن ہوں میں تو کلام ہے تو ہی حسن با
تو نگاہ ہے تو متین ہوں میں تو غبار ہے تو ہوا ہوا

تو مغضب اور میں غضب ہوا تو مقرب اور میں ادب ہوا
تو مسبب اور میں سبب ہوا یہ دوئی ہیں طرفہ ماجرا ہوا

تو خفا کیا میں فنا کیا تو رسا کیا میں جھکا کیا
تو کہا کیا میں سنا کیا یہ برا ہوا کہ بھلا ہوا

ہمیں عاشقی میں کیا ہے جو مزا وہ مزہ کسی میں نہیں ملا
نہ کہا یا مژدہ وہ آشنا جو ستم سے تیغ ادا ہوا

میں بعید ہوں تو قریب ہے مری بے نصیبی نصیب ہے
مرا رنج مجھکو طبیب ہے مرا درد مجھکو دوا ہوا

نہیں سنج دل کا دلا مجھے ہے اگر تو ہی یہ گلا مجھے
کوئی وصل ملا نہ ملا مجھے ترے رنگ و بو میں بسا ہوا

نہیں نہ اہد و یہ مری خطا ہوا فتنہ غمزہ دلربا
وہ یگانہ جلوہ نما ہوا یہ دوگانہ میرا قضا ہوا

ہے نوا وہی وہ نئے وہی گل و رنگ نشہ و مے وہی
جو کہا کہ میں نہیں ہے وہی وہ خود اپنے پے رہا ہوا

مرے دلربا سے ملونگا میں مرے آشنا سے ملونگا میں
مری خوش ادا سے ملونگا میں ہے نقش جس کی جیا ہوا

رکھا فکر نام حقیر میں یہی آیا میری ضمیر میں
رکھا تسلیم لیتی کے اخیر میں مرا مقطع لطف سے وا ہوا

## ولہ

دعوی جو ہیں خدا سے کیا کیا برا ہوا
اچھا ہوا حصول مرا مدعا ہوا

ناموس چھوڑ ہم جو ہوئے کشتہ ادا
ہم رنگ میں جو قلب تھا خالص طلا ہوا

آنکھوں میں نشہ چڑھ گئی ہے ان کے عشق کی
مستی میں وہ بد بازی کا اچھا مزا ہوا

انکی ادا کو دیکھ ادا میں ہوا قصور
شوق یگانگی میں دوگانہ قضا ہوا

کرتے ہیں وہ تو ناز اگر ان پہ ہم کریں
دعوی کی ہے گواہی تو پھر جرم کیا ہوا

ق

معشوقیت کا دعوی ہے عاشق کو آج کل
لیلے کے پاس مجنوں کا جسم گلا ہوا

ارشاد یہ ہوا کہ دکھے آب یا کہ شیر
اہل نظر کو دودھ میں پانی ملا ہوا

اہل غرور زر بھی اگر ہیں تو خاک ہیں
سمجھا جو خاک اپنے کو وہ کیمیا ہوا

تسلیم عشق لازم و ملزوم ہے یہاں
ہم آشنا ہوئے تو خدا آشنا ہوا

## ولہٗ

جبکہ سلمائے تنِ عارف بزیرِ گِل ہوا
عرشِ اعظم دل کے لیلیٰ کیلیے محمل ہوا

جب نہیں پایا مفیدِ مدعا ارضِ بسیط
جانبِ ارضِ مرکب ہردِ منزل ہوا

خانۂ جسمِ بشر کی جب بنا قایم ہوئی
روح کہلایا کسی جا اور کہیں جا دل ہوا

بے خبر اپنے سے جو اپنی خبرداری میں وہ
آپ سے غافل ہوا اللہ سے واصل ہوا

غیر تیرے درگذر او حسنات و تیرے [illegible]
آپ ہی دریا کہا یا آپ ہی ساحل ہوا

یاں رہا بدنام واں ناکام غیرِ نفس کا
مفت رسوائی ملی جینے سے کیا حاصل ہوا

یاد رکھ تسلیم یہ نکتہ بہت باریک ہے
جو کوئی اپنے کو سمجھا عارفِ کامل ہوا

## ولہٗ

ایک دن ملکِ عدم کو ہمیں جانا ہوگا
پھر کبھی عالمِ دنیا میں نہ آنا ہوگا

راحت و رنج سے خوش وقتی سے بدبختی سے
مدتوں شہرِ خموشاں میں ٹھکانا ہوگا

فکر اُس راہ کے توشہ کی کریگا بیشک
وہ مسافر جو یہاں عاقل و دانا ہوگا

نیک لوگوں کو ملیگی وہاں اچھی دولت
جو گنہگار ہیں حسرت انھیں کھانا ہوگا

روبرو جائینگے جب مالکِ مختار کے ہم
منفعل ہونگے نہ کچھ بات بنانا ہوگا

نیک ہوں بد ہوں عمل اپنے بغل میں لیکر
کوئی جنت کوئی دوزخ کو روانا ہوگا

نہ سزا پائے کوئی اپنے عمل سے بڑھکر
عدل و انصاف کا وہ ایک زمانا ہوگا

بحرِ رحمت کو اگر جوش ہو تسلیم وہاں
قطرۂ اشک بھی بخشش کا بہانا ہوگا

## ولہٗ

تیرِ نگاہ مجھ سے تو کھایا نہ جائیگا
صدمہ ہے سخت دل سے اٹھایا نہ جائیگا

کیوں پیستے ہو میرے دل کو [illegible]
یہ ستم ہے [illegible] مجھ سے تو کھایا نہ جائیگا

تعویذ سے فلیتہ سے گنڈہ سے فال سے
یہ غیرتِ پری کا ہے سایا نہ جائیگا

ممکن نہیں کہ ہو حرمِ مغفرت میں بار
جب تک کہ آنسوؤں سے نہایا نہ جائیگا

بے استمال بارِ جفا قوتِ وفا
تسلیم بارِ عشق اٹھایا نہ جائیگا

ولہ

عشق سے پیدا نشانِ بے نشاں ہو جائیگا
دید سے حق نورِ چشمِ عاشقاں ہو جائیگا

گر ہماری آہ کا ظاہر دھواں ہو جائیگا
آسماں اک اور زیرِ آسماں ہو جائیگا

صبغۃ اللہ جس کو کہتے ہیں وہ رنگِ شیخ ہے
پیرِ فانی بھی اگر دیکھے جواں ہو جائیگا

پہلے دل کا امتحاں کر لو کہ تم آگہ نہیں
رفتہ رفتہ روح کا بھی امتحاں ہو جائیگا

خار و خس عصیاں کے بہ جائینگے رحمت کی قسم
آنکھ سے آنسو کا چشمہ جب رواں ہو جائیگا

دفترِ عصیاں ترازو میں جو رکھے جائینگے
کلمۂ توحید کا پلہ گراں ہو جائیگا

ذکر وہ نعمت ہے ہم مہماں ہیں جسکے وہ کریم
فضل سے تسلیم اپنا میزباں ہو جائیگا

ولہ

راستہ صاف صاف ہے دل کا
حجِ اکبر طواف ہے دل کا

نہیں لکھتے ہیں کاتبِ اعمال
کہ گنہ سب معاف ہے دل کا

ہے ثوابت طواف میں سیار
چرخِ اطلس غلاف ہے دل کا

وہی جاتا ہے قبر میں سڑ گل
جو بظاہر لحاف ہے دل کا

دلِ تسلیم ہے مضاف الیہ
عرشِ اعلیٰ مضاف ہے دل کا

ولہ

اگر گل کھائے ہو سینہ میں جاناں کی محبت کا
چلو دل کی گلی میں رنگ دیکھو باغِ جنت کا

اسی صورت کے [illegible] ہیں ہی لیکن عقل کی رو سے
دو عالم سے ہو معنی سر جدا انکی صورت کا

ندامت سے گناہوں کے شکستہ دل جو بیٹھے ہیں
سناتا ہوں تمھیں اے مومنو جملہ بشارت کا

ہے نیکوں کا وسیلہ حق بدوں کا میں وسیلہ ہوں
رکھو تم یاد یہ ارشاد ہے سالارِ امت کا

بروزِ حشر نیکوں سے بھی پہلے بخشے جائینگے
ہے یہ تسلیم رتبہ اہلِ حیا کی ندامت کا

**وله**

ہم نے دنیا میں آکے کیا دیکھا
رنج و غم آفت و بلا دیکھا

بیوفائی ہے ختم دنیا پر
بارہا ہم نے آزما دیکھا

دل کی آنکھوں سے ذرہ ذرہ میں
جلوۂ نورِ کبریا دیکھا

لذتیں سب اتر گئیں دل سے
دیدِ دم کا جو میں مزا دیکھا

رہبرِ ذکر جب ہوا تسلیم
کشورِ حق کا راستا دیکھا

**وله**

دیکھتے دیکھتے میں دل کا دریچہ دیکھا
ڈھونڈتے ڈھونڈتے دلدار کا کوچہ دیکھا

لاکھ خورشید سے بڑھکر ہے تجلی دل کی
مند گئیں آنکھیں جو اک ذرہ سا شوشہ دیکھا

لاکھوں میں ایک ہو یک لحظہ میں اور ایک میں لاکھ
یہ عجب حضرتِ دل کا میں کرشمہ دیکھا

ایک صورت کے دکھے سیکڑوں صورت والے
دلِ پرنور کا جب آئینہ خانہ دیکھا

خس برابر بھی کدورت نہیں انکی دل میں
بحرِ موّاج خدا والوں کا سینہ دیکھا

میرے دلدار کی عادت ہے کہ رک جاتا ہے
مینا پینے کا جو کبھی قلب میں خدشہ دیکھا

کشورِ دل کو کہے عرش نمونہ جس کا
لشکرِ ذکر نہ ہونے سے میں خستہ دیکھا

ہوتے محسود ہیں حاسد نہیں ہوتے ہرگز
اہلِ نسبت کا میں ایسا ہی طریقہ دیکھا

مو بیائی نہ دیا وصل کی پروا نہ کیا
دلِ تسلیم کو جب تک نہ شکستہ دیکھا

**وله**

دل میں جب تک نہ ہو شیرینیِ الفت پیدا
نہ ہو دیدار کے شربت میں حلاوت پیدا

نہ ہوا اللہ سے بندے کو محبت پیدا
جب تلک ہو نہ خدا والوں سے الفت پیدا

مصقلہ ذکر کا الفت سے اگر ہاتھ آجائے
دل کے آئینہ میں ہوگی کوئی صورت پیدا

بیخودی آتی ہے اور دل سے دوئی جاتی ہے
دید بازی میں ہے وہ لطف وہ لذت پیدا

کینہ آتا ہے تو آتی ہے عداوت دل میں
حسد آتا ہے تو ہوتی ہے قساوت پیدا

جب تلک آنکھ میں دیکھا کرو وحدت کا جمال
ہے اسی واسطے آئینہ میں کثرت پیدا

طے نہ ہونگے کبھی سالک سے منازل تسلیم
جب تلک دل میں نہ ہو صورت حیرت پیدا

**وله**

ملجائے اگر شربت دیدار تمہارا
اچھا ابھی ہو جائیگا بیمار تمہارا

مدت سے ہوں میں طالب دیدار تمہارا
بتلا دو ذرا چاند سا رخسار تمہارا

سو بار اگر گرم ہو بازار تمہارا
ہوگا نہ کوئی تجھ سا خریدار تمہارا

ہو جاتا ہے قالب قفس مرغ دل زار
پیدا ہے عجب طرۂ طرار تمہارا

ہو قصر عدن حشر میں اور انکو مبارک
کافی ہے مجھے سایۂ دیوار تمہارا

کرتا نہ کبھی خواہش دیدار الٰہی
ہوتا کبھی زاہد جو طلبگار تمہارا

مرجائے مگر مرہم کافور سنجا سے
بے وصل تمہارے ہی جگر افگار تمہارا

ہم قامت سایہ ہوں خود اپنے سے ہیں ہیچ
جلوہ نظر آیا جو پس دار تمہارا

ہر شے سے عیاں جلوہ دلدار ہے تسلیم
دل ہو وہی اگر خواب سے بیدار تمہارا

**وله**

ہے خبر گرم کہ آتا ہے مسیحا میرا
یہ وہ مژدہ ہے کہ ٹھنڈا ہی کلیجا میرا

جب میں اللہ کے بندونکی بھلائی چاہوں
کیوں نہ چاہیگا بھلائی مری مولا میرا

میرے صاحب کو اگر یاد کروں میں کیسے
پھر نہ کیوں یاد کریگا مجھے مولا میرا

ہوں وہ عاصی کہ نہیں حسن عمل کچھ لیکن
تیری رحمت پہ بھروسہ ہے خدایا میرا

دل کے آئینہ میں گر یار کو دیکھوں تسلیم
کیوں نہ بڑھکر ہو سکندر سے نصیبا میرا

**وله**

زباں پہ توحید کی گفتگو لا
کبھی خطرہ میں تو کا دل میں نہ لو

ہی بندہ تھا وہی جو نہ بھولا خدا کو
جو بھولا خدا کو خدا اس کو بھولا

چھپا ہے سب میں مایا کا [illegible]
دل سیہ بشر کی ہے مثل ہیولا

بچے سا نیا تشنگی سے نہایت
وہ اچھا ہے کیا ہوگا بھر کر سبو لا

تو لولی سے دی دکے دم کا بجھولا
سمجھ روح کو طفل اور تن کو جھولا

ہے دانہ و آتش کا بینش کا پانی
کہ اس تن کے پنجرے میں ہے یک ہمولا

جسے دید وہ کی ہے جلوہ کی تابی
لحد میں دلہن ہوگا محشر میں دولا

نگہباں ہو دل کا تصور سے ہر دم
تو تخیر حقے پہ اللہ اکبر تے یہ ہو لا

ہے ہر شے میں تسلیم ہستی خدا کی
ہو اذات حق ہے دو عالم بگولا

**وله**

کوئی دل والا نہیں کس سے کروں دل کا گلا
ہم سفر ہو تو کروں سختی منزل کا گلا

اپنے انگشت نما سے بھی کرتا ہے ہنوز
ماہ نو ابرو خورشید شمائل کا گلا

چہرہ ہوتا نہ اگر عکس فلک سے معیوب
ان کے عارض کو نہ ہوتا مہ کامل کا گلا

بستہ نالے تو رسے ہے طائر دل کے مشکور
پر رہائی سے رہا زلف مسلسل کا گلا

کیوں نہ تسلیم ہو افزائش غفلت کا سبب
غافلوں سے جو کرینگے دل غافل کا گلا

**وله**

پہلو سے ہو گیا جو مرا مہرباں جدا
پہلو سے دل جدا ہی تو ہے تن سے جاں جدا

زخمی ہوا ہے خنجر ابرو سے لخت دل
مژگاں کی نگ رہی ہے جگر پر سناں جدا

دیکھا گیا نہیں جو فلک سے وصال یار
پھینکا اٹھا کے مجھکو کہاں سے کہاں جدا

گو تن مکاں ہے دل ہے مکیں پر فراق میں
بس ہے مکیں مکاں سے مکیں سے مکاں جدا

تسلیم دل کو کھویا تمنائے وصل میں
اس پہ بھی ہجر میں ہے اُسے امتحاں جدا

**ولہ**

جب تک قفس سے تن کی نہو مرغ جاں جدا
یارب جہاں جدا ہو نہو دلستاں جدا

آفت ہوا و ربلا ہو قیامت بھی ہو مگر
دنیا میں دوستوں سے نہو دوستاں جدا

مجنوں رواں ہے محمل لیلےٰ رواں رواں
ناقہ کو کھینچتا ہے پکڑ ساربان جدا

پابند دام غم ہے ادھر طائر جگر
ہے مرغ صبر دل کے قفس سے پراں جدا

دل داغ کھا رہا ہے جدائی کی آگ سے
نکلا دہن سے آہ جگر کا دھواں جدا

کشور جگر کا درد کے لشکر سے ہے تباہ
اور ملک دل میں عشق ہوا حکمراں جدا

تسلیم دو طرف سے عجب کشمکش میں ہے
دل چاہے زہد عشق مئے ارغواں جدا

**ولہ**

پردے سے جبکہ حسن صنم جلوہ گر ہوا
وابستہ تار زلف سے تار نظر ہوا

میں کیا بیاں کروں کہ جدائی میں یار کے
دل میرا داغ ہو گیا پانی جگر ہوا

شعلہ کو تیز کرتی ہے جس طرح سے ہوا
فرقت سے عشق صبر سے غم بیشتر ہوا

سونپوں نہ فضل حق پہ تو پھر کیا کروں طبیب
جس درد کو دوا کا نہ کچھ بھی اثر ہوا

دل جلوہ گاہ عشق ہے بس روک لے زباں
تسلیم جان بوجھ کے کیوں بے خبر ہوا

**ولہ**

آنکھوں سے دور جبکہ مرا سیم بر ہوا
رنگ وجود ہجر سے ہمرنگ زر ہوا

مژگاں کا تیر لگ گیا آخر ملا نہیں
گو دل کے سامنے مرا سینہ سپر ہوا

لخت جگر بہ رنگ کتاں چاک چاک ہے
جب سے نظر میں جلوہ رشک قمر ہوا

ٹھوکر بھی بھولے بھٹکے نہ مارا مجھے کبھی
گو در پہ جبہ سا ترے دو دو پہر ہوا

پروا رہی عدن کی نہ حور و قصور کی
گرمی آفتاب قیامت سے غم نہیں
حسن صنم سے جب کہ مشرف نظر ہوئی

جب میرا آشنا کی گلی میں گزر ہوا
جو سایہ گیر دامن خیر البشر ہوا
تسلیم فیض عشق سے دل بہرہ ور ہوا

وله

یار بے پردہ ہے تو پردہ اٹھا دو اپنا
روح لاغر ہے تری جسم ہی بیشک تازہ
آتش عشق سے اے عاشق دیدار طلب
تو سنبھال اپنے کو پروانہ سا آتش پہ نگر
غیر میں ڈھونڈھو نہ تسلیم سراغ جاناں

نام لے یار کا اور نام مٹا دے اپنا
روح کو تازہ کر اور جسم گھٹا دے اپنا
زندگی کا سبھی اسباب جلا دے اپنا
شمع ساں جسم تو جل جل کے جلا دی اپنا
آپ اپنے ہی میں تو جلوہ بتا دے اپنا

وله

دیکھتا نہیں افسوس جو رشک قمر اپنا
جب آگ جدائی کی لگی دامن دل میں
تسلیم زمانہ کے فریب اور بدی سے

بے تاب ہے دل اور ہے مضطر جگر اپنا
سیماب کو پارہ کیا سوز جگر اپنا
کچھ خوف نہیں خوف ہے مجھکو مگر اپنا

وله

میں کیا کیا لکھوں یار کیا کیا بنا
داخل کیا روح اپنی چھپا کر
پتلا گلے تک فرشتے بنا سے
جاناں مرا اپنی صورت بتا کر
صاحب تجلی سے اپنے جلا کر
آنکھونکے پیالہ سے دل پی رہا ہے
تسلیم پیاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے

جو کچھ بنایا وہ اچھا بنایا
آدم کا جب آپ پتلا بنایا
صورت کو ہاتھوں سے مولا بنایا
آنکھوں کو مشتاق جلوہ بنایا
پتھر کو آنکھوں کا سرمہ بنایا
کیا شربت دید میٹھا بنایا
امت کا پیارا وسیلہ بنایا

وله

دکھلا رہا تھا خواب میں جو دلربا ذرا
جب آنکھ کھل گئی تو ہوا بے مزا ذرا

خون جگر سے کرتے ہیں چہرہ کو رنگ گل
آتا ہے یاد آنکھوں کو جب خواب کا ذرا

حسرت سے دل چمن میں ہوا رشک لالہ زار
نکہت نے زلف کی جو اٹھائی صبا ذرا

جب چشم بے نصیب ہے دیدار یار سے
باقی رہیگا جینے میں پھر کیا مزا ذرا

افسوس دل کے لینے کو دو دن کو واسطے
دلبر بتا کے ناز تو کیا کیا کیا ذرا

گرچہ جفا طراز و وفا سے ہیں بے نیاز
پر بیوفاؤں کے دل کو دکھاؤ تو ذرا

گو قدر اہل دل نہیں تسلیم عام ہے
پر عارفوں کا دیکھیے وقت قضا ذرا

وله

ایسا ہے کہاں حسن جو چرچا نہیں رکھتا
دل لینے کا سامان مہیا نہیں رکھتا

دلدادہ مرا حسن کچھ ایسا نہیں رکھتا
جس حسن پہ آئینہ اپنی فخر سا نہیں رکھتا

جو داغ جدائی کا رکھے دل پہ بجز وصل
پھر وہ مرہم کا فور پیدا نہیں رکھتا

وہ طائر دل یار کے خنجر سے ہو بسمل
جو دام تو ہی زلف رسا کا نہیں رکھتا

تسلیم نہ کر خوف کسی سے مگر اس سے
جو شخص کہ یاں خوف خدا کا نہیں رکھتا

وله

یہاں ممکن کا واجب سے تماشا کچھ عجب دیکھا
کبھی در پردہ پردہ میں کبھی پردہ سے بے پردا

دوئی کا جب اٹھا پردہ نہ یہ فانی نہ وہ باقی
وہ عالم ایک نظر آئے نہ میں اسکا نہ وہ میرا

نہ وہ یہ ہے نہ یہ وہ ہے اگر ہے من و تو بیچ میں
تو کر اپنے میں سیر اپنی کدھر گلشن کہاں صحرا

ہے واجب آئینہ ممکن ہی عکس اور شخص دیدہ
جو یہ بولا سو وہ بولا جو یہ سمجھا سو وہ دیکھا

زمین و آسماں کا فرق ہی تسلیم گو ظاہر
مگر شمس اور پرتو شمس کا پہچان لے اس جا

وله

جب جدائی کا مری دل پر ملولا آگیا / تھا ہدف گویا جگر یک غم کا گولا آگیا

دور سے فرقت کے یاں تک میری بیحالی ہوئی / بید سا تن ہے صبا سے بھی جھکولا آگیا

کاکلِ پیچاں کا تجکو دل پہ جب گزرا خیال / یک بیک چونکا کہ سانپن کا سپولا آگیا

ہے وہ گرمی عشق کی تپ کی کہ جالینوس کو / نبض پر انگشت رکھتے ہی پھپولا آگیا

کیا نہ روتے روتے اے تسلیم یوسف کیلئے / آنکھ میں یعقوب کے بھی ہائے پھپولا آگیا

ولہ

وقت ایامِ طفولیت کا یارو خوب تھا / ہر کس و ناکس کو حال اپنا بہت مرغوب تھا

غیریت کی تھی کدورت سے صفائی جب تلک / صحن گرد آلود دل کو ذکرِ حق جاروب تھا

ذرہ ساں کب جانتا تھا مہر و مہ کو روز و شب / جب دنوں نورِ نظر حسنِ رخِ محبوب تھا

ہے تصور یار کا نورِ بصیرت جس طرح / پیرہن یوسف کا کحلِ دیدۂ یعقوب تھا

تھا وفاداروں میں اس تسلیم کا بھی نام یہ / جور دلبر جبتک اے دل نفس کا سرکوب تھا

ولہ

غیر کے ملنے سے لطفِ آشنا ملنے لگا / عالمِ وحدت کا کثرت میں مزا ملنے لگا

دل کے نابینا تھے جبتک آپکو دیکھے نہ تھے / یار اپنا اب تو ہمکو جا بجا ملنے لگا

کیوں نہ ہو قدرِ شہادت اب بھی مقتول ہوگئے / وصل کا جب قاتلوں سے خوں بہا ملنے لگا

حق پرستی سے ملی زاہد کو فردوسِ بریں / عاشقوں کو بت پرستی سے خدا ملنے لگا

چشمِ دل سے جب اٹھا تسلیم پردہ غیر کا / ذائقہ دیدار کا ہر جا نیا ملنے لگا

ولہ

ہمکو وحدت کا مزا کثرت میں آنے سے ملا / وصلِ ساقی میکشو محفل کے پانے سے ملا

راحتِ دنیا ہے آفت آفتِ دنیا ہے عیش / ذائقہ فرحت کا ہمکو غم کے کھانے سے ملا

ضبط گر ہوتا تو دیوانے نہ کہلاتے ہم / عشقِ مخفی کا پتا آنسو بہانے سے ملا

آتے ہی اپنی عشق میں نکلا بہت شیدا
آشنا تو آتش الفت بھڑکانے سے ملا

سب کو آفت سے ملا اغیار کو ناز اشنا ہے
صبح صادق کا پتا شب ہاتھ آنے سے ملا

پہ جب ملتا نہیں تسلیم تم نشانہ ہے
بلبلوں کو گل سے با تشریف لانے سے ملا

**وله**

یار کا دیدار آخر خوں بہا ہو جائیگا
جب ترا دل کشتۂ تیغ ادا ہو جائیگا

خوں سے ہاتھ اپنا تہ قتل ہی قاتل بچا
خوف ہے کالا کہیں رنگ حنا ہو جائیگا

یار اتریں کیوں نہ دریا سے بلا سے بیدلو
اپنی کشتی کا خدا جب ناخدا ہو جائیگا

جب تصور غیر کا اٹھ جائے دل سے عارفو
آن میں نقشہ ابھی اپنا نیا ہو جائے گا

یاس کے دن جا چکے تسلیم مت مایوس ہو
رفتہ رفتہ حاصل اپنا مدعا ہو جائے گا

**وله**

تمنا یار کے ملنے کی پھر دل میں ہوئی پیدا
دوبارہ بیقراری مرغ بسمل میں ہوئی پیدا

ہزاروں ٹھوکریں کھا کر جو پہنچا منزل مقصد
عجب تاثیر غیبی عشق کامل میں ہوئی پیدا

حق و ناحق کا اندیشہ رہے کب عارفو دل میں
حقیقت حق کی جب حق اور باطل میں ہوئی پیدا

نہ مجنوں آپ کو مجنوں کہا یا اس مجازی میں
تجلی حسن لیلے کی جو محمل میں ہوئی پیدا

حقیقت راہ الفت کی کہیں تسلیم کیا تجھسے
کہ ہم پر جو مصیبت قطع منزل میں ہوئی پیدا

**وله**

زاہد کو ہے گو روضۂ رضواں کی تمنا
لیکن ہے مجھے کوچۂ جاناں کی تمنا

جب سے لب دنداں کو تصور میں ہوں مصروف
خواہش ہے نہ گوہر کی نہ مرجاں کی تمنا

عالم ہوا آنکھوں میں مرے خانۂ زنجیر
ہے جب سے مجھے کاکل پیچاں کی تمنا

رکھتا جو قمر داغ غلامی ہے جبیں پر
شاید ہے ترے عارض تاباں کی تمنا

تسلیم جو پائے لب جاناں کی حلاوت
کب اسکو رہے لعل بدخشاں کی تمنا

ولہ

ق

باندھا ہے تیغ سے جو ترا عہد وفا کا
ترا اسیر ہوں عقرب [illegible]

پابند جو ہو تو سے ہیں نکلنے نہیں پاتے
ہے واجب مجھے [illegible]

بولا میں کسی غیرت بسمل سے کہ افسوس
یہ بسمل ہے کسی یار کے شمشیر ادا کا

اتنا کہا کہ یہ کہتا تھا قسم خون جگر کی
مقتول ہوں میں ابرو سے رنگین حنا کا

نکلے [illegible] طلب [illegible] سر کا
ہے جب سے مجھے عشق بت ماہ لقا کا

باہم ہوا [illegible] دل عارف
ہر شے سے نمایاں ہے دیدار خدا کا

تسلیم رکھے آپ کو ہر امر میں مجبور
رتبہ ہے جسے حاصل ہو تسلیم و رضا کا

ولہ

نعمت عشق کی دنیا میں جو لذت پایا
ذرہ ذرہ کو برابر درد محبت پایا

موت عیسیٰ کو بھی اک روز ہے پر اوس کو نہیں
عشق میں تیغ ادا سے جو شہادت پایا

ظرف جس دل میں ہے تمام ہے یہ جی کی نظر
عشق کے رنج کو سرمایۂ راحت پایا

کو محبت میں اٹھا میں بہت سی تکلیف
پر بھی فکر و تعلق سے فراغت پایا

کاوش عشق سے مقصود کو پہنچا تسلیم
تھا مجازی پہ حقیقت کی حلاوت پایا

ولہ

عالم میں فتنہ عشق کا پیدا نیا ہوا
چرچا تمہارے حسن کا جب جا بجا ہوا

ہر چند رشک بسمل بے تاب ہوں مگر
شکر خدا کہ فرض محبت ادا ہوا

فرحت سے جا چمن میں ہوا کھا رہی موسم
آرام یاں جدائی کے ہاتھوں ہوا ہوا

بے مرہم وصال کہاں پاسے اندمال
جب دل کسی کا زخمی تیغ ادا ہوا

تن مرغ دل کے واسطے کیونکر نہ ہو قفس
جب رشتہ دار طرۂ زلف دوتا ہوا

جانے سے دل کے یار کے آنکھی ہے مراد
لیکن ہمارا اور ہی کچھ ماجرا ہوا

گرچہ سب دل سے بھول بھال گیا
پر خیال آپ کا نہیں جاتا
جب تلک ہے دوئی تری تسلیم
خدشۂ ماسوا نہیں جاتا

ولہ

دلدار کو جب شوق ہوا پردہ دری کا
کیا عرض کروں حال مری بے جگری کا
وحشت کو مری دیکھ کے کہتا تھا مسیحا
شاید اسے سایہ ہے کسی سنگ پری کا
جھتا ہوں کہ جنت میں بھی نرگس کا چمن ہو
جسدن سے میں کشتہ ہوں تری کج نظری کا
ہم رنگ ہو یاقوت سے ہر سنگ جہاں میں
گر حال رہے یوں مری شوریدہ سری کا
پیری میں بھی تسلیم نہ تو عشق سے منہ پھیر
انجام اجابت ہے دعا سحری کا

ولہ

گرمی غم سے مرا دیدۂ تر ہے سوکھا
قطرۂ اشک بھی ہم رنگ گہر ہے سوکھا
اسکے ابرو کے اشارہ کو مروت نہ سمجھ
آب خنجر میں نمایاں ہے مگر ہے سوکھا
سوکھتے ہیں مری سینہ پہ شپک کر آنسو
کیوں نہ حیرت ہو کہ برسات میں گھر ہے سوکھا
صاف باطن کی کسافت نہ جانے نادان
گرچہ پانی میں ہے پر عکس قمر ہے سوکھا
تن مرا معدن یاقوت نہو کیوں تسلیم
ہر رگ و ریشہ میں جب خون جگر ہے سوکھا

ولہ

ہر چند طبیبوں کو گماں ہے خفقاں کا
سودا ہے مگر سر میں مرے حسن بتاں کا
اے بلبل دل چھوڑ بہار تن فانی
چل باغ بقا کو کہ نہیں خوف خزاں کا
گر خاک بھی ہو جائیں تو نہو یار کا دیدار
جبتک نہ مٹے نام و نشان - نام و نشاں کا
مت ڈھونڈ سوا دل کے سراغ اسکا کہیں جا
ہے نام کو بس نام فقط کون و مکاں کا
گر یار ملے یا نہ ملے رنج نہیں کچھ
جب اہل محبت میں ہے تسلیم نشاں کا

ولہ

...ات بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا　　جذبۂ خواہش دیدار نے سونے نہ دیا
...سے صبح تلک شوق میں روتے رہتے　　چشم کو عشق کے آزار نے سونے نہ دیا
... دیکھ رہی اشک فشانی پیہم　　پر مجھے آہِ شرربار نے سونے نہ دیا
صدف چشم میں ہر جا ہیں گہر کے بدلے　　شب کو شوقِ لبِ دلدار نے سونے نہ دیا
انتظار آنکھ کو اور دل کو تڑپ تھی تسلیم　　آہ بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

ولہ

جب سے مجکو شوق دیدارِ حسیناں ہو گیا　　دل بہ رنگِ زلف وحشت سے پریشاں ہو گیا
آہ برق اور رعد نالہ گریہ باراں ہو گیا　　اشک گوہر دیدۂ تر ابرِ نیساں ہو گیا
تھا ... نہیں بھی جو عریانی کا دلکو مس لحاظ　　طوق کے مانند گردن میں گریباں ہو گیا
ہے رفوگر کون اسکا دست جاناں کے سوا　　چاک وحشت میں گریباں تا بداماں ہو گیا
جسکے پانے کے لئے تسلیم ہم مغموم تھے　　شکل دیدار خدا دیدارِ جاناں ہو گیا

ولہ

کور وہ دیدہ حسینوں پہ جو مائل نہوا　　محوِ دیدار رخ حور شمائل نہوا
نسخہ دیدار کا جبتک مجھے حاصل نہوا　　درد فرقت کا جگر سے کبھی زائل نہوا
ہے عجب راہِ محبت کہ باین معذوری　　قطع منزل کیا برسوں کبھی کامل نہوا
زاہدا آب طہارت میں رہو غرق مگر　　داغ الفت کے سوا دل کہیں کامل نہوا
یاد رکھو جوشِ محبت سے نہ باز آ تسلیم　　بدگمانوں سے کبھی حق کہیں باطل نہوا

ولہ

دوستو دردِ محبت سے جو بیمار ہوا　　طالب شربتِ دیدار دلِ زار ہوا
دیدۂ فتنۂ فرقت کو میں سوتے دیکھا　　بخت جب دیدۂ بیدار کا بیدار ہوا
زاہدا اپنی عبادت پہ نہو تو مغرور　　لائق عفو ندامت سے گنہگار ہوا

اہل الفت کا فرشتے بھی ادب کرتے ہیں
درد دل جسکو ہوا صاحب رتبہ ہوا

دل لگانا تو بہت سہل نظر آتا تھا
پر محبت کا نبھانا مجھے دشوار ہوا

جب سے الفت کا سر انجام شدہ ہے تسلیم
شکر ہے بار تعلق سے سبکسار ہوا

ولہ

جب حسینوں میں ہوئی لطف نزاکت پیدا
شور دل میں ہوئی یک نئی آفت پیدا

حسن گر ابرو و مژگاں کی نہ رکھتا ہتھیار
عاشقوں کے لئے ہوتی نہ شہادت پیدا

کوچہ اس حور شمائل کا ہے رشک فردوس
جسکے قامت سے ہے دنیا میں قیامت پیدا

عیش فردوس کی گر تجھکو ہوس ہے زاہد
کر کسی حور شمائل سے محبت پیدا

دن جدائی میں گزر جاتے ہیں روتے روتے
کب ہو یارب مرا سرمایۂ راحت پیدا

زاہدوں کو ہے سزا وار غرور طاعت
اے گنہ گار تو کر دل میں ندامت پیدا

لاگ جبتک نہو دنیا میں کسی سے تسلیم
زندگی میں کبھی ہووے نہ حلاوت پیدا

ولہ

سالکا شوق ہے وحدت کی اگر منزل کا
یاد رکھ۔ جادہ نوردی میں ہو ہمرہ دل کا

نہیں ممکن جو کرے شکر و شکایت عارف
ایک سینہ میں بھلا کب ہو مکاں دو دل کا

وقت آخر نہ کبھی کھائے فریب شیطاں
ہو رہا جو کوئی دنیا میں کسی کامل کا

ٹوٹتے آنکھوں سے آنسو ہیں ستارے بنکر
ذکر آجاتا ہے جب میرے مہ کامل کا

تیزی ناخن تدبیر کرے کیا یارب
جب نہو لطف ترا عقدہ کشا مشکل کا

روح کو نفس کی الفت سے بچا رکھ تسلیم
فرض انساں کو ہے اندیشہ حق و باطل کا

ولہ

عشق میں قطرۂ آنسو بھی گہر ہے میرا
جوں عقیق یمنی دیدۂ تر ہے میرا

کیا کہوں حال میں جب سے ہوں نظر کا مارا
خار مژگاں میں کف پائے جگر ہے میرا

عشق ہے جب سے مجھے میرے کماں ابرو کا
تیر آفت کے لئے سینہ سپر ہے میرا

رونق افزا رہے شب کو میری آنکھوں میں
صبح کو کوچۂ جاناں میں گزر ہے میرا

جب تلک زندگی تسلیم کی باقی ہے یہاں
آپ کا در ہے قسم آپکی سر ہے میرا

ولہ

دل جسم میں جبتک ہے کرو دل کا تماشا
خوش آئے نہ بے شمع کے محفل کا تماشا

ہو طالب منزل نہ کبھی طالب رہ سے
پہنچے ہوئے سے پوچھئے منزل کا تماشا

کیا حال دل اس سے کہوں جس دل کو نہیں لاگ
دل والوں کو معلوم ہے بیدل کا تماشا

بے یاد کے سب ہیچ ہے کس طور سے خوش آئے
لیلےٰ کے سوا قیس کو محمل کا تماشا

آسودہ دلوں کو نہیں قعر غم تسلیم
ڈوبے ہوئے سے پوچھئے ساحل کا تماشا

ولہ

جلوۂ حسن رخ دلدار یاد آنے لگا
طور کے مانند دل سینہ میں جل جانے لگا

سرخ رو ہوتا ہے وہ داغ محبت جسکو ہو
لالہ رو رو کر یہ نافرمان فرمانے لگا

تھی نہ جبتک لاگ ہر جا تھا ظہور غیریت
عشق کثرت میں مزا وحدت کا بتلانے لگا

اشک کے شبنم سے کر لے ابر دیدہ تازہ تر
غنچۂ دل گرمی عصیاں سے مرجھانے لگا

بے سبب تسلیم ہے دل پر پریشانی جو آج
شانہ شاید کاکل مشکیں کو الجھانے لگا

ولہ

جلوہ گر گر نور حسن بے نشاں ہو جائیگا
عرصۂ امکاں جواب لامکاں ہو جائیگا

جلوہ گر ہو جائے جب نور معبودیت
عبدیت کا حرف ہم رنگ کتاں ہو جائیگا

روح کو قوت فرشتوں کی ملیگی عارفو
راہ الفت میں اگر تن ناتواں ہو جائیگا

قصر تربت میں میسر ہو فقط فرش کفن
تختۂ تابوت جب تخت رواں ہو جائیگا

جو ہوا تسلیم واقف رمز وحدت سے یہاں
گو زباں رکھتا ہو لیکن بے زباں ہو جائیگا

ولہ

جب یہ سودائے جنوں سلسلہ جنباں ہوگا
لہ جنوں کو رہی رغبت یونہی عریانی کی
لخت دل کھانیکو ہے اور نہ لہو پینے کو
داغ پہ داغ جو دیتے ہو تو دیتے جاؤ
وقت رہنے کا نہیں فکر نہ کچھ کر تسلیم

دل مرا آئینہ کاکل جاناں ہوگا
پھر تو گردن میں یہ آئینہ تار گریباں ہوگا
کب تلک اے غم تو مرے سینہ میں مہماں ہوگا
روشنی کیلئے دن سر پہ چراغاں ہوگا
رفتہ رفتہ ترا کچھ اور ہی ساماں ہوگا

ولہ

باغ عالم میں نہیں جب گل خنداں اپنا
سرو شمشاد کو آزاد کیا چھوڑا
بیقراری نہیں ہر چند سزاوار ہمیں
برق سے خندہ خورشید رخوں کے تسلیم

حسرت دامن گل ہے یہ گریباں اپنا
جلوہ نما آتا ہے جب سرو خراماں اپنا
پر کریں کیا نظر آتا نہیں جاناں اپنا
غیرت ابر ہوا دیدۂ گریاں اپنا

ولہ

جب سے الفت ہوئی قابو میں نہیں دل میرا
ہم سمجھتے رہے بس زہد کو حاصل اپنا
دشت بھی غیرت فردوس بریں ہو جائے
خاکساری سے شریفوں کو ہے عزت حاصل
نظر آتا ہے ہر اک شے میں محبت کا ظہور

عالم ہجر میں جلنا ہوا مشکل اپنا
جب تلک دل نہ حسینوں پہ تھا مائل اپنا
چہرہ تبلائے اگر جو شمائل اپنا
کو سمجھتے ہیں شرف کبر او ادنیٰ اپنا
جب سے ہاتھ آیا ہے تسلیم یہ پیرایہ اپنا

ولہ

اے میرے نور نظر میری نظر میں آجا
آج کل جوش میں ہے فصل بہار گلشن
آگ پانی میں لگانے کی تمنا ہے مجھے

دن جدائی میں بہت گزری ہیں بر میں آجا
اے جنوں تجکو قسم تو مرے سر میں آجا
اے ایسا لعل ندا دیدۂ تر میں آجا

سالکا جادہ نوردیٔ بیاباں کب تک
خانۂ ویرانی بہت ہو گئی گھر میں آجا
عمر بھر بند جدائی میں گزر جاتی ہے
ایک لحظہ تو بھلا آٹھ پہر میں آجا
آرزو رکھتا ہے تسلیم کہ گھر اپنا سمجھ
اے غم عشق ذرا میرے جگر میں آجا

ولہ

جب آشنا ہی اپنے سے نا آشنا رہا
فرمایئے کہ جینے میں پھر کیا مزا رہا
جب تک کہ این و آں کا تصور بندھا رہا
پردہ دوئی کا آنکھوں پہ دل کے پڑا رہا
تو جب تلک ہے معرفت اسکی محال ہے
جس وقت بیخودی ہو خودی سے جدا رہا
میں تو کے دائرہ سے تو باہر اگر ہوا
جو کچھ رہا وہی رہا پھر اور کیا رہا
زاہد سبھی تجھے ملا نہ خدا گرچہ تا بہ زیست
عابد رہا فقیہ رہا پارسا رہا
صورت کا اسکے دل میں تصور تھا جب تلک
سینہ میں دل صفائی سے آئینہ سا رہا
تسلیم جب سے اپنی حقیقت کو پائے ہم
نے ابتدا رہا نہ یہاں انتہا رہا

ولہ

دلبر تو ہے وہی پہ ہے جلوہ نیا نیا
غمزہ نیا نیا ہے کرشما نیا نیا
سر ایک ہے جنوں کا ہی سودا نیا نیا
دیوانہ پن بتاتا ہے صحرا نیا نیا
معشوق کچھ نیا نہیں عاشق نیا نہیں
بتلا رہا ہے عشق تماشا نیا نیا
بکھرے اِدھر اُدھر یہ گھونگر والے بال ہیں
ہے مرغ دل کے واسطے پھندا نیا نیا
تسلیم دیکھ ادب سے اٹھا پردہ دوئی
ہر شے میں اس کا جلوہ ہے پیدا نیا نیا

ولہ

میں وہ عاشق ہوں کہ سوز جگر سے ہو دھواں پیدا
تو ہو اس آسماں کے نیچے پھر اک آسماں پیدا
نکرتا گر خدا نور رسول انس و جاں پیدا
زمیں پیدا نہ ہوتی اور نہ ہوتا آسماں پیدا
یہ ہستی تب تلک ہے تا رگ ہلاکِ ہستی ہو
اگر کرنا ہے سالک ملک ملکِ لامکاں پیدا

نہ کعبہ میں ملے وہ تجھکو سالک نے کلیسا میں
تو ڈھونڈ اپنی میں دیکھ اسمیں نشان بے نشاں پیدا

پیام موت پہنچاتی ہے تجھکو زندگی تیری
بہار آتے ہی ہوتی ہے گلستاں میں خزاں پیدا

ارے غافل نہ ہو پابند ظاہر دیکھ باطن کو
مکیں جب تک نہیں ہوتا نہیں ہوتا مکاں پیدا

عزیزو جب تلک دم ہے رہو تم آشنا دم کے
کوئی پھر بعد مرنے کے نہیں ہوتا یہاں پیدا

عجب کیا دفتر عصیاں کو ہم تسلیم دھو ڈالیں
اگر ہو چشم نم سے چشمۂ اشک رواں پیدا

**ولہ**

صورت سیماب دل کو عشق تڑپانے لگا
صاف جوہر دل کے آئینہ کا کھلجانے لگا

شاید آئی ہے چمن میں موسم گل کی بہار
پھر مجھے جوش جنوں وحشت میں بہکانے لگا

اشک کی بارش سے طوفاں کا اگر ساماں نہیں
آسماں پر دل کے غم کا ابر کیوں چھانے لگا

کاش ہوتا یہ دل صد چاک حسرت ہے یہی
انکے زلف عنبریں کو شانہ سلجھانے لگا

بھر ادھر بھی رحم کر اے ابر وصل آشنا
غنچۂ دل تابش فرقت سے مرجھانے لگا

آزردہ چندی لگانیکی نہ جتی آپ کو
کیا کریں خون جگر آنکھوں میں بہ بہانے لگا

ضبط جوش عشق کا تسلیم شاید ہے پیام
قاصد اشک آنکھ تک آ آکے پھر جانے لگا

**ولہ**

کام والوں سے محبت کا ہے ناکام اچھا
نیک ناموں سے تو الفت کا ہے بدنام اچھا

چشم تر اشک سے کرتا ہوا زاہد خشک
ہے طراوت کے لیے روغن بادام اچھا

نشہ ایسا نہیں آیا کہ جو مقصد ملجائے
جام یک اور دو اے ساقی گلفام اچھا

ہے اگر دام تعلق سے رہائی منظور
طائر دل کے لیے زلف کا ہے دام اچھا

یار کے رخ کے تصور میں تعلق چھوڑا
کعبۃ اللہ کے رہیلوں کو ہے احرام اچھا

ہاتھ جینے سے اٹھالے کہ یہ ہے زخم جگر
خنجر ابرو سے قاتل نے کیا کام اچھا

تہ میں غیریت اور عشق میں عینیت ہے
جب تو زہا دے ہے شیفتہ تب نام اچھا

ہاتھ دنیا کی محبت سے اُٹھالے تسلیم
ابتدا اسکی نہ اچھی ہے نہ انجام اچھا

ولہ

دیکھتے ہی گل کو یاد آتا ہے روئے آشنا
بوئے گل سے مغز میں آتی ہے بوئے آشنا

زاہدونکو ہو مبارک آرزوئے فردوس کی
عاشقونکو جنت الماوی ہے کوئے آشنا

آپکو پایا تو سمجھا آشنا کی ماہیت
گو دو عالم میں کیا ہیں جستجوئے آشنا

تجھکو تکتے ہی سو تکتے گزرا دن تمام
شب جو ہاتھ آئی تھی زلف مشکبوئے آشنا

کیا کہیں تسلیم ہاتوں سے جگر تھمتا نہیں
اندنوں دل کی کشش ازبس ہے سوئے آشنا

ولہ

شمع حسن یار پر دل جب سے پروانہ ہوا
جیتے جی جلتا ہے کیوں وہ ایسا دیوانہ ہوا

آب و دانہ اشک سے ملتا ہی بس چارو ن
مرغ دل جب سے اسیر زلف جانانہ ہوا

ہے بسا سینہ میں جب سے اس پری رو کا خیال
آئینہ خانہ مرے دل کا پری خانہ ہوا

بادہ پیمائی کا شوق انکو رہا غیروں سے دن
یاں لبالب خون سے آنکھونکا پیمانہ ہوا

ہے عجب تاثیر الفت میں کہ تسلیم اندنوں
جسکا میں دیوانہ تھا وہ میرا دیوانہ ہوا

ولہ

راس نہ آئی مجھے ملکِ عدن کی ہوا
کب ہو موافق بھلا یاں کے چمن کی ہوا

بھول خدا کو ہوا نغمہ سرائی آنا
بلبلِ دل کو لگی گلشن تن کی ہوا

مغز نہ ہو کیوں معطر نافۂ غزالِ ختا
زلفوں سے آتی ہے آج مشک ختن کی ہوا

سیر ور اڑا لوری دل لے چمن میں ہوا
گرچہ خوش ہے آجکل تن کے چمن کی ہوا

موت تک کی کاہش نہیں جینے کی خواہش نہیں
لگ گئی بیمار کو کس کے کفن کی ہوا

دل کی لگی کی ہوس تمکو ہے تسلیم بس
زاہدوں کو چاہئے باغ عدن کی ہوا

ولہ

جس دن سے شوق ہے مجھے دل کی کتاب کا
کرتا مطالعہ ہوں محبت کے باب کا

کھلتے ہیں بے کلیدِ عمل قفلِ انقباض
جس دن سے دل ہے مژدہ رسان فتحِ باب کا

سیلاب ہے کہ شعلہ ہے سیماب ہے کہ برق
کیا حال میں کہوں دلِ پر اضطراب کا

رخسار اور جبیں کو دیکھو تو ایک جا
جلوہ ہے ماہتاب کا اور آفتاب کا

دار السلام وہ ہے تو دار السقر ہے یہ
نکتہ سمجھ لیا ہیں ثواب و عذاب کا

ٹھنڈے رہیں کہ گرم رہیں کچھ گلا نہیں
دیدار تو نصیب ہے عالی جناب کا

ذکرِ خدا سرود ہے مطرب ہے دل مرا
دم میرا تار ہے مرے تن کے رباب کا

کیا روسیاہی ہے کہ کہیں آنکھ لڑ گئی
زاہد کو بھی جو شوق ہوا ہے خضاب کا

تن پھل ہے روح مغز ہو لذت ہے ذاتِ حق
تسلیم یہ خلاصہ ہے لُبِّ لباب کا

ولہ

اگر پتلا خمیرِ گل نہ ہوتا
تو پیکر نور کا یہ دل نہ ہوتا

خدا سے بندہ گر فاصل نہ ہوتا
تو بندہ سے خدا واصل نہ ہوتا

نہ ہوتی حسن کی گر آفرینش
نہ ہوتا دل نہ ہوتا دل نہ ہوتا

نہ ہوتا شربتِ دیدار حاصل
اگر قندِ محبت دل نہ ہوتا

دو عالم بحرِ دل میں ڈوب جاتا
تنِ خاکی اگر ساحل نہ ہوتا

نہ ہوتی گر تجلّیِ الٰہی تو
کبھی دل حسن پہ مائل نہ ہوتا

نہ ہوتا داغ لالہ کے جگر پہ
اگر عارض کے اوپر تل نہ ہوتا

نہ ہوتا نقش گر تسلیم رہزن
خدا کا راستہ مشکل نہ ہوتا

ولہ

جب تک اپنا پتا نہیں ملتا
یاد رکھو خدا نہیں ملتا

بخدا ہیں خدا نما اکثر
پر کوئی خود نما نہیں ملتا

کئی دن سے دعا میں ہوں مصروف
پر دلی مدعا نہیں ملتا

دل کا جب تک نہ سلسلہ ملجائے
ذات کا سلسلہ نہیں ملتا

کونسا شعر ہے کہ جس کے عوض
دل سے ہم کو صلا نہیں ملتا

بند جب تک رہے درِ تقدیر
ایک در بھی کھلا نہیں ملتا

ہوس عکسِ روح میں زاہد
روح کا راستہ نہیں ملتا

ہیں بہت عابد اور بہت زاہد
پر کوئی آشنا نہیں ملتا

گرچہ صرفِ جبیں ہو خاکِ زمین
دل سے ملے تک خدا نہیں ملتا

جب تک الفت نہ ہو حسینوں سے
دید کا ذائقہ نہیں ملتا

شرط ہر چند ہے ہر اک شے میں
پر نشانِ جزا نہیں ملتا

ذاتِ انساں کو رتبہ تسلیم
بے رضائے خدا نہیں ملتا

## ولہ

جس دن سے عشق آپکا سینہ میں جا کیا
سن لو کہ زندگی میں گذر ہم نے کیا کیا

پیاسا ہوا تو شربتِ خونِ جگر پیا
بھوکا ہوا تو لختِ جگر ناشتا کیا

ہمرنگ و بو ہوا تیری زلفِ سیاہ سے
دعوے کیا تو مشکِ ختن کیا خطا کیا

شکوے شبِ وصال میں روزِ فراق کے
میں منت وہ زبانِ ادا سے ادا کیا

چہرہ پہ چھوٹ جائینگی یکدن ہوائیاں
انفاس اپنے جو کوئی نذرِ ہوا کیا

ضعفِ بصر کا شکوہ نہ لایا زبان پر
خاک ان کے آستانہ کی جو توتیا کیا

جب شکر اور رضا کو میں تسلیم لے لیا
حاجت روا مرا مری حاجت روا کیا

## ولہ

خودبینی کے کعبہ کا احرام نہیں اچھا
میخانۂ غفلت کا یہ جام نہیں اچھا

شبنم ہو کہ لالہ ہو بے یارِ چمن خالی
یہ شیشہ نہیں اچھا یہ جام نہیں اچھا

سچے رہو صاحب ناحق نہ دکھاؤ دل — اس سے کوئی بڑھکر پھر یاں کام نہیں اچھا
بے خوف گنہ گاری طاعت میں ریا کاری — یہ کام نہیں اچھا یہ نام نہیں اچھا
دنیا سے بچو تسلیم اور اسکی محبت سے — یہ دانہ نہیں اچھا یہ دام نہیں اچھا

ولہ

نظر سے دور جب تک پردۂ غفلت نہیں ہوتا — یہ کثرت میں نمایاں جلوۂ وحدت نہیں ہوتا
کسی کی ہو اگر اپنی نہو پر دل لگی کی ہو — تصور یار کی صورت کا بی صورت نہیں ہوتا
نیاز و ناز کے عقدے برابر حل نہیں سکتے — کہ جب تک دل سے دلکو رتبۂ الفت نہیں ہوتا
تن آسانی نہیں اچھی کہ دنیا اور عقبیٰ میں — پہنچنا منزل مقصد کو بے محنت نہیں ہوتا
بطون اہل سے پیوند کب ظاہر پرستوں سے — دبستر سے لاگ ای دل صاحب نسبت نہیں ہوتا
اسے عابد کہیں ہم یا کہیں معبود حیرت سے — جو دل ممتاز بے چونی سے چونیت نہیں ہوتا
نہیں تسلیم روتی شبنم تر دامن ندامت سے — کہ ہر آنسو کا قطرہ گوہر رحمت نہیں ہوتا

ولہ

دل کے آئینہ کو جو کوئی صفائی دیگا — صاف عکس رخ دلدار دکھائی دیگا
بے نیازی کا طریقہ ہے کہ دلدار نجیو — ایک کو وصل تو لاکھوں کو جدائی دیگا
کھول ڈالینگے ابھی عقدۂ مالا ینحل کو — جنکو مولا نظر عقدہ کشائی دے گا
گرچہ ہوں معصیت آلودہ سراپا لیکن — آب اشک آتش دوزخ سے رہائی دیگا
دعوے عشق میں صادق جو بشر ہوتا ہے — سو جفائیں ہوں مگر داد وفائی دے گا
ذکر سے ملتا ہے مذکور تو لونگا نہ کبھی — گر عوض اس کے خدا مجھکو خدائی دیگا
راہ کی فکر نہ کر تیز قدم ہو تسلیم — دل ہی خود پہلو سے آواز رسائی دیگا

ولہ

عجب حلاوت ہے زندگی میں جگر پہ الفت کا داغ ہونا
ہے راحت آنکھوں کو جی کو دلکو اندھیرے گھر میں چراغ ہونا

ہو عشق گلگشت سینہ گلگوں ہو آہ سرد اور قلب محزوں
بہار ہونا نہ غنچہ ہونا نسیم ہونا نہ باغ ہونا

چمن میں آتا ہے آج دلبر ہے بسکہ نازک مزاج دلبر
صراحی غنچہ کی لئے ہوا کی گل گلابی ایاغ ہونا

غرور ہے عیب بندگی کو فنا ہے دنیا کی زندگی کو
نہیں ہے انسانیت کا شیوہ کہ بد دل اور بد دماغ ہونا

خدا کی ہستی میں نیست ہو جا نہ رکھ انا کا تو سر میں سودا
اگر ہوس ہے بیخودی میں خودی سے اپنے فراغ ہونا

کہاں میں ڈھونڈوں کدھر میں جاؤں میں کس سے اسکا پتا اٹھاؤں
سوائے دامانِ کبریائی کہیں تو دل کا سراغ ہونا

ہوس کسی کو تو مال کی ہے کسی کو علم اور کمال کی ہے
یہ نکتہ تسلیم یاد رکھنا ہمیں تو دل اور دماغ ہونا

## ولہ

دل یاد میں مولا کے بہل جائے تو اچھا
دم ذکر الٰہی میں نکل جائے تو اچھا

پتھر ہو کہ آہن ہو یہ دل ذکر خدا میں
دم دید کی گرمی سے پگھل جائے تو اچھا

ہے دید کے قابل یہ نہیں کچھ قرار ہی
پھولا شجر شوق ہے پھل جائے تو اچھا

بہتر ہے کہ لخت جگر آنکھوں سے ٹپک جائے
دل چیر کے پہلو کو نکل جائے تو اچھا

یک برق تجلی سے مری ہستی کا خرمن
وادی میں کھڑے ہی جل جائے تو اچھا

ہے رنگ کثافت مری تسلیم سراپا
یا رب یہ لطافت سے بدل جائے تو اچھا

یہ جائے ادب کی ہے سبک ظرف نہ ہونا / دل حفظِ مراتب میں سنبھل جائے تو اچھا
آفت ہے لحاظ بشری دعویٰ توحید / بیخود نہ ہو مزاج آپ کا جل جائے تو اچھا
تسلیم ہے بس معصیت آلودہ الٰہی / چشمہ تری رحمت کا اُبل جائے تو اچھا

ولہ

خدا کی شان ہے ہر ایک شے میں پیدا / خدا کرے کہ حلاوت ہو جان میں پیدا
ملے حلاوت ذکر خدا نہیں ممکن / اگر ہو شہد کا چشمہ زباں میں پیدا
ہے ایک جلوہ کہ اجرام اور عناصر سے / زمیں میں ہے عیاں آسماں میں پیدا
ہے غیر جنس مگر مقتضائے استعداد / ہے جلوہ اسکا مکیں اور مکاں میں پیدا
اگر ہے دیدۂ بینا تو دیکھ لو تسلیم / کہ بے نشانی حق ہے نشان میں پیدا

ولہ

صبحدم خواب میں ترا جلوہ کہ بظہور ہوا / دل مرا دولت بیدار سے مسرور ہوا
تو تو نزدیک ہے تہہ رگ سے بھی میری اے جاں / کیا ہوا گر میں حضوری سے تری دور ہوا
مرے رونے پہ وہ ہنستے ہیں تو کچھ رنج نہیں / شکر کرتا ہوں کہ رونا مرا منظور ہوا
چاند جوں ابر سے پردہ سے تجلی نکلی / نور سے دل کے سراپا مرا معمور ہوا
دور سے بھی نہ گلی یار کی دیکھا تسلیم / عمر بھر میں نہ کبھی دل مرا مسرور ہوا

ولہ

نہیں شور و بکا فغاں اچھا / صبر کا دیجیے امتحاں اچھا
اشک بیدرد سے ہے خاک اچھی / بے اثر آہ سے دھواں اچھا
اسکو لازم ہے پھولنا پھلنا / جس چمن کا ہے باغباں اچھا
تلخ گو سے ہے میٹھی بات اچھی / بحر سے چشمۂ رواں اچھا
کس ہونا کس کو [illegible] / دہر میں گر ہو [illegible] اچھا

لاکھ طاعت سے زہد سے تسلیم　　عشق مولائے دوجہاں اچھا

**ولہ**

جب سے مجھے عشقِ خدا ہوگیا　　آپ میں آپ جدا ہوگیا
دیکھتی صورت کو ہیں آنکھیں مری　　کون یہاں پردہ کشا ہوگیا
جس کو ہوا شوقِ مئے معرفت　　فائز بزمِ عُرفا ہوگیا
سُنتے ہیں وہ اللہ کے دم کے سوا　　لا یا نہ الّا کو جو لا ہوگیا
عشق اِدھر حُسن اُدھر بیدلو　　آنکھوں میں اور دل بلا ہوگیا
آنکھوں سے دیکھو اور سمجھو دل سے تو　　کون بقا کون فنا ہوگیا
آئینہ خانہ ہیں دو عالم کے دیکھ　　حسنِ خدا جلوہ نما ہوگیا
آنکھوں کے فتنہ سے دل بیخبر　　کشتۂ شمشیر ادا ہوگیا
وصل میں بھی جی کو تسلی نہیں　　حضرتِ دل آپکو کیا ہوگیا
آنکھ سے جب آنکھ ملی دل سے دل　　مجھ پہ وہ میں اُن پہ فدا ہوگیا
مرتے ہیں جیتے ہیں عجب دم ہے یہ　　دیکھو تو تسلیم کو کیا ہوگیا

**ولہ**

وصل میرا اُسے منظور ہوا خوب ہوا　　رنج سے دوری کے میں دور ہوا خوب ہوا
ہمسری کا جو رہا مشکِ ختن کو دعویٰ　　نکہتِ زلف سے کافور ہوا خوب ہوا
اختیار اسکو جو ہوتا تو وہ کیا کیا کرتا　　تن میں دل آپ کا مجبور ہوا خوب ہوا
مست تھا میکدہ تن میں انا کی مے سے　　ٹوٹ کر شیشۂ دل چور ہوا خوب ہوا
ٹوٹ کر غنچۂ پیکانِ نگاہ گل دیکھ　　زخمِ دل پر مرے انگور ہوا خوب ہوا
نفس کی خیرہ سری سے تھی فرشتے عاجز　　خسروِ عشق کا مامور ہوا خوب ہوا
تھا جو آنکھوں کو مری سرمۂ دیدار کا شوق　　کشتۂ نورِ خدا طور ہوا خوب ہوا

شکر ہے دل کو جو تھا رنج خمارِ فرقت | وصل کے دور سے مسرور ہوا خوب ہوا
زہد سے پردۂ دیدار جاں جاناں میں | واہ میں رندوں میں مشہور ہوا خوب ہوا
دل تسلیم تھا مغرور تن آسانی میں | عشق کے درد سے رنجور ہوا خوب ہوا

ولہ

خوش مجھکو پریشانی میں جینا نہیں آتا | جب تک مری سینہ میں سکینہ نہیں آتا
چاہو تو مجھے چھوڑ دو چاہو تو بلا لو | مرنا نہیں آتا ہے مجھے جینا نہیں آتا ہے
امید میں برسوں ہی گزر جاتے ہیں لیکن | دلدار سے ملنے کا مہینا نہیں آتا
شکو رنہیں سعی طواف اور زیارت | کعبہ میں نظر جن کو مدینہ نہیں آتا
پھٹ جاتا ہے زخم اور نکل جاتے ہیں ٹانکے | رکھ ہاتھ رفوگر تجھے سینا نہیں آتا
امید میں شب گزری سحر ہونے کو آئی | اب تک بھی مرا ماہ شبینہ نہیں آتا
پتھر بھی پہاڑوں میں بکھرتے ہیں ہمیشہ | لیکن دل غافل کو پسینہ نہیں آتا
خواہ گالیاں دیجئے انہیں یا سخت کہیے | عارف کے کبھی سینہ میں کینہ نہیں آتا
طوفان تغافل کے سبب تجھ دل میں | توحید کا تسلیم سفینہ نہیں آتا

ولہ

بیخودی میں خدا نظر آیا | جلوۂ کبریا نظر آیا
حسن جب رہبر ہوا دل کا | عشق کا راستا نظر آیا
نفس امارہ جب ہوا کشتہ | ذکر حق کیمیا نظر آیا
عمر گزری ریاضتیں کرتے | زاہدو تم کو کیا نظر آیا
درد دل دور ہو گیا تسلیم | جب مسیحا مرا نظر آیا

ولہ

پردہ با [illegible] تسلی دیکھا | نور میں نور تجلی میں تجلی دیکھا

صورتِ عالمِ کثرت میں بچشمِ عبرت　　جلوۂ نورِ الٰہی متجلی دیکھا
گھومتی آتی انا اللہ کی ہر دم جب میں صدا　　ذرّہ ذرّہ میں اناکی ہی تجلی دیکھا
اتنا ایک کو اور لاکھ سلمانوں کو　　حاجی و صالح و شب خیز و مصلی دیکھا
لاکھ احساں بھی کریں تو بدی گر ہے　　نفسِ امارہ کو تسلیم جبلی دیکھا

ولہ

فرزانگی کا حاصل دیوانہ بن کے دیکھا　　الطافِ ساقی دل مستانہ بن کے دیکھا
ناز اور بے نیازی عشق اور جانگدازی　　جانانہ بن کے دیکھا دیوانہ بن کے دیکھا
فانوس جب تلک تھا پردہ میں تھی تجلی　　شمعِ جمال کی تو پروانہ بن کے دیکھا
بے دل سے دل لگانا باریک بھید پانا　　کاکل کی ہے شگافی میں شانہ بن کے دیکھا
میں طوق بن کے دیکھا راحت معانقہ کی　　یا بوسیوں کی لذت جولانہ بنکے دیکھا
آزاد ہو کے دیکھا دنیا کی بیوفائی　　اور نفس کی ہزیمت مردانہ بنکے دیکھا
ہے مے کی گرم جوشی شیشہ میں اور سبو میں　　تسلیم لب کی لذت پیمانہ بن کے دیکھا

ولہ

عاشقانہ مزاج ہے میرا　　خاکساری رواج ہے میرا
دیدہ دم تخت و تاج ہے میرا　　کشورِ دل میں راج ہے میرا
وصل میں ہنسنا ہجر میں رونا　　روز و شب کام و کاج ہے میرا
نہ رہیگی مری پریشانی　　دلربا خوش مزاج ہے میرا
ہے فرشتوں سے گرم بزم سرور　　روح سے ازدواج ہے میرا
تنگ کرتے ہو کیا طبیبو تم　　عارضہ لاعلاج ہے میرا
پوچھو تسلیم سے دوا میری　　وصلِ جاناں علاج ہے میرا

ولہ

ذکر جلی سے شیشۂ دل کو جلا ملا
رونق ملی صفائی ملی مصقلا ملا

جس دل کی تھی تلاش وہ دل ہمکو کیا ملا
مولا ملا وسیلہ ملا رہنما ملا

جس دن سے دم کا دید کا دلکا مزا ملا
بوتل ملی پیالہ ملا میکدہ ملا

اچھے بھلے تھے عشق ہمیں کیا بلا ملا
جادو ملی کرشمہ ملا شعبدہ ملا

تن کے چمن میں غنچۂ دل کیا ملا مجھے
خوشبو ملا گلاب ملا موتیا ملا

سالک وہ ہوں کہ مجھکو دل و روح و نفس سے
توشہ ملا سواری ملی بدرقہ ملا

بھٹکے پھرے بہت مگر اب کوچہ یار کا
سایہ ملا سہارا ملا آسرا ملا

تسلیم جس کو قادریہ سلسلہ ملا
منزل ملی مقام ملا راستہ ملا

## وله

اے عشق مرحبا کہ تو دار الشفا ملا
اے درد شاد باش تو دل کی دوا ملا

الفت میں آپ کی ہمیں اچھا مزا ملا
سب کچھ ملا ہمیں کہ دل آشنا ملا

وہ صاف ہوں تو ہوں جو نہوں تو نہوں کبھی
ہم صاف کیوں نہوں کہ دل باصفا ملا

زلف دراز یار تری عمر ہو دراز
آزاد ہم ہوئے جو ترا سلسلہ ملا

نیچا توں سے تنگ ہیں ہم فکر کیا کریں
دل کیا ملا ہمیں کہ یہ دار القضا ملا

تن کو محیط روح میں جب میں کیا تلاش
بل تو گیا یہ پانی کا ایک بلبلا ملا

بے اہل دل ملے کے نہ تسلیم دل ملے
مشہور ہے کہ پیر ملا تو خدا ملا

## وله

ھر مجھے پچھلے دنوں کا حال یاد آنے لگا
دل مرا سینہ میں دم لیکے گھبرانے لگا

حس ویرانہ ہم کنج قفس میں شاد تھے
پھر بہار آئی جنوں سر پر بلا لانے لگا

ی نابینا رہا اور واں بھی نابینا رہا
وقت کھو کر ہاتھ سے جو کوئی پچھتانے لگا

کب تک کھولی آنکھیں دیکھ جلوہ یار
پردۂ نیرنگ ہی کیا رنگ بتلانے لگا

آنکھ میں پھرنے لگیں اہل وطن کی صورتیں
تجکو جس دن سے وطن تسلیم یاد آنے لگا

ولہ

ہم غریب الوطنوں کو نہ ستانا جانا
بھولے بھٹکوں کو بھی راہ دکھانا جانا

سُننے سے کر سکتے ہیں جو چھٹے ہیں دعوے لیکن
سخت مشکل ہے محبت کا نبھانا جانا

بے وطن ہوتے ہیں اور کسیکو وطن ہے آہیں
نہیں کھلتا آہ ہے کسواسطے آنا جانا

شکر ہے رونیکا شکوہ ہمیں شاید کام آئے
حشر میں اشک بہانے کا بہانا جانا

کام کرنا ہے سو کر لو چلو تسلیم کیا ہے
ساتھ آیا نہ کسی کے یہ زمانا جانا

ولہ

دوستو جب سے مجھے عشق خدا ہو گیا
شکر خدا میں بنا مجھ سے جدا ہو گیا

عشق یہ جب حسن کا پردہ کشا ہو گیا
شکل بشر میں خدا جلوہ نما ہو گیا

گرچہ امید شفا تھی نہ کسی کو ذرا
تجکو طبیبو مرا درد دوا ہو گیا

سونپ دیا دوستو جسکی امانت تھی اُسے
حق جو محبت کا تھا آج ادا ہو گیا

ہو گیا آئینہ صاف بعد شباہت کو دیکھ
نور نمایاں ہوا دل جو صفا ہو گیا

یار سے مدت کے بعد چار نگاہیں ہوئیں
آنکھوں میں غش آگیا حسن بلا ہو گیا

میں ہوں مزا یار ہے لذت دیدار ہے
عشق ہزار آفریں خوب مزا ہو گیا

اگلے زمانہ کے لوگ رکھتے تھے حق پر نظر
اب بھی وہ نقشہ ہے پر رنگ نیا ہو گیا

سوتا تھا میں بے خبر یار بلا آن کر
شکر ہے تسلیم پہ فضل خدا ہو گیا

ولہ

جو فدا کر خدا ہوا مرد خدا ہوا
واصل ہوا خدا سے خودی سے جدا ہوا

دلشاد وہ جو صرف غم دلربا ہوا
آزاد وہ جو بستہ زلف رسا ہوا

کوشش ادھر نہیں تو کشش بھی ادھر نہیں
ہم آشنا ہوئے تو خدا آشنا ہوا

پردہ دوئی کا دور کر آنکھوں سے دیکھ لے
جلوہ عیاں ہے اسکا نہیں کچھ چھپا ہوا

بے عشق زندگی تری ہر رنگ موت ہے
زندہ وہ ہے جو کشتۂ تیغ ادا ہوا

جب دل ہی اصبعین میں ہے کر غور اسمیں تو
مختار کا بندہ ہوا یا خدا ہوا

خودبیں نہ ہو جو کوئی خدابیں نہ ہو کبھی
بس وہ خدا نما ہوا جو خود نما ہوا

کھینچا جو مجکو محکمۂ عشق عرف میں شوق
میں تو کا قصہ مٹ گیا اور تصفیہ ہوا

تسلیم جب سے ذکر کا ہاتھ آیا صیقل
زنگ دوئی سے آئینہ دل کا صفا ہوا

ولہ

اگر ہوتا ہمارے دل میں جوہر بے ریائی کا
کبھی شکوہ نہ کرتا زاہد و ہیں پارسائی کا

تجھے زاہد جو باطل ہے دعویٰ حق نمائی کا
جو از خود رفتہ ہے مجبور ہے آشفتہ رائی کا

یہ ہستی نیستی ہے نیستی ہستی ہے ای سالک
خودی ہے جب تلک ہے کفر دعویٰ خود نمائی کا

نہ دنکو مہر سے جلتے نہ شب کو شمع سی جلتے
نہ ہوتا وصل میں کھٹکا اگر کچھ بھی جدائی کا

محبت کا نبھانا جبکہ آتا ہی نہیں ہمکو
کریں کس منہ سے شکوہ پھر تمہاری بیوفائی کا

شکیبائی سے معذور نہ شکایت کیوں ہو
اگر ہے عذر کوشش میں تو نہیں ہے بے وفائی کا

کریں تسلیم صورت اپنی مرقد کی صفائی کی
نہیں آئینہ ہستی میں جو ہر دیدہ پائی کا

ولہ

عرش اعظم ہے ازل سے وہ نمونہ دل کا
جس سے ہو جاتا ہے دل والوں کو دھوکا دل کا

بے محبت نہیں کھلتا ہے دریچا دل کا
عشق جب آتا ہے اٹھ جاتا ہے پردہ دل کا

نظر آجاتا ہے جب خال جبین جاناں
مری آنکھوں میں سماتا ہے سویدا دل کا

کبھی بجلی کبھی شعلہ کبھی پارہ بن جائے
کیا کہوں تم سے مری جان تڑپنا دل کا

ہو نہ جب تک کسی دلدار سے الفت پیدا
سخت دشوار ہی ہے اللہ سے ملنا دل کا

راستہ دم کا چلو ذکر میں دم تک بھی تسلیم
یہ سفر حشر کا ہے اور یہ توشہ دل کا

دل سے دل ملگیا پر شرم کے مارے تسلیم
منعقد پہ [illegible] نہیں ابتک وہ ارادہ دل کا

ولہ

پڑا ہے حسن کے کشور میں غلغلہ دل کا
خبر اُڑی ہے کہ آیا [illegible]

بلند کون و مکاں سے ہے حوصلہ دلکا
خدا کی ذات سے ملتا ہے سلسلہ دل کا

خدا کا کونسا گھر ہے سو ہم بتا دینگے
اگر ہو عرش بریں سے مقابلہ دل کا

بچاؤ خون کے چھینٹوں سے اپنی آنکھوں کو
نہ پھوٹ نوک سے مژگان کے آبلہ دل کا

لکھینگے ہم بھی جواب اُسکا اپنی آنکھوں سے
اُدھر سے لائے نظر جب مراسلہ دل کا

خبر یہ دیتا ہے آئینہ غبار آلود
کہ خاکساری سے ہوتا ہے مصقلہ دل کا

بدلتے ہو تو چلے آؤ دل سے دل بدلیں
سوائے دل کے نہیں ہے مبادلہ دل کا

فسادِ عشق کا ہے مصلحت نہیں تسلیم
گلہ نظر کا کروں یا کروں گلہ دل کا

ولہ

حق پسندی سے بشر جب حق پسندیدہ ہوا
وہ توحینِ حق ہوا حق مردمِ دیدہ ہوا

لاغری سے جسم کے ہو روح کو بالیدگی
روح لاغر ہوگئی جب جسم بالیدہ ہوا

خاکساری سربلندی ہے بشر کیواسطے
ریشہ نکلا جب زمیں میں دانہ پوسیدہ ہوا

اُف رے دزدیدہ نظر چشمک میں لیکر اُڑ گئی
سینہ میں پہلو میں دل ہر چند پوشیدہ ہوا

اے پریشانی سیہ بختی کو رونق کیوں نہو
سر میں سودا کا کل مشکیں کا پیچیدہ ہوا

قید سے آنکھوں کی آزادی تصور کو نہیں
کس پریرو کا دلِ دیوانہ گرویدہ ہوا

سمجھے کم پا سنگ سے سنگینیٔ افلاک کو
دل جو میزانِ نظر میں اپنے سنجیدہ ہوا

ہو گا رشکِ آبرو سے خشک داماں حشر میں
شرمِ عصیاں سے جو تر دامن کہ تردیدہ ہوا

زنگ وہ حدت جم گیا تسلیم جب سے آشنا
اسم سے دم ذکر سے دل اسم سے دیدہ ہوا

ولہ

[illegible] ہوگا / دل کے پروانوں کا محفل میں تڑپنا ہوگا

حسن کے پردہ [illegible] / سلسلہ جسکا نظر والوں سے ملتا ہوگا

ٹوٹتے ہی یہ قفس روح کے طائر کیلیے / آشیاں کنگرۂ عرش معلا ہوگا

زاہد از بہر ریا کا ہے کلید دوزخ / حشر میں جلوہ جو ہوگا عرفا کا ہوگا

گر یقیں چاہو تو درویشوں کے تابع ہو جا / یاں جو دھوکے میں ہیں واں بھی نہیں ہونگا

حشر میں ہوگا لوا ہاتھ میں جسکے تسلیم / وہی حامی مرا اور میرا وسیلہ ہوگا

## ردیف (ب)

یارب نصیب چشم ہو دیدار یار کب / حاصل ہو اطمینانِ دلِ بیقرار کب

فرقت میں ماہ و سال خدایا گذر گئے / روز وصال ہو یہ شب انتظار کب

بلبل سا دل ہے نغمہ سرا ہے غم فراق / یا رو دیکھے گا مجکو مرا گلعذار کب

ویران خزانِ غم سے ہوا جگر ہوئی / یارب چلے گی وصل کی باد بہار کب

تسلیم کر دعا کہ اجابت کا وقت ہے / پھر ایسا وقت آئے کہاں بار بار کب

ولہ

نہ ہو وہ گفتگو جسے بشر کو ہے سخت عیب / عورت کی بدمزاجی سے گھر کو ہے سخت عیب

بد ہو پسر تو نیک پدر [illegible] / لیکن پدر جو بد ہو پسر کو ہے سخت عیب

اخلاق گر بشر میں نہیں آدمی نہیں / بے آب ہو تو جوہر گوہر کو ہے سخت عیب

اخلاص گر عمل میں نہیں آدمی نہیں / شیریں نہ ہو اگر تو ثمر کو ہے سخت عیب

تسلیم عشق و حسن میں ہے رابطہ قدیم / دیدار گر نہ ہو تو نظر کو ہے سخت عیب

ولہ

دوستو آؤ ادھر گر ہے خدا کی طلب
دیکھو اگر ہے نظر سب میں تجلی رب

نام کو ہے ماسوا کچھ نہیں رب کے سوا
شوق کرو تم ذرا ملتا ہے یہ ڈھونڈو کب

غیر نہیں ہے یہاں عین ہے جلوہ کناں
ہے وہ عیاں اور نہاں دیکھو نہ رو سے سبب

دیکھ سمجھ باادب کچھ نہ خیال سبب
صورتیں ہیں بدلی سب یہ ہو دل آئینہ جب

بو ہے وہ گل میں وہ جزو میں وہ کل میں وہ
تاک میں وہ نخل میں وہ دیکھو سمجھنے کا ڈھب

بو میں وہ شبنم میں وہ آب میں وہ جو میں وہ
میں نہیں میں میں وہ دل سے سمجھ باادب

جام ہے وہ جم ہے وہ خشک ہے وہ نم ہے وہ
وید ہے وہ دم ہے وہ پھیر سمجھ کا ہے سب

روح وہی دل وہی نور وہی ظل وہی
رہ وہی منزل وہی بس یہی ہے راہ رب

موج الگ آب الگ ماہ الگ تاب الگ
جسم الگ خواب الگ کہنے سے ہوتے ہیں کب

ظاہر و باطن وہی ساتر و ساکن وہی
وہ جب ہے متمکن وہی سب میں ہیں سب سب میں رب

چپ رہو تسلیم تم منہ یہ کرو بیم تم
کرتے ہو تعلیم تم جو نہ سنیں ہے غضب

ولہ

یارب یارب یارب
سب ہیں تیرے اور تجھ میں ہے سب

کھاتے پیتے جاگتے سوتے
تو ہی مقصد تو ہی مطلب

اے میرے مولا تو ہی بچالے
نفس کیا ہے عاجز بے ڈھب

دین اور دنیا جھگڑا سا ہے
ذکر ہے تیرا سب سے انسب

دیکھوں سنوں یا بولوں میں
بے تیرے طاقت مجھ میں ہے کب

آئے گی آخر کام غریبی
کس کی دولت کس کا منصب

عقل معلم ذکر سبق ہے
دل ہے کودک تن ہے مکتب

تسلیم اپنی اردو کو زباں کو
رمز ہے باریک بند کرو لب

ولہ

گرم جس دن سے ہے توحید کی محفل یارب
مرے پہلو میں اسی دن سے نہیں دل یارب

سننے میں دیکھنے میں کہنے میں جب نہیں میں
دل مرا غیر کے جانب نہیں مائل یارب

دل کا مشتاق ہے دل آنکھ کی مشتاق ہے آنکھ
آنکھ سے آنکھ ملے دل سے ملے دل یارب

میں جو بیگانوں سے ملتا ہوں یگانہ ہوکر
یہ مرا جادہ ہے اور یہ مری منزل یارب

غیر کا ہوگا نہ یہ آئینہ صورت عین
دل کو جبتک ہے تمیزِ حق و باطل یارب

ڈھونڈتا ہوں نہیں ملتا کہیں لیلےٰ کا پتا
کبتک آنکھوں میں بسے گا مری محمل یارب

جب تک دل نہو پروردۂ تسلیم و رضا
لاکھ اگر زہد ہو مطلب نہو حاصل یارب

## ردیف - تا

میں کس سے کہوں اپنے دلِ زار کی حالت
ہوگی نہ خزاں میں کبھی یہ گلزار کی حالت

باہر ہوئی تشخیص طبیبانِ جہاں سے
اے میرے مسیحا ترے بیمار کی حالت

الفت میں مجھے غیرتِ بسمل نظر آئی
مقتولِ دمِ ابروے خمدار کی حالت

سب طالبِ یوسف تھے مگر مثلِ زلیخا
دیکھا نہ کوئی مصر کے بازار کی حالت

تسلیم ہوا اکثر سببِ رشکِ ریاضت
محشر میں مئے عشق کے سرشار کی حالت

ولہ

جب سے دیکھا ہوں میں وہ رشکِ قمر کی صورت
رشکِ رنگِ شفقستاں ہے جگر کی صورت

دوستو ہجر میں دلدار کے روتے روتے
ابرِ نیساں سی ہوئی دیدۂ تر کی صورت

یار کے زلف کے دیوانوں کو صحرا کیسا
خواب میں بھی نظر آتی نہیں گھر کی صورت

ہدفِ ناوکِ مژگاں ہے جگر یہ سہیم
گرچہ سینہ کو کیا ہوں میں سپر کی صورت

غیرِ حق عرصۂ کثرت میں نہو جلوہ پذیر
چشمِ عارف میں کبھی نفع و ضرر کی صورت

موشگافوں سے سر مو بھی نہو وصف کبھی
بال سے جبکہ ہے باریک کمر کی صورت
دیکھے تسلیم نزاکت میں قصور اپنے نہ کیوں
جو ور گرد دیکھے مرے نور نظر کی صورت

ولہ

اگر ہمکو تم سے نہ ہوتی محبت
بھلا کاہے کو ہمپہ ہوتی آفت
رہا میں فدا تم پہ ہر چند لیکن
نہ دیکھا کبھی تمسے چشم مروت
حسب اور نسب پر نہیں منحصر کچھ
طریقے سے انسان کو ہے شرافت
دو عالم میں تیرے سوا ہے نہ مالک
میں پھر کس سے اپنی کروں عرض حاجت
ہو یکپل میں تسلیم کے دلکو تسکین
کرے جب تجھے یارب نگاہ عنایت

ولہ

جس دن سے ہی دلکو مرے وحدت سے محبت
کثرت میں ہوں لیکن نہیں کثرت سے
ہو حشر میں بس اسکو شفاعت کا ذریعہ
ہے جسکو یہاں اہل محبت
رہے نہ کبھی غیب کے عالم کی حضوری
جبتک نہو عارف کو شہادت سے
الفت کا مزہ وصل میں اٹھ جاتا ہے دل
ہے اس لئے یارو مجھے فرقت
شاہیان خدا سے ہو دو عالم میں و تسلیم
دنیا میں جسے ہوگی سخاوت

ولہ

جس روز سے ہے مجکو حسینوں سے محبت
رکھتا نہیں دنیا کے قرینوں سے محبت
دنیا میں کبھی یاد رہیں نہ لگا دل
کیا خاک ہو افلاک نشینوں سے محبت
ہے آتش و خاشاک کی صحبت سے ہی بدتر
اشراف کو گر ہو وے کمینوں سے محبت
کیا داغوں سے الفت ہے مرے لخت جگر کو
جس طور ہو خاتم کو نگینوں سے محبت
تسلیم گذر گاہ جہاں سے نہ لگا دل
کرتا ہے کوئی راہ نشینوں سے محبت

ولہ

جب ہم سے اٹھایا نہ گیا بار محبت
آنکھیں ہوئیں آنسو سے گراں بار محبت

گلرو کی جدائی میں تڑپ کیوں نہ دل کو
کھٹکتے ہیں کلیجہ میں مرے خار محبت

جبتک نہ ملے شربت دیدار مسیحا
اچھا نہ طبیبوں سے ہو بیمار محبت

شکوہ نہیں آنکھوں کو مرے خون جگر کا
پھولا ہے مرے دامن میں گلزار محبت

ہے جوہر دل گیسہ ہر جسم میں لیکن
تسلیم نہیں کوئی خریدار محبت

ولہ

ہرچند بہت گرم ہے بازار محبت
دکھتا نہیں پر کوئی خریدار محبت

گو عشق کے قانون کو ہے مضراب [illegible]
ہشیار کہ تو میں نہ کہیں تار محبت

[illegible] نہیں ظرف انکار [illegible]
کر سینہ میں جو ہے ضبط ہو اظہار محبت

[illegible]
ہلکا ہو کہاں دوش گراں بار محبت

[illegible] دل جاتا
آشفتوں کو خود بینی ہے زنگار محبت

[illegible] تمنائے مسیحا نہیں رکھتا
بیدار ہو سے دل زار ہے آزار محبت

[illegible] ملے رشک مسیحا مرا تسلیم
ہٹ جائے نہ دوا سے کبھی آزار محبت

ولہ

[illegible] چھپا دل میں مرے تیر محبت
تا آنکھوں سے ٹپکیں مرے آنسو سے محبت

[illegible] نہو دل نرم نہو قابل رحمت
پتھر ہے وہ دل جس میں نہو بوئے محبت

[illegible] عرش سے بالا ہے مقام دل عارف
فردوس بریں ہے یہی کوئے محبت

[illegible] رو سے غفلت کے مرا سخت ہے بیمار
یارب تو پلا دے مجھے دارو ئے محبت

[illegible] کی صورت کے لئے آئینہ بن جائے
وہ دل کہ جگہ جسکی ہے پہلوئے محبت

[illegible] نہیں دیتا میں شکایت کو بلائیں
تا ٹوٹ نہ جائے کہیں بازوئے محبت

[illegible] یہ دیدہ مرا دیدہ میں وا دیدہ میں دل ہے
ہاتھ آئے کسی رو سے نو قابوئے محبت

یا خنگ نہ نیچا ہے کہیں سنگ تہ سکا نہت
رکھا ہاتھ میں تنا ہیں ترازوے محبت

تسلیم نہ کیوں روح ہو تازہ دماغی
آتی ہے چمن دل سے ہے خوشبوئے محبت

ولہ

دنیا میں خدا والوں کی صحبت ہے غنیمت
صاحب کے جو ہو کی محبت ہے غنیمت

یک لحظہ بھی گر یاد الٰہی میں رہے دم
یہ دم ہے غنیمت یہ سعادت ہے غنیمت

صاحب سے محبت ہو تو بہتر ہے وگرنہ
ہو شوق تو بس یہ ہی طبیعت ہے غنیمت

بیمار جو ہو گے تو بہت یاد کرو گے
کرنا ہو تو کر لو کہ یہ صحت ہے غنیمت

تسلیم رہو شاہد انفاس جئے تک
نسبت کے لئے بس یہ شہادت ہے غنیمت

ولہ

میری آنکھوں میں ہے کس ماہ لقا کی صورت
دیدہ میں دم ہے مرا تار وفا کی صورت

خسرو کشور ویرانہ ہستی ہوں میں
اڑتے پھرتے ہیں جہاں بوم ہما کی صورت

اشک کو روک لو بہ جائیں نہ خار صحرا
نہ نکل آئے کوئی آبلہ پا کی صورت

جب ہم یار کے کوچہ میں جما بیٹھے قدم
نہ اٹھے خاک سے نقش کف پا کی صورت

گر نہ احسن پرستی کا طریقہ ہوتا
دیکھتے کونسی صورت ہے خدا کی صورت

وہ بھی ہے کہ نکلنے نہیں پاتی دم بھر
دل کے آئینہ میں [illegible]

دیکھئے دل کی تجلی کے مقابل تسلیم
لاکھ خورشید ہوں پر ہیں وہ سہا کی صورت

ولہ

پتلی سی مری آنکھوں میں ہے یار کی صورت
اور دل میں سویدا سی ہے دلدار کی صورت

دیکھے وہ مرے یار کے دندان جلا دار
دیکھا جو نہ ہو گوہر شہوار کی صورت

ہے ایک ہی خبط دل شیدا کی نظر میں
زنجیر کی اور زلف گرہ دار کی صورت

تشخیص عبث ہے کہ ملال دل پر درد
خود شمع پہ کہے دیتی ہے بیمار کی صورت

| فے سہل نہ دشوار ہوا وسط میں مزہ ہے | | ویجییئے تسلیم کے اشعار کی صورت |
|---|---|---|
| | ولہ | |
| بے یاد الہی نہیں جینے کی حلاوت | | کھانیکی حلاوت ہے نہ پینے کی حلاوت |
| دیدار الہی میں نہ ہو باسے گا جو پایا | | دیدار شہنشاہ مدینہ کی حلاوت |
| عنبر میں ہے نے عطر میں اور مشک ختن میں | | محبوب الہی کے پسینہ کی حلاوت |
| کھاتے رہو پیتے رہو جیتے رہو لیکن | | ہے ذائقہ ذکر سے سینہ کی حلاوت |
| پیاسے ہو تو دیدار ہی کرو جیسیں کہ تسلیم | | ہے شربت دیدار کے پینے کی حلاوت |

ولہ

| دل مرا درد جدائی سے تڑپتا ہے بہت | انتظار اس لئے اے مسیحا ہے بہت |
|---|---|
| جان کی گرچہ ہر ایک شخص کو ہے پروا بہت | پر مری جان بھی تو مجھے پیارا ہے بہت |
| غم کے رنج کو کھو دیتی ہے جب یک نظر | غم فرقت کو بہلاؤں سمجھتا ہے بہت |
| یا نبی ورطۂ دریا سے نکالو مجھکو | ڈوبتا جاتا ہوں اور جرم کا بوجھا ہے بہت |
| [illegible] نہ محشر میں خدا بخشے گا اسکو تسلیم | جسکو یاں حامی امت کا بھروسہ ہے بہت |

ولہ

تن میں ہے جی اور جی میں نہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
بے ذکر مولا ملتی کہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
دنیا کی الفت کالی بلا ہے وحشت کی آفت کی غفلت کی جا ہے
صاحب دلوں کو آرام جان ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
تن میں ہے دیکھو رنگین تجلی ہے سیر جسکی نور اور تسلی
تازہ چمن ہے اور بے خزاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
طول امل کو دل سے نکالو [illegible] ہے جو کچھ جلدی سے پالو

تن جب تلک ہے جہاں یہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
دم کی آتشی تجی کیا تسلی تسلیم دیکھ پیاری تجلی
سیر بہار ہر دو جہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

دیا

سر شہیداں جسم میں سمائی ہے ہوا کوئے دوست
حلقہ نا آشنا ہے آشنائے کوئے دوست

غیرت عرش معلیٰ ہے سرا کوئے دوست
ہے زبان قدسیاں صرف ثنا کوئے دوست

شکستہ میں والئے ملک ولایت ہو گیا
سرپرستی جب کیا ظلّ ہما کوئے دوست

جنگیا شہید دلوں کی گرم جوشی کے لئے
پنجۂ خورشید محشر نقش پائے کوئے دوست

راحت دنیا بلا ہے اہل دنیا کے لئے
عاشقوں کے تن میں نعمت ہے بلا کوئے دوست

اے نسیم خلد واپس ہو کہ لاتی ہے یہاں
نکہت گلدستہ کا کل صبائے کوئے دوست

گرچہ ہے نزدیک سے یہ گم کردہ راہوں کیلئے
حضرت دل آپ ہی میں ہے ہنا کوئے دوست

خلد میں مومن رہیں کفار دوزخ میں مگر
اہل دل کی دل لگی ہو کب ہوا کوئے دوست

سرد کیوں ارزانی کا فور ہوتی اندلیب
گر نہ ہوتا گرم بازار فضائے کوئے دوست

قیمت مشت خس و خاشاک میں بھی ہو کمی
گر متاع ہر دو عالم ہو بہائے کوئے دوست

شل طائر شوق کے بازو سے اڑتا جاؤنگا
سر میں میرے ہے بہت دن سے ہوا کوئے دوست

وید بازوں کو موثر کی خبر دیوے اثر
ہے لقائے دوست عاشق کو لقا کوئے دوست

عشق کے معمار کے ہاتھوں کی بس وہ نازل
خشت دل سے ہے بنا دولت سرا کوئے دوست

بدرقہ تسلیم کا لو ہو پریشاں کیوں بھلا
باعث جمعیت خاطر ہے جائے کوئے دوست

# ردیف جیم

ولہ

کب طبیبوں سے ہو بیمار دلِ شیدا کا علاج / کارگر جب نہیں ہوتا ہے مسیحا کا علاج

ناصحا مغز پکاتا ہے عبث کیوں اپنا / نہیں ممکن کہ ہو نادان سے ہو دانا کا علاج

ساکنِ چرخ چہارم سے نہ ہووے یہ خدا / کشتۂ تیغ ادائے بتِ رعنا کا علاج

چاہیئے ہجر کے بیمار کو داروئے وصال / کیونکہ صہبا سے ہو مخمورئ صہبا کا علاج

نہ ہو تسلیم کبھی رشتۂ کاکل کے سوا / طوق و زنجیر سے آوارۂ صحرا کا علاج

ولہ

وحشت سے ہجر کے ہے پریشاں مرا مزاج / مت بھول مجکو اے مرے نا آشنا مزاج

دردِ جدائی مجکو ستانے لگا بہت / بے وصل کے دوا سے نہ پائیگا شفا مزاج

تدبیر ہے دوا کی تو پرہیز کر طبیب / فرقت ہے اندروں ہی بہت بے مزا علاج

یک آن میں ہو دور مرے دل کا عارضہ / آجائے گر دوا پہ مسیحا ترا مزاج

پابند میں بلا میں جو کچھ ہوں سو ہوں مگر / اچھا خدا کرے کہ رہے آپ کا مزاج

لے نامہ لوٹنے پہ کبوتر کے رو دیا / شکر خدا کہ یار ہے از بس رسا مزاج

آتا چلا ہے جوشِ جنوں سے محیط کو / کب آشنائے ضبط ہو تسلیم کا مزاج

ولہ

[illegible] خبر آئی ہے یار کے آنے کی آج / دل پہ ہے میرے خوشی سارے زمانے کی آج

یار کی آمد کا ہے چار طرف غلغلہ / آئی ہے شاید گھڑی ملنے ملانے کی آج

آہیں ہوا ابتلا دل کی غم سے نہ ہم رو دینگے / آئی ہے ساعت اگر ہنسنے ہنسانے کی آج

زلف کی زنجیر کو تاب جو دیتے ہیں وہ / ملتی ہے شاید سزا دل کے لگانے کی آج

سن تو لئے تم خبر کچھ ہو رہے ملتے میں / کہئے یہ صورت ہے کیا رونے رلانے کی آج

دل نے کہا غم نہیں حسرت و ماتم نہیں / طرز بہانے کی ہے اشک بہانے کی آج

اوج پہ دلبر کی ہے جلوہ گری لبری
فکر ہے تسلیم کو عشق نہانیائی آج

## ردیف دال

ولہ

یار چہرہ پہ سے کاکل کو اٹھایا شاید
ابر سے ماہِ منور نکل آیا شاید
خونِ نگیں جو جراحت سے بہی جاری تیاتل
تیغ کو آب نمک میں ہے بجھایا شاید
ہوتی رخصت ہے جو رو رو کے چمن سے بلبل
صبح پیغام خزاں آنے کا آیا شاید
فرحت دل کا جو چہرہ سے پتا ملتا ہے
رات بھر وصل سے لذت ہے اٹھایا شاید
بے سبب دل جو تڑپتا ہے مرے سینہ میں
صاحب حسن کوئی ہوتا ہے پیدا شاید
دخل جس جا پہ فرشتوں کے گماں کو بھی نہیں
دل میں انساں کے وہ خود آپ سمایا شاید
غل جو کرتے ہیں بہت آج عنادل تسلیم
گلبدن سیر گلستاں کو ہے آیا شاید

ولہ

اندنوں ہتی ہے اکثر مجھے دلدار کی یاد
کر دی بیمار مجھے نرگس بیمار کی یاد
رخنہ انداز جگر ہے مژہ یار کی یاد
قتل کرتی مجھے ابروے خمدار کی یاد
جوں کتاں چاک گریبانِ جگر ہوتا ہے
جبکہ آتی ہے مجھے چاند سے رخسار کی یاد
ابر تر کرتی ہے رو رو کے جو دامان میں
شاید آتی ہے مرے چشم گہربار کی یاد
جاں بلب ہوں درد جدائی سے ہوا جاتا ہوں
کیا مسیحا مجھے آتی نہیں بیمار کی یاد
گر مجھے دشت وطن سنج و محن میں بھی جاے
عندلیبوں کو قفس میں بھی ہو گلزار کی یاد
بلکہ مرتے سے ہو تسلیم کو جب تشنہ لبی
اکثر آتی ہے اُسے شربت دیدار کی یاد

ولہ

پان کھانے کا ہوا شوق ہے جب سے پیدا
بس بنتے ہیں تمہارے درِ دنداں اکثر
غنچۂ گل ہوتے ہیں گل خاک میں ملجاتے ہیں
ماسلف ہے یہی حالت دوراں اکثر
ظلم بیجا پہ جو کیا سر بہ گریباں ہے فلک
جو بدی کرتا ہے ہوتا ہے پشیماں اکثر
اس لئے ہے متوں نہیں گرچہ چلے جاتے ہیں
برہمن دیر کو کعبہ کو مسلماں اکثر
دل کو جو پایا دو عالم کو وہ پایا تسلیم
کرتے خاتم سے تھے تسخیر سلیماں اکثر

ولہ

کون جاتا ہے عدن کو کوئی جانا چھوڑ کر
چاہتی ہے وحشت کب بلبل گلستاں چھوڑ کر
اے جنوں گر کچھ تصرف اس تری وحشت میں ہے
کھینچ دامن یار کا میرا گریباں چھوڑ کر
سر بلندی سے گزر عزلت نشینی کر قبول
سیپ میں قطرہ ہو گوہر ابرِ نیساں چھوڑ کر
ہاتھ جو کھینچا توکل سے پریشاں ہو گیا
چاک کرتا ہے گریباں طفل داماں چھوڑ کر
کیا عجب تسلیم گر ہوں نازنیناں بیوفا
روح بھی جاتی ہے اکدن جسم انساں چھوڑ کر

ولہ

زاہد کا آب اور ہے عاشق کا تاب اور
روزہ نماز اور ہے چنگ و رباب اور
ناصح سنوں میں کس کی عمل کس پہ میں کروں
ارشاد دل کا اور ہے حکم کتاب اور
روزِ جزا سزا و جزا ہیں بجا مگر
بخشش کا نکتہ اور ہے امر حساب اور
بارش کو ہو میری اشک سے نسبت کہاں ہے
آب سحاب اور ہے یہ خونِ ناب اور
تسلیم زہد و عشق ہم فنا گرچہ ہیں مگر
وہم سراب اور ہے حسن حباب اور

ولہ

دل کو کرتا ہے مکدر جو رہے تن میں غبار
گھر میں جاتا ہے جب آتا ہے آنگن میں غبار
خاکساری مری اتنی تو بھلا کام آئی
کہ لپٹتا ہے کبھی یار کے دامن میں غبار
پاکدامن کو بھی تہمت ہے کدورت کر دے
وہم کا جب اٹھے سینۂ بدظن میں غبار

[illegible]

ہے کس رتبے کی آزادی کہ دنیا سے تعلق کیا
[illegible] سوا اس کے [illegible]

زمانہ کو ملا دی خاک میں گردش تری ظالم
کبھی [illegible] فلک سرنگوں ہو کر

دکھایا دل نے نشتر [illegible] کیا جھک کے
[illegible] رہنما ہو کر [illegible] راہزن ہو کر

کبھی ہم شیر کے [illegible]
کبھی ہم ہاتھ سے دل چھوڑ دیتے ہیں ہرن ہو کر

کبھی عاشق کے [illegible]
[illegible] ہیں ہم مشک ختن ہو کر

کبھی [illegible]
کبھی ہم برق [illegible] رہزن ہو کر

ولہ

جو خود نما نہیں ہوتے خدا نما ہو کر
کروں نہ سجدہ اگر آئیں وہ خدا ہو کر

جو لوگ عبد نما ہیں خدا نما ہو کر
ہیں خاکساری میں پوشیدہ کیمیا ہو کر

خدا کو یاد جو کرتے ہیں بے ریا ہو کر
صفت میں عبد کے ہیں شان کبریا ہو کر

حضور میں جو تمنا گئی دعا ہو کر
خدا کا شکر پلٹ آئی مدعا ہو کر

خدا نمائی سے مقبول ہو گیا منصور
خراب ہو گیا فرعون خود نما ہو کر

الست سن کے بلٰی جو کہے ہیں برزخ میں
زبان پہ لاتے ہیں اِلّا کا لفظ لا ہو کر

ق

فنا ازل سے ابد تک نہیں کسی شے کو
جو کہتے مرتے ہیں جاتے نہیں ہوا ہو کر

مثال سمع اصم اور بصارت اعمیٰ
بقا میں رہتے ہیں سب نام کو فنا ہو کر

ق

جو رہے نا ... نہیں سمجھ سکے عالم یہ
خدا کہاتے ہیں وہ مظہر انا ہو کر

اگر ہے شک تجھے زاہد یہ خود ہمیں سے پوچھ
کہے گا تو بھی وہی خود سے آشنا ہو کر

خدا کے دوست فنا ہیں عالم ہیں لیکن
رہیں گے سایہ فگن رحمت خدا ہو کر

جو آشنا ہوا وہ بیگانگی سے دور رہا
قریب ہو گیا بیگانہ آشنا ہو کر

مرے ہماری بلا موت سے ہو تسلیم
بقا میں آ گئے ہم ذات میں فنا ہو کر

ولہ

ذات کی ہستی ہر ہر شئے میں روح سی تن میں دائر و سائر
ہے وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی باطن ہے وہی ظاہر

جسم میں دل اور دل میں روح ہے روح میں خفی اور نور خفی میں سر
سر میں ہے ذات اور ذات ہے دل میں دائر و سائر سائر و دائر

نورِ وجودِ ذات الٰہی ہستی کل ہے نا متناہی
پردہ دوئی کا دل سے اٹھا دے - ایک ظہور اور سب ہیں مظاہر

لا ہے مقام احدیت اے دل ہستی سالک جسکی ہے منزل
نقطۂ الّا وحدتِ کامل جوہر اربع جس سے ہیں ظاہر

دو ہیں ادھر کو برزخ اعلےٰ دو ہیں ادھر کو برزخ اسفل
علم و وجود اسرارِ بواطن - نور و شہود انوار ظواہر

الّا اللہ سے ہے تیسرا درجہ واحدیت سے ہے جو مسمّٰی
رنگ صفت میں ہو گیا پیدا نورِ کلام و سمع و بصائر

دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ارواح امر کا عالم جس سے ہے پیدا
پھر ہے رسول اسرارِ مثالی جس سے ہے یہ ترتیب عناصر

بعد ہے اللہ نورِ شہادت مظہرِ قدرت موجدِ صنعت

رونقِ اشیاء مظہرِ اسما فاعلِ کُل اور شانِ آثر
یار جو نکلا بھیس بدلتا تنزلِ ناسوت آن کے پہنچا

کل ہے مجالی ایک ہے جلوہ پردہ بہ پردہ طرز نوادر
گرچہ ہے ہر ایک پردۂ جاناں خاص ہے لیکن پردۂ انسان

پردہ ہے بندہ پردے میں سبحان ہووے اگر وہ آپ باہر
علم نزولی ہے یہی سالک پر ہیں عروجی اور سالک

کلمہ کی کل میں کیوں تو ہے دبلے کل چھ ہیں یہی کلمہ کے ضمائر
ممتنع عارفِ باطن - باطنِ ظاہر واجب و ممکن

چار عروجی ہیں یہ مساکن گنجِ خفی کے خاص ذخائر
خلعتِ انساں پہن کے آیا تا بہ شہادت جلوہ بتایا

پایا وہی جو آپ کو پایا باطن و ظاہر غائب و حاضر
آپ کو شوق اب چاہیئے عارف تا ہو عیاں اسرار معارف

دم سے تو پہلے اپنے ہو واقف آتشہ [illegible]
سِرِ الٰہی خاص ہے انسان شوق اگر ہے وصل ہے آساں

مرنا جینا پھر تو ہو یکساں عیسیٰ را [illegible]
نفس بشر کا نفس خدا ہے وہ نہ جدا ہے یہ نہ جدا ہے

سر میں انا کی دیکھو صدا ہے پر ہے سا [illegible]
شوق اگر ہے رہ سے لگا دوں سیر عروجی سہل بتا دوں

روحنے دلوں کو پل میں ہنسا دوں ہے یہ فقیر تسلیم قلندر
گوش کو باندھ اور چشم کو باندھ اور سب کو باندھ اور ذکر میں گم ہو

اعمیٰ ہو سالک بکم ہو صمم ہو پھر گویاں مذکور ہو ذاکر

ہو گئی ندا یہ دل سے پیاسے کرن ہو نشو کچھ ہے رہی ہے
پھر تو انا الحق بولنے لاگے اپنے خودی سے آپ ہو باہر

دید سے دم سے دل سے ہو آگہ ذکرِ خدا کر تو کہ و بیگہ
دیکھ عروجی صاف ہے یہ رہ اور ہیں ذکر میں اس کے نظائر

بیٹھتے اُٹھتے کھاتے پیتے جگتے سوتے ہنستے روتے
دید کو رکھ انوار کے ناظر دل کو رکھا کر ذکر میں حاضر

شوق اگر ہے راہِ خدا کا پیر و ہو تو راہ نما کا
سخت ہے یہ رہ کھٹکا ہے ہر جا مارے گئے اکثر میں مسافر

جو کہ ہیں عارف حال کے عاشق ہیں ہنوا اور حال کے عاشق
ہیں وہ مگر شہ وال کے عاشق جسکا اشارہ لکھتا ہوں ذاکر

دید سے ناظر دم سے حاضر دل سے ذاکر فکر صفت میں
آپ ہیں محمود آپ ہیں حامد آپ ہیں مذکور آپ ہیں ذاکر

آپ ہیں مسجود آپ ہیں ساجد آپ ہیں معبود آپ ہیں عابد
آپ ہیں غائب آپ ہیں حاضر آپ ہیں منظور آپ ہیں ناظر

جلوۂ حق تسلیم ہے سب میں خود ہے مسبب آپ سبب میں
آپ ہی سب اور آپ ہی ناظر ایک نظر اور لاکھ مناظر

ولہ

یار ہنس ہنس کے رُلاتا ہے کروں کیا تدبیر
چھُپ کے چھپ اپنا بتاتا ہے کروں کیا تدبیر

پیش دیکھوں تو وہ دیکھے مجھے جب میں دیکھوں
ہنس کے منھ اپنا چھپاتا ہے کروں کیا تدبیر

نعمتِ وصل سے غیروں کو بنا کر مسرور
خونِ دل مجھکو پلاتا ہے کروں کیا تدبیر

تیغِ ابرو سے کبھی چاہِ زنخداں سے کبھی
مارتا اور جلاتا ہے کروں کیا تدبیر

بات کرتا ہوں تو رکتا ہی رہوں گر خاموش / چھیڑ کر فتنہ اُٹھاتا ہے کروں کیا تدبیر
میں تڑپتا ہوں مگر وہ مرا دلدار کبھی / نہ بلاتا ہے نہ آتا ہے کروں کیا تدبیر
دانۂ خال بتا طائرِ دل کو تسلیم / دامِ کاکل میں پھنستا ہی کروں کیا تدبیر

ولہ

بس اے دلِ بیقرار بس کر / پیدا کوئی اپنا ہم نفس کر
چل یار سے شگفتگی نگائیں / کبتک رہے ماسوا میں پھنسکر
گر تجکو ہے طیر کی تمنا / جلدی سے شکستہ یہ قفس کر
بستانِ جگر کو ابرِ دیدہ / سرسبز کیا برس برس کر
کر اس سے طلب اسیکو تسلیم / تو دل سے نہ غیر کی ہوس کر

ولہ

## ردیف زاو معجمہ

ہے عین کبھی غیر پہ مرتا نہیں ہرگز / دل اپنا تمنا سے گزرتا نہیں ہرگز
جو عارف کامل ہے بجز فعلِ حقیقی / جرأت وہ کسی کام میں کرتا نہیں ہرگز
گر ظلم ہو یا رحم ہو عارف بجز اپنے / الزام کسی اور پہ دھرتا نہیں ہرگز
جو محو ہوا نورِ حقیقت میں عزیزو / دنیا کا کوئی کام سدھرتا نہیں ہرگز
تسلیم عجب چشمۂ دل ہے کہ رہے تنگ / دیدار کے سیلاب سے بھرتا نہیں ہرگز

ولہ

گو پر رحم ستمگار پہ کر سکتے نہیں ہرگز / پر عشق سے ہم اپنے گزر سکتے نہیں ہرگز

کیا عشق ہے مواج کہ دریائے جگر کے
دو شیشے ہیں دو چشم کہ بھرتے نہیں ہرگز

یہ عشق کا مقتل ہے کہ شمشیر ادا سے
حاصل جو شہادت کئے مرتے نہیں ہرگز

ناصح نہ ذرا صدمۂ محشر سے کہ عاشق
گر ٹوٹے فلک سر پہ تو ڈرتے نہیں ہرگز

گو عشق سے تسلیم پریشان ہو طبیعت
شانہ سے کبھی بال بکھرتے نہیں ہرگز

ولہ

دیدار کا ہے دیدۂ تر منتظر ہنوز
آتا نہیں ہے پر مرا دل بر نظر ہنوز

نسخہ بدل بدل کے مسیحا دیا مجھے
جاتا نہیں مگر مرا دردِ جگر ہنوز

شاید خزاں کے آنیکی پہنچی ہے کیفیت
آتی نہیں چمن میں نسیمِ سحر ہنوز

کیونکر جگر نہ داغوں سے الفت کی ہو کباب
آتش بجھا نہیں حسن کی ہے تیز تر ہنوز

غفلت میں شب گئی نہیں اندیشہ صبح کا
پیری میں بھی تو مرگ سے ہے بیخبر ہنوز

تدبیر زور و زر سے بہت کچھ کیا مگر
آتا نہیں ہے بر میں مرا سیمبر ہنوز

تسلیم گرچہ موسمِ جوشِ بہار ہے
شاخِ مراد بر نہیں لاتی ثمر ہنوز

ولہ

نہیں دنیا اگر ہے ادنا چیز
کب سمجھتے ہیں اسکو اعلیٰ چیز

گر بصیرت ہے طالبو تمکو
ہستی حق ہے دیکھو جملہ چیز

جسکے دیکھے سے دید کا ہو لطف
ہے وہی دو جہاں میں عمدہ چیز

ہستی ذاتِ حق نہو جس میں
زاہدا کوئی ایسی بتلا چیز

ذکر اللہ کا کرے تسلیم
عمر بھر کے گناہ کو ناچیز

## ردیف سین مہملہ

ولہ

عبرت آباد ہے یہ عالم فانی افسوس
کھو نہ غفلت میں دو دن کی جوانی افسوس

تپ فرقت سے سب لخت جگر سوکھ گیا
نہ پایا کبھی دیدار کا پانی افسوس

اے رفوگر تجھے مژگان کی قسم جاناں سے
کھائے ٹانکا نہ کبھی زخم نہانی افسوس

روتے روتے میں ہو رشک زلیخا لیکن
نظر آتا نہیں پر یوسف ثانی افسوس

زخم پر مرہم کافور نہ رکھے تسلیم
مٹ نہ جائے کہیں قاتل کی نشانی افسوس

ولہ

جاتی ہے دل سے اس کے جیتے تک کہیں ہوس
دیدار دیکھ پاؤں تو پھر کچھ نہیں ہوس

کیا کچھ ہو مرتبہ جو خدا کی ہو آرزو
دنیا کی جس طرح سے رہے دل نشین ہوس

دیکھو تو غور سے یہ تواضع کا ہے سبب
کرتے ہیں آسماں کی جو اہل زمیں ہوس

رو دے فراق تن میں اگر روح کیا عجب
دو دن کے ہمنشین کی کرے ہمنشین ہوس

تسلیم کس طرح کرے دنیا کی تا حیات
اپنے خدا کو چھوڑ کے انجام بین ہوس

ولہ

قدر ہر چند نہیں کچھ مری دلدار کے پاس
پھر بھی کہتی ہے وحشت کہ تو چل یار کے پاس

زخم الفت کا جگر پر میرے ہوتا نہ کبھی
تیغ ابرو کی نہ ہوتی جو ستمگار کے پاس

طاعت خشک جیتے تک تو کئے جا زاہد
آشنا اور ہے غلام اور ہے سردار کے پاس

کیوں نہ ہو قابل آویزہ گوش رحمت
جمع گر گوہر آنسو ہوں گنہگار کے پاس

نہیں بے دید کے تسلیم حلاوت دم کی
لطف ہے جنبش مضراب ہو جب تار کے پاس

ولہ

ناتمام

جو لوگ باخدا ہیں وہی ہیں خدا شناس
بے آشنا کے ہو نہ کوئی آشنا شناس

مطلوب کا وصال ہے اے طالبو محال
صادق نہ جب تلک ہو طلب میں ریا شناس

جاں کندنی کی آگ میں جلنے سے سہل ہے
دریا میں ڈوب جائے اگر نا خدا شناس

## ردیف ضاد

ولہ

بیدلو رکھے وہ کب بو علی سینا سے غرض
ہووے بیمار کو اپنے مسیحا سے غرض

دوستو گلشن جنت میں ہووے نہ کبھی
عاشق قامت دلدار کو طوبیٰ سے غرض

عارفوں کو نہیں ہے جلوۂ دیدار خدا
گرچہ محسوس ہے پر ہووے نہ اشیا سے غرض

جب نہو بزم میں ساقی تو نہ ہو عاشق کو
خمخانے سے پیمانے سے اور ساغر و مینا سے غرض

کفر و اسلام میں پیدا ہے اسیکا جلوہ
نہیں تسلیم کو کعبہ سے کلیسا سے غرض

## ردیف عین

ولہ

جب فدا ہونیکو آئے دیکھکر پروانہ شمع
خانۂ فانوس میں چھپ کر کرے پروانہ شمع

دیکھکر جلتا ہے تجکو سر بزم اے صنم
تیرے چہرہ پر ہوا شاید کہ ہے پروانہ شمع

پانی پانی ہو رہا شاید ہے رعب حسن سے
دیکھکر تجکو جو تھرا تا ہے بیتابانہ شمع

ذکر کی کثرت سے پیدا ہو تجلی قلب میں
ہوگا روشن کر رکھیگا خانہ ویرانہ شمع

عشق میں اور حسن میں تسلیم اکثر لاگ ہے
دل ہو پروانہ اگر ہو صورت جانانہ شمع

## ردیف غین

یا رب جب محفل میں [illegible] کی کری روشن چراغ / دل مرا ہوتا ہے حسرت سے [illegible] تن چراغ

تیرے آتے ہی [illegible] آئی [illegible] خورشید رو / ہر گل و لالہ سے گو روشن کیا گلشن نے چراغ

وہ [illegible] کر نقاب آئے شمع [illegible] جیا / ہے اندھیرا گر کرے فانوس کو [illegible]

وصل کی شب تا کہیں [illegible] آنکھیں [illegible] سیر / [illegible] کیا کرتا ہے اکثر [illegible]

شمع رو کے قتل کرنے کا ہے یہ راز سبب / وہ نہ رکھتا کیوں عاشق کے سر [illegible] چراغ

قطرۂ خون جگر یوں چشم تر کے گرد ہیں / جیسے رکھے ہوں لب تالاب پر روشن چراغ

انکی رحمت کا ہے بس تسلیم پر تو حشر میں / ہو گیا جنکا تبسم از پئے سوزن چراغ

## ردیف فا

ولہ

ق

جادہ پیما تھی صبا صبح جو صحرا کے طرف / حال پوچھا تو کہی بلبل شیدا کے طرف

مژدہ لیجاتی ہوں گل کا کہ بہار آئی ہے / تا وہ پرواز کرے گلشن خضرا کے طرف

کہدے احوال مرے درد جگر کا جاکر / لے نسیم سحری جلد مسیحا کے طرف

کیا میخانہ میں کل چشم تماشائی ساقی / بے اجازت جو نظر ہیں مینا کے طرف

ہے قسم بھولے بھی تسلیم کبھی منہ کرے / تشنہ لب شربت دیدار کا دریا کے طرف

ولہ

دل مرا مائل ہے جاناں کی زنخداں کے طرف / پھر چلا یوسف عزیز و چاہ کنعاں کے طرف

آجکل شاید بہار آئی گلستاں کے طرف / ہاتھ لیجاتی ہو وحشت پھر گریباں کے طرف

جب تصور عارض گلگوں کا ہوتا ہے مجھے / دل اڑا جاتا ہے جوں بلبل گلستاں کے طرف

شبنم خوفی سے پھولا ہے ہمارا لالہ زار / دیکھ ابر بہاری چشم گریاں کے طرف

... نحوستِ ... توڑتی ہیں سیکڑوں
توڑ ... دم میں ... جوشِ جنوں زنجیر کو
... رخسار جب تسلیم آجاتے ہیں

دیکھتا ہوں جب کمانِ ابرو کے مژگاں کیطرف
دل کھنچا جاتا ہے اس زلفِ پریشاں کیطرف
دیکھکر روتا ہوں اکثر ماہِ تاباں کیطرف

ولہ

ہرچند جان اپنی کئے ہم نثار صاف
ظاہر ہے ان کے چہرہ سے دلکا غبار صاف
ابرو لگا رہے ہیں جو خنجر کا وار صاف
کیا پوچھتے ہو دل کے تڑپنے کا ماجرا
جب چار دیدہ ہوگئیں پردہ کی آڑ سے
تسلیم رخ ادھر کو نہ پھیریں تو کیا کریں

وہ کینہ ور نہ ہم سے ہوا از بہار صاف
ہوتے ہیں گرچہ مصلحتاً بار بار صاف
مژگاں چلا رہے ہیں جگر پر کٹار صاف
خود منھ پر کہہ رہی ہے مری چشم زار صاف
تیرِ نظر جگر کے ہوا آرپار صاف
ہستی کا جب ظہور ہے بے اعتبار صاف

ولہ

دیکھتے دیکھتے کیا ہو گئے رمضانِ شریف
دل کے غنچے جو کھلے گل سے تھے کملا گئے
ہیں پریشان کفِ افسوس کو ملتے ملتے
چھوڑ ہم خاک نشینوں کو پریشانی میں
نکرے کا جو ادا یاد رکھو اس کے عدو
انتظاری میں ہیں چھوڑ برس تک تسلیم

روزہ داروں سے جدا ہو گئے رمضان شریف
باغِ دنیا سے ہوا ہو گئے رمضان شریف
طائرِ رنگِ حنا ہو گئے رمضان شریف
راہیِ ملکِ سما ہو گئے رمضان شریف
بے شبہ روزِ جزا ہو گئے رمضان شریف
تیس دن جلوہ نما ہو گئے رمضان شریف

## ردیف قاف

کہوں میں کس سے بجز یار داستانِ فراق
ولہ
کہ کھینچتا ہے دہن سے زبان بیانِ فراق

ہلال ابروسے مہ رو کہاں نظر آئے
عزیز و اندنون کج رو ہے آسمان فراق

طبیب درد کی تشخیص کر رہا ہے عبث
عیاں ہے خود سر او دیوانہ بن نشان فراق

تلاش وصل کے مرہم کی ہے مسیحا سے
جگر میں ٹوٹ گیا جب سے ہے سنان فراق

جگر فگار دن سے تسلیم سے جبینوں کو
وفا کے واسطے شاید ہے امتحان فراق

ولہ

نہ ہووے دل کہیں پابستہ بلائے فراق
رہے نہ کوئی اس عالم میں مبتلائے فراق

رہے ہمیشہ ہم آغوش دلبر وحشت
ہوا جو عاشق دل سوز آشنائے فراق

دوا سے کیوں نہ ہو نازش فغان کے شیدا نہیں
رکاب اشہب خاطر میں جب ہو پائے فراق

طبیب دیکھکے عاشق کی نبض کو یہ کہا
بجز وصال صنم کے نہیں دوائے فراق

جگر کو تھام کے امید ہاتھ سے مت چھوڑ
وصال یار رہے تسلیم انتہائے فراق

## ردیف کاف

ولہ

ہے یار کے آنے کی خبر یار مبارک
مشتاقوں کو دلدار کا دیدار مبارک

آتی ہی کہا دید مبارک تو کہا میں
آنکھوں کو میری چاند سے رخسار مبارک

سوتا رہا غفلت میں شب و روز مگر آج
جگنے کی ہے شب دیدۂ بیدار مبارک

تو میرا یگانہ ہے تو میں تیرا یگانہ
خوش وقت ہے دلدار کو دلدار مبارک

دلدار کہا ڈال کے زلفوں کو گلے میں
تقریب شب وصل ہے ـ سو بار مبارک

میں نے کہا پھر آپ ملو گے تو کہا ہاں
میں تم کو مبارک ہوں مرا اقرار مبارک

تھی میری نظر فضل پہ خوش ہو کے وہ بولا
رحمت تجھے ہے میرے گنہگار مبارک

میں تیرا مسیحا ہوں تو بیمار ہے میرا
رحمت کی نظر سے مجھے دیکھا تو کہا دل

ہو میرا قدم تجکو اے بیمار مبارک
تسلیم کو تسلیم کا دلدار مبارک

ولہ

یاد رکھو ارشاد خدا کا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ
پایا اُسے جو آپ کو پایا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

ذاتِ بشر ہے جوہر مطلق آئینہ درپن تن ہے زیبق
عکس ہے روح اور شخص ہے مولا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

چاند سے کالی رات ہے روشن شمع سی جوں شکواۃ ہی روشن
نفس بشر ہے ذات کا پردا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

کل میں ہے ذات اور ذات میں کل ہے گل میں ہے بو اور بو میں گل ہے
گر ہے ہوس حل ہو یہ معمّا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

کہتے ہیں جسکو عین العالم صورتِ حق ہے صورتِ آدم
کیا ہے کہو تسلیم یہ عقدا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

ولہ
چار مصرعی

لَیْسَ لِدَائِیْ اِلَّا دَوَاکَ
لَیْسَ وَلَائِیْ اِلَّا وِلَاکَ
اَنْتَ سَمِیْعٌ اَنْتَ عَلِیْمٌ
اَنْتَ کَرِیْمٌ اَنْتَ رَحِیْمٌ
تو ہے مُصَوِّر ہم ہیں مُصَوَّر
تو ہے مُسَخِّر ہم ہیں مُسَخَّر

لَیْسَ دَوَائِیْ اِلَّا اشْفَاکَ
لَیْسَ رَجَائِیْ اِلَّا رَجَاکَ
اَنْتَ بَصِیْرٌ اَنْتَ کَلِیْمٌ
اَنْتَ قَدِیْمٌ لَا مَاسِوَاکَ
تو ہے مُقَدِّر ہم ہیں مُقَدَّر
اَللّٰہُ اَکْبَرُ رُوْحِیْ فِدَاکَ

حاضر تو ہی ہے ناظر تو ہی ہے
باطن تو ہی ہے ظاہر تو ہی ہے
اوّل تو ہی ہے آخر تو ہی ہے
لا ابتدا اک لا انتہا اک
سب ہیں فقیر اور تو ہے تونگر
سب ہیں حقیر اور تو ہے قوی تر
تسلیم احقر بندہ ہے کمتر
محتاج مت کر غیر از سوا اک

## ردیف لام

ولہ

ہمدرد کون ہے جو کہوں داستان دل
واقف نہیں کوئی کہ بتاؤں نشان دل
جو اپنا آشنا ہے دل جان جان دل
وہ خود ہے میزبان دل و میہمان دل
خلوت کدہ ہے دلکا جو سنتے ہیں لامکاں
کہتے ہیں جسکو عرش وہ ہے آستان دل
کشتی ہمارے شوق کی پہنچے گی ایک روز
کھل جائے فضل حق سے اگر بادبان دل
ممکن نہیں کہ ظلمت غفلت سے ہو نجات
تاباں نہ جب تلک ہو مہ آسمان دل
کیا کیا جواہرات گرامی لگیں گے ہاتھ
قسمت سے آئے ہاتھ کسی کے جو کان دل
لب باندہ گوش باندہ اور آنکھونکو بند کر
سننے کی گر ہوس ہے کلام زبان دل
ہو جائے پہلے مرحلہ ہمارے بیخودی
منظور ہے کسیکو اگر امتحان دل
ہو گا کبھی نہ لشکر خطرات کا گزر
تسلیم دیدہ کو جو کرے پاسبان دل

ولہ

ہو گا جو لامکاں سے مقابل مکان دل
دیکھیں نہ لامکاں کو مگر آستان دل
واقف خدا کی ذات سے ہیں واقفان دل
شان کریم یاد دلاتی ہے شان دل
بھولے سے بھی کریگا نہ جنت کی آرزو
جو کوئی دیکھ لے چمن بے خزان دل

جسمی حسب نسب سے تعلق نہیں اُسے
ہے ذاتِ حق سے سلسلۂ خاندانِ دل

کیونکر کریں نہ شکر ادا اہلِ معرفت
دل میہماں تنا کاہے تن میہمانِ دل

تسلیم کس سے عرض کروں دل کا ماجرا
بے اہلِ دل کے کون سنے داستانِ دل

ولہ

جب درد آشنا کا ہوا آشنائے دل
بے آشنا نہیں ہے جہاں میں دوائے دل

گر اسکی آرزو ہے کرو دل کی پیروی
نعمت نہیں ہے اور بشر میں سوائے دل

واقف ہوں خاص و عام حقیقت سے ذات کی
آئے زباں پہ میری اگر ماجرائے دل

سولی چڑھا نہ روک سکا جوشِ عشق کو
منصور کو تھا گرچہ ملا انتہائے دل

کیا فائدہ علاج مسیحا سے ہو تجھے
تسلیم جب ہے دردِ محبت دوائے دل

ولہ

ہے عرض تجھ سے اے مرے حاجت روائے دل
بر لا کرم سے اپنے مری مدعائے دل

فریاد رس نہیں ہے سوا تیرے جب کوئی
یا رب کہوں میں کس سے مرا ماجرائے دل

روشن ہو یک نظر میں شبستانِ کائنات
تاباں ہو گر فروغِ چراغِ ضیائے دل

شکرِ خدا کہ عشق کی منزل کو طے کیا
جب حسنِ دلربا کا ہوا رہنمائے دل

حاصل ہو کیا عجب ہے دو عالم کی خسروی
تسلیم جس کے سر پہ ہو ظلِ ہمائے دل

ولہ

یاد آتی ہے مجھے زلفِ پریشاں آجکل
ہے مرا جوشِ جنوں زنجیر جنباں آجکل

بلبلو مجھکو نہیں گلشن کی ارماں آجکل
سرخ ہے خونِ جگر سے میرا داماں آجکل

بلبلو نکا گلعذاروں کا ہے یک مجمع یہاں
رشکِ گلشن ہے بہارِ کوئے جاناں آجکل

فکر کرو انکی نہ بھول اس پر کہ جیسے روز وہ
اعتبارِ عرصۂ نیرنگِ دوراں آجکل

ڈوبتے تسلیم چہ با ہیں عزیزِ مصرِ دل
حسرتِ کنعاں ہی کیا چاہِ زنخداں آجکل

ق

بشانِ تو کہ این شانے ترا داد ہو اللہ الاحد یا غوثِ اعظم
مدد فرما کہ از فضلِ الٰہی نویدے در رسد یا غوثِ اعظم
تشفع لیس فی الدنیا والعقبیٰ سواک لی نقد یا غوثِ اعظم
ہے تسلیم اندرون از بس پریشان مدد فرما مدد یا غوثِ اعظم

ولہ

قدرتِ کبریا ہیں ہم جامِ جہاں نما ہیں ہم صورتِ دلربا ہیں ہم جلوۂ آشنا ہیں ہم
درد نہیں دوا ہیں ہم رنج نہیں شفا ہیں ہم جور نہیں وفا ہیں ہم خوف نہیں رجا ہیں ہم
حسن ہیں ہم ادا ہیں ہم ناز ہیں ہم جفا ہیں ہم عشق ہیں ہم بلا ہیں ہم بند ہیں ہم قبا ہیں ہم
نغمہ سرا ہیں شوق سے غنچہ کشا ہیں شوق سے طرزِ صبا ہیں شوق سے گلشن خوش فزا ہیں ہم
گر ہے نقاب کی آرزو تو کس سے ملا دو تسلیم کو سب ہے اُسی کی گفتگو کچھ نہیں کون کیا ہیں ہم

ولہ

چارہ گر ہم درد ہم بیمار ہم عشق ہم دلدار ہم دیدار ہم
کشورِ توحید میں بے تخت و تاج شاہ ہم دیوان ہم دربار ہم
شہرِ وحدت میں گزر جب سے ہوا مشتری ہم جنس ہم بازار ہم
بے انا الحق کے ہوا حق ہی میں گم ہو گئے منصور ہم اور دار ہم
دشت میں تسلیم اور گلزار میں خار بے گل ہم گل بے خار ہم

ولہ

دردِ دل ہم نبض ہم نباض ہم بیمار ہم کور ہم دیدار ہم باکار ہم بے کار ہم
کعبۂ توحید میں بتخانۂ تشبیہ میں کفر ہم اسلام ہم تسبیح ہم زنار ہم
ملکِ وحدت کے سفر میں مرحلہ در مرحلہ راحلہ ہم راہبر ہم راہ ہم رفتار ہم
عینیت ہے غیریت ہے از رہِ عقل و یقین دور ہم نزدیک ہم مجبور ہم مختار ہم

لا الہ کی راہ سے تسلیم الا اللہ سے
نفی ہم اثبات ہم انکار ہم اقرار ہم

ولہ

ہیں جبتک ہاتھ چاک اپنے گریباں کو کرینگے ہم
گریباں گر نہو چاک اپنی داماں کو کرینگے ہم

سرشک سرخ سے گلزار داماں کو کرینگے ہم
برنگ برگ گلدستہ گریباں کو کرینگے ہم

نہو یاد الٰہی سے اگر جمعیت کامل
تو پھر کیا رکھکے اس جان پریشاں کو کرینگے ہم

وہ دل لیتے ہیں دل کی جا پر خود آپ بیٹھے ہیں
فراموش اپنی دل سے کب یہ احساں کو کرینگے ہم

وہ مختار دل آزاری ہیں ہم مجبور خاموشی
ادب منظور ہے کب شور و افغاں کو کرینگے ہم

اگر ہم بت پرستی کے مزے سے آشنا ہونگے
حوالے کفر کے یکروز ایماں کو کرینگے ہم

غم دلبر کو جب دل میں اتارے ہیں تمنا سے
تو کیا تسلیم بیدل اپنے مہماں کو کرینگے ہم

ولہ

ستم کو ان کے سمجھتے ہیں ہم بجائے کرم
کہ باوفا کے لئے ہے جفا بجائے کرم

بجائے خار سر غنچۂ جزا ہوگئیں
چلے گی دشت معاصی میں جب ہوائے کرم

رہیں گے سایہ میں آسودہ معصیت والے
بلند ہوگا قیامت میں جب لوائے کرم

گنہگاروں کو دوزخ میں روک رکھیں گے
ادھر حیائے معاصی ادھر حیائے کرم

ہیں عدل کے لئے اعمال نیک دنیا میں
مگر ظہور گناہوں کا ہے برائے کرم

وہ آشنا ہے الٰہی دین و دنیا میں
جو لوگ ہوتے ہیں تسلیم آشنائے کرم

ولہ

آشنا ہوتا ہی وہ جب آشنا ہوتے ہیں ہم
آشنائی میں نہیں معلوم کیا ہوتے ہیں ہم

ہم وہ بندے ہیں نہیں کہتے خدا ہوتے ہیں ہم
لفظ الا اللہ کا کہتے ہی لا ہوتے ہیں ہم

لوگ کہتے ہیں کہ دنیا سے فنا ہوتے ہیں ہم
سب غلط ہے موت ہوتے ہیں بقا ہوتے ہیں ہم

ہم بجا آرزو سے باغباں ہیں بلبلو
گل ہیں جو ہوتے ہیں گلشن میں صبا ہوتے ہیں ہم

خود نمائی کا تجلی پر بہت ملتا نہیں — مثلِ شبنم دیدۂ خورشید میں فنا ہوتے ہیں ہم

عبدیت معبودیت کے رنگ میں جاتی ہی ڈوب — بے خودی سے بیخودی میں باخدا ہوتے ہیں ہم

کل ہماری شان و شوکت دیکھ لو گے زاہدو — عشق میں گو آج رسوا جابجا ہوتے ہیں ہم

کیوں ہمارے دل کو ہو نفع و ضرر کا اعتبار — خود بلا ہوتے ہیں خود ردِ بلا ہوتے ہیں ہم

ہیں عبادت میں حصولِ شاہی فقر و فنا — تیرہ بختوں کے لیے بالِ ہما ہوتے ہیں ہم

پائے آزادی ہے اور جولانہ زلفِ دوتا — پھر یہ حیرت ہے تعلق سے رہا ہوتے ہیں ہم

اختیاری جبر ہے بے اختیاروں کے لئے — اللہ اللہ صرف تسلیم و رضا ہوتے ہیں ہم

ولہ

ویرانۂ دل ذکر سے آباد کرو تم — تا یاد کرے تم کو خدا یاد کرو تم

ناحق جو کوئی تم پہ کرے ظلم کرو صبر — اللہ سے اپنی طلبِ داد کرو تم

راحت میں کرو شکرِ خدا دل سے زباں سے — تکلیف میں اللہ سے فریاد کرو تم

خواہش ہے کہ گر تم سے محبت کرے اللہ — غیروں کی محبت سے دل آزاد کرو تم

فرماؤ گے کب تک یہ پریشانی کے جلسے — تسکین کا اک لفظ تو ارشاد کرو تم

غیروں کو ہنساتے ہو رلاتے ہو مجھے کیوں — ہم داد کے طالب ہیں نہ بیداد کرو تم

صاحب کی خوشی گر تمہیں منظور ہے تسلیم — رنجیدہ جو تم سے ہیں انہیں شاد کرو تم

ولہ

لذت اٹھاؤ راہِ محبت میں آ کے تم — دیکھو خدا کا پیار ذرا دل لگا کے تم

ہر ایک سے زجاج ہے روشن ہے نورِ حق — آنکھوں سے اپنی کھولو پلکیں اٹھا کے تم

ہستی کا ایک روز ہے کیا منہ بتاؤ گے — صاحب کو بھول جاتے ہو بندے کہلا کے تم

ذکرِ خدا میں رہتے ہنسی اور خوشی کے ساتھ — بیٹھا رہے ہو کاہے کو آنسو بہا کے تم

تسلیم گر مزہ ہے کہ مولا سے ملے — کانوں سے جان کے سنو باتیں خدا کے تم

بے بدل ہم جو ہوا کرتے ہو کیا دیتے ہم
[illegible]

جی میں آ گئے جو کہو تم [illegible]
[illegible]

بدزبانی نہیں [illegible]
[illegible]

سخت کو نرم کریں [illegible]
[illegible] سے [illegible]

راستے والوں کو منزل کا پتا دیں تسلیم
[illegible]

ولہ

جیسے اپنی آنکھوں سے دیکھا کرو تم
خدا کی تجلی ہر جگہ دیکھا کرو تم

جو چاہو کرو لوگی بات دیکھے
[illegible] ساتھ [illegible] کرو تم

خدا سے اگر دوستی ہے تو بیساکو
نگاہِ محبت سے دیکھا کرو تم

اگر نفس سے اپنے لڑتے ہو آؤ
نشان اپنی ہمت کا بالا کرو تم

اگر بھید کھل جائیں روح القدس کے
عجب کیا ہے کار مسیحا کرو تم

خدا سے اگر دوستی چاہتے ہو
خدا سے محبت تو پیدا کرو تم

براتی بنو دیکھو تسلیم جلوہ
نظر کو دلہن دل کو دولہا کرو تم

ولہ

کیا پردہ ہے کہ پردہ میں رکھتے ہیں ہمکو ہم
پردہ سے دیکھ لیتے ہیں اپنے صنم کو ہم

الفت کا توشہ ساتھ ہے اور غم رفیق ہے
جب دور سے کہ چھوڑتے ہیں ملک عدم کو ہم

ٹوٹے دلوں کی قدر ہے جس آشنا کے پاس
پردہ میں دل کے رکھتے ہیں درد و الم کو ہم

کل میں اسیکا نور ہے جز میں اسیکا نور
اپنی نظر میں رکھتے نہیں بیش و کم کو ہم

جب ہو چکے ہیں بندۂ بے دام آپ کے
لطف و کرم سمجھتے ہیں جور و ستم کو ہم

اللہ اپنے قبضہ میں رکھتا ہے ہم کو یوں
رکھتے ہیں اپنے ہاتھ میں جیسے قلم کو ہم

کس منہ سے نیک و بد کو بھلا اور برا کہیں
جب غیر جانتے نہیں دیر و حرم کو ہم

ہر حال اٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے
ہے یاد رائگاں نہیں کرتے ہیں دم کو ہم

رکھتے ہیں مغفرت کا وسیلہ بروز حشر
تسلیم آہِ سرد کو اور چشمِ نم کو ہم

ولہ

کھاتے ہیں جب تاؤ کہیں نوکِ نظر کے ہم
تنگ آ گئے ہیں درد سے زخمِ جگر کے ہم

باطن کا عیش فکر میں ظاہر کے کھو دئے
افسوس نے ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہم

خلوت کا یار جو مکاں تماشیاں مگر
نکلے کبھی نہ تیرے دیوار و در کے ہم

بیمار [illegible] ضرور دوا
ہوتے نہ معتقد جو دوا کے اثر کے ہم

تسلیم کیوں نہ دل کو جلا دیں بجز شوق
شمع جمال یار کا پروانہ کر کے ہم

ولہ

[illegible] نشان پہ ہم
سمجھے کونسے مقام میں آئے کہاں پہ ہم

جبتک تھے مقید زندانِ مشتِ خاک
کیا سیر و طیر دیکھتے تھے لامکان پہ ہم

اب یاں تلک ہے عجز کہ خاکِ نیاز سے
پہنچے نہ فکر سے بھی کبھی آسمان پہ ہم

منزل فنا کی دور نہ سمجھو قریب ہے
ہیں جب سوار اشہبِ عمرِ رواں پہ ہم

اپنے وطن کو چلنے کی کچھ فکر کیجئے
شب باش ہیں عزیز و مسافر یہاں پہ ہم

ذات و صفت کا مجملہ کر دینگے پل میں صاف
آ جائیں صاف اپنے اگر امتحاں پہ ہم

سنتے نہیں صدائے جرس تک بھی حیف ہے
نازانِ اعتماد تھے جس کارواں پہ ہم

سمجھے جب اس چمن کی حقیقت نہیں ہے
شاکی و شاکر اپنے بہار و خزاں پہ ہم

تسلیم جب سے حرف دوئی ہم مٹا دئے
رکھتے کبھی نظر نہیں نفع و زیاں پہ ہم

ولہ

مناجات

میری دعا ہے ہر وقت ہر دم یارب ارحم یارب ارحم

کر دُور دل سے سب رنج اور غم یارب ارحم یارب ارحم
الحمد للہ والشکر للہ اللہ اللہ اللہ اللہ

ہو ذکر میرا بے کیف و بے کم یارب ارحم یارب ارحم
تردامنی سے شرمندہ تر ہوں شرم گنہ سے خستہ جگر ہوں

رکھ زخم دل پر رحمت کا مرہم یارب ارحم یارب ارحم
غرقاب عصیاں ہوں میں الہی موجوں پریشاں ہوں میں الہی

شرمندگی سے ہوں چشم پرنم یارب ارحم یارب ارحم
صدقہ ہے تیرے پیارے نبی کے سردار جو ہیں سارے نبی کے

رکھ دل کو میرے خوش وقت و خورم یارب ارحم یارب ارحم
جب موت ہووے دست و گریبان نزع رواں کو کر مجھپہ آساں

ہو کی صدا سے نکلے مرا دم یارب ارحم یارب ارحم
احمد احد میں جو میم دل ہے پردہ اُسیکا تسلیم دل ہے

جو کچھ ہو تم ہو کیا ہیں کدھر ہم یارب ارحم یارب ارحم

ولہ

اک بوسہ تمہارے لب شیریں کا صنم ہم
تسنیم سے کوثر سے سمجھتے نہیں کم ہم

بے آپکے دیدار کے آنکھیں نہ کھلینگی
کھاتے ہیں صنم آپکی آنکھوں کی قسم ہم

جا جو سو کرو عذر کا کس منھ کو ہے یارا
جب آپکے ہیں بندۂ بے دام و درم ہم

وہ ضعف کا عالم ہے کہ ہم بیٹھے جہاں ہیں
اُٹھ سکتے نہیں خاک سے جوں نقش قدم ہم

کھل جائیگی ہر شیخ و برہمن کی حقیقت
ہو جائینگے جب پردہ کش دیر و حرم ہم

کیا سیر چمن کیجئے ہے کسکو تمنا
خود رکھتے ہیں سینہ میں گلستان ارم ہم

دل تنگ ہے حادثہ کے جلسا سے تسلیم
چلئے کہ کریں سیر گلستان قدم ہم

## ردیف نون

کیا کیا مژدہ داری ہے نہاں ذکرِ خدا میں
دم ذکر میں دل ذکر میں جاں ذکرِ خدا میں

ہے آرزو صدقہ سے رسولِ عربی کے
دل یادِ خدا میں ہو زباں ذکرِ خدا میں

تسکین ہے راحت ہے تسلی ہے خوشی ہے
آتی ہے پریشانی کہاں ذکرِ خدا میں

تشویش نہ کچھ فکر نہ کچھ رنج نہ آفت
ہے دلکو مرے امن و اماں ذکرِ خدا میں

دولت کی حکومت کی ہوا لیکے کریں کیا
ذرہ سے بھی کمتر ہے جہاں ذکرِ خدا میں

منزل کو پہنچ جائے تو راحت ہے مژدہ ہے
حق راہ سے یہ عمرِ رواں ذکرِ خدا میں

ہے آرزو تسلیم کہ جب یاد کرے وہ
دم نکلے مرا وجد کناں ذکرِ خدا میں

ولہ

شوق دیدار کا الفت سے رہے گر دل میں
کیوں نہ بس جائیگی پھر صورتِ دلبر دل میں

جسکو کہتے ہیں عداوت وہ ہی ہے [illegible] دل میں
جسکو کہتے ہیں محبت وہ ہے جوہر دل میں

اسکے دیدار کے طالب ہوں نہ کیونکر آنکھیں
ڈالدے عشق اگر خالقِ اکبر دل میں

شوق دیدارِ الٰہی کا اگر ہو نہ پیدا
ہے وہی دولتِ دارین بہتر دل میں

مدتوں سے جسے میں ڈھونڈ رہا تھا تسلیم
اللہ اللہ وہ ہوا مجھکو میسر دل میں

ولہ

کسیکا جلوہ جو دیکھا تمھاری صورت میں
بشکلِ آئینہ وارفتہ ہوں حیرت میں

برنگِ بلبلِ تصویر ہو گیا خاموش
جو دیکھا رنگ نیا گل رخوں کی رنگت میں

یہ صورت اور ہے پردے میں خوبصورت اور
شباہت اور ہے دلدار کی شباہت میں

نظر نہ آئے کبھی اسکو صورتِ عشرت
خدا کو یاد جو کرتا رہے فراغت میں

وصالِ شاہدِ وحدت سے کیوں نہ ہو مسرور
پیا کرے جو مئے ذکرِ بزمِ کثرت میں

## وله

# شہر آشوب

کلا لسانِ طلبیں ہیں بند ہیں اندنوں
زاغ و زغن کا شور ہے گلشن میں اندنوں

کیا دَور ہے کہ زندے زمین پر ہیں مضطرب
اور سہرے کے منتظر ہیں ہم تن بہ اندنوں

جمنا میں ڈوبتے ہیں کوئی دم میں گیا بیاں
بدمست ہے کنیا جہاں بیچ ہیں اندنوں

بڑے ہیں بوسے خشک کے آتی ہے بو بیشک
پھولوں کے بدلے خار ہیں دامن میں اندنوں

اہلِ نظر کی آنکھ ہے نرگس سی نیم خواب
جسم زبان ہے جامہ سوسن میں اندنوں

دعوے ہے انکو علم کا نادان ہیں فضل پہ
جنکو پیا تمیز بسن ہیں اندنوں

محسن کی جان ہے ہدف ناوک ستم
غنچہ سے ہوتے شکستہ تخت ہیں اندنوں

یہ بھی ہوا ہے دیکھئے آنکھ کی ہیں پھری
کنکر سے ہلکے ہیں جہاں پر کفن میں اندنوں

ملسوع کلمہ پیتے ہیں کو دشمنی ہے شکر کلمہ
صورت کا عکس عکس ہے درپن میں اندنوں

پانی حیا کا جم نہیں سکتا جبین پر
گویا وہ ڈوبے خشکی و غن میں اندنوں

مردوں کو عار ہے کہ کریں کسب جنگ ہم
کرتے ہیں خیر فقرہ زنی ران میں اندنوں

تھے باپ دادے جنکے شریف اُنکے نطفہ زاد
مکر اور فریب کے ہیں پڑے فن میں اندنوں

ظاہر میں گو بشر ہیں یہ باطن میں ہیں خبیث
جوہر کی جائے کوٹ بیا بدن میں اندنوں

محتاج ہیں شریف مرفہ رذیل ہیں
اندھیر ہے قلمرو دکھن میں اندنوں

کچھ یاں کا حال ہی نہیں ایسا خراب ہے
پھیلا ہے غدر گردش و دامن میں اندنوں

سرسبز ہیں شریفوں کے شرم و حیا ہیں
رگ راست ہے کمینوں کی گردن میں اندنوں

روٹی حرام خوار دنکو ملتی ہے رائگاں
ریتی کو بیٹھے ہیں وہ مطبخ میں اندنوں

ناپاک جسم اس پہ قبائیں ہیں اطلسی
مغشوش جسم پاک ہے کو شن میں اندنوں

نا پاکیوں پہ لاف زنی فاسقوں کو ہے
دیدان جوں اگرچہ ہیں گرستن میں اندنوں

چیلوں کے آشیانے ہیں گلشن میں جا بجا
جھلتے ہیں زاغ شاخِ نشیمن میں اندنوں

جو پاک دل ہیں کملی میں کرتے ہیں شکرِ حق
مکار ہیں لباسِ ململوں میں اندنوں

بد لوگ خندہ زن ہیں عونت سے بے محل
افسوس ہیں نیک لوگ ہر اک در [illegible] اندنوں

کیا دیر و کعبہ ایک ہوا ہے جو باہمی
ہے اتفاق شیخ و برہمن میں اندنوں

محتاج ہیں شریف تو نانِ جوار کو
سفلے ہیں ڈوبے بحرِ [illegible] میں اندنوں

اسلامیت کو چھوڑ کر ستان بن گئے
کیا کعبہ مرتدوں کا ہے لندن میں اندنوں

مشک ختن میں ہے جو برودت عطار میں
گرمی سی پائی جاتی ہے چندن میں اندنوں

سفلوں کو کسبیوں سے ہے صحبت بشوقِ دل
الفت نہیں ہے مرد میں اور زن میں اندنوں

کھاتے ہیں مالدار کباب اور شیر مال
صدہا غریب بھوکے ہیں مسکن میں اندنوں

فکرِ حرام بازی ہے یا ہے نقب زنی
پھرتے ہیں بدمعاش جو برزن میں اندنوں

رشتہ کبھی پروے نہ سمّ الخیاط میں
ہاتھی سمائے دیتے ہیں روزن میں اندنوں

تسلیم دیکھکر یہ کمینوں کے رنگ ڈھنگ
دل تنگ بس شریفوں کے ہیں تن میں اندنوں

ولہ

جو منظور اہل نظر ہیں نظر ہیں
جو مقبول اہل جگر ہیں جگر ہیں

جوانانِ اسعد ضعیفانِ امجد
دعائے شبی اور آہِ سحر ہیں

شریعت کے قائل طریقت کے فاعل
ہے بہتر مگر وہ شجر بے ثمر ہیں

اگر مرکزِ علم ہے دائرہ میں
سطور کے جیسے بہت مختصر ہیں

کہا دل نے تسلیم کو یاد رکھو
یہ سب حسن اور عشق کے شور و شر ہیں

ولہ

اے عشق ولولے ترے مدت سے سر میں ہیں
داغوں سے لالہ زار شگفتہ جگر میں ہیں

صحرا میں بستیوں میں رہیں گر نشین مگر
اول تو دیکھتا نہیں دیکھوں تو اور بھی
رہبر اگر نظر ہے تو دشوار کچھ نہیں
پوچھا مقام روح تو کہنے لگے کہ سن
تسلیم کیا خبر یہی رحمت ندیم گئے ہم

ہم جنکو ڈھونڈتے رہے وہ اپنے گھر میں ہیں
صاحب کی لاابالیاں میری نظر میں ہیں
صدہا اگرچہ مرحلے اس رہگذر میں ہیں
ساکن ہمارا جسم ہے اور ہم سفر میں ہیں
موتی کی کان عاصیوں کی چشم تر میں ہیں

ولہ

نہیں خبر کہ میں ہوں کون اور کیا ہوں میں
نہیں ہے مجکو ریاضت کی زہد کی مہلت
جو ہووے خاتمہ بالخیر اسکی یاد کے ساتھ
مشاہدہ میں مری روح کو کریں تحلیل
الٰہی گو کہ میں بد ہوں تو کیا نہ بخشے گا
محل سرا کا پتہ پوچھتے ہو کیا تسلیم

اسی وجود میں اپنے کو ڈھونڈتا ہوں میں
کہ اپنے کام میں ہر دم لگا ہوا ہوں میں
بہشت خود مجھے چاہے اگر نہ چاہوں میں
خدائے پاک سے کرتا یہی دعا ہوں میں
کہ آسرا ترے محبوب کا لیا ہوں میں
ابھی تو دل ہی کی گلیوں میں گھومتا ہوں میں

ولہ

اگرچہ دائرۂ عین و غیر میں ہوں میں
یہ کون جانے سوا سالک اور عارف کے
برا کہوں میں کسے اور بھلا کہوں میں کسے
ہے روح دید میں اور ذکر دل میں فکر کے ساتھ
نظر میں میری ہے تسلیم دید وجہ اللہ

مگر ظہور تجلی کی سیر میں ہوں میں
حرم میں برہمن اور شیخ دیر میں ہوں میں
کہ جب شریک نہ شر میں نہ خیر میں ہوں میں
ہمیشہ دل کو لئے سیر و طیر میں ہوں میں
اگرچہ دائرۂ عین و غیر میں ہوں میں

ولہ

کیا ضرور ہے کہ ادھر اور ادھر سے دیکھیں
بیٹھے بلا کے جو ہمکو ترے قفس میں تن کے

وہی کہتے ہیں نظر ہمکو جدھر سے دیکھیں
کیسا اڑتا ہے بھلا تیر تری پر سے دیکھیں

اگرچہ شاد وہی [illegible] ہے نفس سینہ میں
کیا ثمر ملتا ہے آخر یہ شجر سے دیکھیں

گو مجھے دیکھتے رہتے ہیں وہ آتے جاتے
یہ تمنا ہے محبت کی نظر سے دیکھیں

سرخ روئی کی تمنا ہے تو رو کر دیکھو
رنگ چہرہ بنتا ہے اسی خون جگر سے دیکھیں

وہی عارف ہیں - بد و نیک کو برعکس سمجھتے
نظر خیر ہے دیکھیں نہ کہ شر سے دیکھیں

دیکھ سکتے ہیں یہاں [illegible] تسلیم
حشر کے روز جسے دیدۂ سر سے دیکھیں

ولہ

یہ وطن وہ ہے کہ آرام دوام اسمیں نہیں
یہ سفر اور سفر ہے کہ مقام اسمیں نہیں

نیستی باعث ہستی ہے بنی آدم کو
خود شناسی جو کیا کرتے ہیں نام اسمیں نہیں

ذاکروں کو ہے مناسب کہ تعین نہ کریں
ذکر جو چاہیں کریں کوئی کلام اسمیں نہیں

ذکر کے واسطے ہے عذر عبادت بیجا
چونکہ تعریف صلواۃ اور صیام اسمیں نہیں

تجھ کو مرتے ہو سے جو زہد ریا کرتے ہو
زاہد و لذت تقلیل طعام اسمیں نہیں

خود پرستی میں جو کہتے ہو خدا ملتا ہی
وہ نکات اور ہیں تحصیل مرام اسمیں نہیں

پنجگانہ کے سوا ہے جو صلواۃ دائم
یہ وہ طاعت ہے قعود اور قیام اسمیں نہیں

شاہ کہ گردش دم چاہیے ہر دم رہنا
یہ وہ بے دانہ ہے تسبیح امام اسمیں نہیں

گو شہادت سے گزر عرش بریں جا پہنچا
منزل اور آگے ہے سالک کو قیام اسمیں نہیں

ذکر قلبی نہیں موقوف تعدد تسلیم
دور یہ اور ہے ونرات کا نام اسمیں نہیں

ولہ

وہ کونسا ہے نفع کہ جس میں زیاں نہیں
وہ کونسی بہار ہے جسکو خزاں نہیں

کہدو ہے جنکو دعوئے حسن عمل یہاں
کیا روز حشر محکمۂ امتحاں نہیں

سینہ میں [illegible] ہے جگر
دیکھو تو پاس [illegible] نہیں

دیکھو مگر نہ وہ کہیں ہوں کہ دو نو جہاں نہیں
دل [illegible] نہیں

سوزش ہے دل میں میرے کسی کو نہیں خبر
وہ آگ عشق کی ہے کہ جس میں دھواں نہیں

بازارِ حسن گرم ہے تو عشق کی متاع
دنیا میں جنس زہد کچھ ایسی گراں نہیں

تسلیم تم وہ راہ نہ جاؤ کہ ہے خطر
جس شاہراہ سے کہ رواں کارواں نہیں

ولہ

کوئی ایسا تو اِدھر کو بشر آتا ہی نہیں
جسکو درپیش اُدھر کا سفر آتا ہی نہیں

جو کوئی آتا ہے دنیا میں ہوا کھانیکو
موت کے پنجہ سے بچتا نظر آتا ہی نہیں

سیکڑوں عالمِ دنیا میں ہنرور ہیں مگر
نہ مریں ایسا کسیکو ہنر آتا ہی نہیں

نیستی کاہے کو ملوث جو نہ ہو ہستی
نفع جب تک نہیں آتا ضرر آتا ہی نہیں

لوگ مرنے پہ جو روتے ہیں تو کہتا ہی فلک
کیا سفر کو جو گیا پھر وہ گھر آتا ہی نہیں

نہیں ممکن کہ جو ہوں صورت سی آزاد مگر
دام میں اپنے کوئی بے خبر آتا ہی نہیں

پوچھیں کیا قبر کا احوال کہ کیا کیا گزرا
یہ جو جاتا ہے اُدھر پھر اِدھر آتا ہی نہیں

ریختہ ہو کہ رباعی ہو غزل ہو یا فرد
بے بجز عشق کے دل پہ اثر آتا ہی نہیں

آرزو ہے کہ مریں مرنے کے پہلے لیکن
مدعائے دلِ تسلیم بر آتا ہی نہیں

ولہ

دنیا میں زندہ ہوں تو فقط امتحاں کو ہوں
شکوے سے روک رکھا ہیں اپنی زباں کو ہیں

ہمت ہے وہ بلند کہ جھک کر میں اندلو
جاتا ہوں لامکاں کو اور آتا مکاں کو ہوں

سننے کو بھی سماعتِ بے گوش چاہیے
لاتا زباں پہ میں سخنِ بے زباں کو ہوں

کیونکر رہوں نہ بلبلِ منقار در بغل
میں دیکھتا بہارِ گل میں خزاں کو ہوں

آتا نہیں زباں پہ ادب سے انا احد
سنتا اگرچہ میں یہ صدائے جہاں کو ہوں

کس رنگ میں چلے لوگ کہاں تا میں میرا حال
غیروں کے ساتھ گرچہ میں کم آتا جاتا کو ہوں

بے چشمِ فضلِ حق نہیں تسلیم اعتبار
منظور اگرچہ دیدۂ پیر و جواں کو ہوں

ایضاً

# مخمس

آج دلبر نظر مجھکو آتا نہیں　　پیاری صورت کو اپنی بتاتا نہیں
حرف تسکین لب تک بھی لاتا نہیں　　میرے غمگین دل کو مناتا نہیں
ہے اداسی کوئی مجھکو بھاتا نہیں

کیا وہ مجھکو جفا سے ستاتا نہیں　　کیا وفا کو بھلا میں نبھاتا نہیں
کیا میں غم اسکی الفت میں کھاتا نہیں　　کیا میں آنکھوں سے آنسو بہاتا نہیں
پر سبب کیا ہے رحم اسکو آتا نہیں

آپ اپنی میں وحشت سے میں ہوں کہاں　　کس سے پوچھوں کدھر جاؤں ڈھونڈوں کہاں
دل کی قاصد کو سمجھا کے بھیجوں کہاں　　لاکھ تسلیم وہاں پھر کریں لکھوں کہاں
کوئی کیفیت اسکی سناتا نہیں

جب سے اپنا کیا آپ محرم مجھے　　کیا عدو نے کیے وہم دلکے خورم مجھے
آہ وحسرت کی دولت نہیں کم مجھے　　خبر آئے نہ آئے نہیں غم مجھے
سو نے جو رسے کبھی مجھکو بلاتا نہیں

اسکی دلبر کہا کیا ہوا ہے تجھے　　یہ شکایت بھلا کب روا ہی تجھے
درد میری طرف سے دعا ہی تجھے　　غم وہ نعمت ہی آخر فزا ہی تجھے
دل کو تسلیم کیوں تو مناتا نہیں

ولہ

ہوں گر یہ بلند و پست ہو نہیں　　اس خاک میں ہو اسے لبستہ نہیں

مسجد ہو کہ صومعہ ہو کعبہ
معذور رکھ مئے پرست ہوں میں
کعبہ میں بھی مجھے ہے بت پرستی
اور دیر میں حق پرست ہوں میں
بے جام و مئے و سبو و مینا
سرمست مئے الست ہوں میں
جب عشق ہے درد اور مسیحا
بیمار ہوں تندرست ہوں میں
زاہد تو ہے خود پرست حق بین
خود بین ہوں خدا پرست ہوں میں
تسلیم نہ کیجئے حرف گیری
گستاخی معاف مست ہوں میں

ولہ

جب غیر نہیں کوئی تو کیا غیر سے بتلائیں
کیا شر سے بتائیں تمھیں کیا خیر سے بتلائیں
بے پیر کبھی چلتے ہیں بے پر کبھی اڑتے
یہ سیر سے بتلائیں تو وہ طیر سے بتلائیں
وہ رنگ یہی رنگ ہے یہ آب وہی نگ
کیا ہم حق و باطل حرم و دیر سے بتلائیں
دوزخ میں وہی نیش ہے جنت میں وہی نوش
کیا شر سے دکھائیں تمھیں [illegible]
تسلیم اگر جلوۂ محبوب ہے مطلوب
دیدار اسکی تمھیں ہاں بانجیر سے بتلائیں

ولہ

با وصف لاغری کہ نہیں برگ کاہ میں
ہر دم کھٹک رہا ہوں فلک کی نگاہ میں
مشک ختن میں رنگ کہاں اسکی زلف کا
عارض سے اسکی تاب کہاں مہر و ماہ میں
تحقیر کسکی کیجئے توقیر کسکی یاں
جب ہے ظہور یار گدا اور شاہ میں
رکھے سا کا تو پائے جگر کو سنبھال کر
خار بلا ہیں تیز محبت کی راہ میں
تسلیم کیوں نہ اسکو دو عالم میں سرکو
جو آگیا رسول خدا کی پناہ میں

ولہ

جہاں کی بزم میں ایسا کوئی جفا نہیں
کہ جس میں وصف رخ یار کا ترانہ نہیں
سوائے خون دل اور قطرۂ سرشک یہاں
اسیر عشق کی قسمت میں آب و دانہ نہیں

سنبھالا نہ ورقِ دل کو ہوائے وحشت سے
کہ بحرِ عشق کا ظاہر کہیں کرانہ نہیں

سوائے وصل کے وحشت دور ہو دلکی
جو کہہ رہا ہوں حقیقت ہی کچھ بہانہ نہیں

یہاں نہیں اسکو مبارک ہو قصدِ بیت اللہ
کہ جسکے حصہ میں جاناں کا آستانہ نہیں

یہاں ہو یا ہو وہاں بیدلوں کو اے تسلیم
سوائے کوئے صنم پھر کہیں ٹھکانہ نہیں

ولہ

جب تو نظر میں گم ہو نظر گم ہو ذات میں
ہو بے صفت تسلیم صفت ہر صفات میں

رنگ بہار جلوۂ امکاں ہے اعتبار
بیکس ہو بزمِ یار کا عیشِ ثبات میں

آنکھوں سے اپنے پردۂ غفلت کو دور کر
جلوہ اُسی کے نور کا ہے کائنات میں

لیکے نہیں ہے تو وہم دوئی سے گزر پرے
مت کہہ تو ماسوا یہ نظر شش جہات میں

تسلیم جب خودی سے تو باہر نہیں ہوا
پھر کیا قصور یار کے ہے التفات میں

ولہ

ساقیا عرصہ ہوا محفل میں آتی مل نہیں
کیا سبب ساغر سے مینا مائلِ قلقل نہیں

ہے چمن نیرنگ لیکن دیکھ بے رنگی کی سیر
گل سے باہر بوئے گل اور بوئے گل سے گل نہیں

بلبلا گلشن سے ہے جب تک کشش فیضِ نسیم
گل نہیں غنچہ نہیں ریحاں نہیں سنبل نہیں

یار جب اپنا نہیں کسکا وطن کسکا مکاں
گل نہ ہو جب بوستاں میں پھر وہاں بلبل نہیں

عین وحدت ہے یہ کثرت غور کر تسلیم تو
گل نہیں بے جز کے گل میں اور بے جز گل نہیں

ولہ

اہلِ دل کو ناصحا استاد کی حاجت نہیں
دل ہے خود ملہم نہیں ارشاد کی حاجت نہیں

زہد سے آغاز حاصل عشق سے انجام ہو
کوہ پر جب ہو مکاں بنیاد کی حاجت نہیں

ہے بہارِ بوستاں ہر چند ظاہر دلفریب
پیرہن ہے جب سرِ رواں شمشاد کی حاجت نہیں

بحثِ عمر دنیا ہے علمِ لسانی کے لئے
پیر لدنی علم کو استاد کی حاجت نہیں

کالاالٰہ کا ہمیں تسلیم جب رتبہ ملا
ذکر و شغل و فکر اور اوراد کی حاجت نہیں

ولہ

یک رنگ ہے نہیں ہے سرا ہمنشیں کہیں
غمگیں کہیں ہے اور بشاشت گزیں کہیں

کیوں بیقرار ہے دل دلدار اندنوں
شاید نظر پڑا ہے جوان حسیں کہیں

بزم سرور میں جو درخشندگی ہے آج
روشن ہوئی ہے شمع رخ نازنیں کہیں

ہے یہ محال درد جگر کے علاج سے
ہووے طبیب مورد صد آفریں کہیں

سنتا نہ گفتگو تری تسلیم تا حیات
کرتی نہیں کلام کو کرسی نشیں کہیں

ولہ

جب وصل دلربا نہیں آرام جاں نہیں
مہجور کے نصیب سرور جہاں نہیں

گو زہد کو زوال ہے لیکن خدا کے پاس
سعئ حصول عشق کبھی رائگاں نہیں

نور محیط قدس محیط نظر نہ ہو
جو اپنے دم قدم کا یہاں پاسباں نہیں

محو تلاش ذات ہوں نام و نشاں کے ساتھ
ظاہر اگرچہ یار کا نام و نشاں نہیں

الفت میں جسم کا ہے اگرچہ ضرر مگر
تسلیم اپنے مال کا ہوتا زیاں نہیں

ولہ

نگاہ کا رازِ عالم دل جمال وحدت کو دیکھتے ہیں
اگرچہ صورت پرست ہستی ظہور کثرت کو دیکھتے ہیں

غضب میں آتا ہے جب وہ دلبر تو صبر کرتے ہیں اہل عرفاں
بجا لے آتے ہیں شکر ہر دم جب اسکی الفت کو دیکھتے ہیں

جگر تڑپتے ہیں بیدلوں کے مفارقت میں برنگ بسمل
بشکل آئینہ ہے تحیر جب اسکی صورت کو دیکھتے ہیں

بعید ہے سمجھتے گے پائے کو یاں خوشی منزل کو آرزو کے

جو راستہ میں مفارقت کے ہزاروں آفت کو دیکھتے ہیں
برنگ تسلیم نیک دل سے ہو دور پردہ دوئی کا یارب
مجاز رکھیں اگرچہ لیکن تری حقیقت کو دیکھتے ہیں

ولہ

کب ذائقہ ہے خونِ جگر کا شراب میں
لذت ہے لختِ دل کی نہ بھونے کباب میں

شاید کہ آپ ہاتھوں سے اپنے کیا ہے قتل
آتی ہے بوئی برگِ حنا خونِ ناب میں

تاباں جو نور عارضِ گلگوں میں ہے ترے
دیکھا نہ ماہتاب میں نے آفتاب میں

حاصل یہ لطف یار کی ہستی سے ہو عیاں
انجم چمک رہے ہیں شفق کے سحاب میں

تسلیم جب میں ہوتا ہوں سائل وصال کا
صادر عتاب ہوتا ہے میرے جواب میں

ولہ

داغ ترے فراق کے دل پہ تہ بغل سے ہیں
غمزہ طرازیاں تری نقشِ جگر ازل سے ہیں

ہو گئے خزاں سے زرد رو سارے درخت ایک دن
گرچہ ہری بھری چمن پھولوں سے اور پھل سے ہیں

خاک نہیں بشر کو کچھ اپنے نسب کا افتخار
دونوں جہاں میں خوبیاں کچھ نہیں یا عمل سے ہیں

چاہیئے اور کچھ دو امر سیم وصل کے سوا
زخمی ناوکِ غمزہ غمزۂ بے بدل سے ہیں

رمزِ تخلص ہے میاں قس سے ملا کے لیم کو
سمجھینگے کیوں نہ بہرہ ور جو کہ تری غزل سے ہیں

ولہ

منظور اگر خدا کو جدائی ہو کیا کریں
بہر شرط ہے کہ شرطِ محبت ادا کریں

آہ و فغان و حسرت و افسوس و درد و غم
دلبر تمہارے ہجر میں کیا کیا کیا کریں

گر مجکو آپ اپنا سمجھتے ہیں جان فدا
پھر کیا ضرورت آپ سے جو التجا کریں

کب درد فرقتِ دلبر ہو بے وصال
سو سو طرح سے گرچہ دعا اور دوا کریں

دشنام دیویں سخت کہیں لیکن اہل دل
بد دل جو کچھ کہیں وہ خوشی سے سنا کریں

اس زمانہ میں ہوا تجربہ ہمکو تسلیم
جو کہ بیگانوں میں الفت ہے وہ ہم کفوں میں نہیں

ولہ

یاد کر جب دلربا کو سینہ بھر لاتا ہوں میں
دل نہیں لگتا کسی صورت سے گھبراتا ہوں میں

بے ترے دیکھے نہیں ہوتی تسلی زینہار
دلکو کس کس طور سے ہر چند بہلاتا ہوں میں

باوجود اس بے حجابی کے ہوئی میلی نہ آنکھ
پاکدامانی پہ تیرے غش ہوا جاتا ہوں میں

گرمیٔ فرقت سے گو خشکی رگ و ریشہ میں ہے
پر جگر کے خون سے آنکھونکو تر پاتا ہوں میں

شربت دیدار کے بدلے ہے خون دل نصیب
دلربا کے وصل کا بھوکا ہوں غم کھاتا ہوں میں

کیوں نہ ہو رنگیں دل شیدا کا گلشن بیدلو
بارش خوں ابر سے آنکھوں کے برساتا ہوں میں

خود بخود وارفتگی تسلیم حاصل ہے مجھے
رشتۂ الفت کا وابستہ جو کہلاتا ہوں میں

ولہ

غیر ممکن ہے جو اجرا حکمت قدرت نہیں
گر وہ چاہے تو ابھی ہو جائے پر عادت نہیں

جبکہ ہر دشمن سے غفلت شیوۂ فطرت نہیں
نفس وہ دشمن ہے اپنا قابل مہلت نہیں

بار ناز نازنیناں دوش دل پر ہے گراں
ناتوانی سے یہانتک بھی مجھے طاقت نہیں

حسن جب پردہ سے خلوت سے وفا سے دور ہی
عشق کو صورت نہیں مذہب نہیں ملت نہیں

عالم فرقت میں دل وحشت سے گھبرانے لگا
کیا کریں تدبیر دم لینے کی بھی فرصت نہیں

رنج و راحت پر نظر تسلیم ہستی کے نہ رکھ
کام جو مختار کے ہیں خالی از حکمت نہیں

ولہ

کبتلک آراستہ ہستی کی دکانوں کو کریں
استراحت کی جگہ چلئے ٹھکانوں کو کریں

بیخبر اپنے سے پر اس سے خبردار ہیں ہم
ہم وہ دیوانے ہیں جو دوانے سیانونکو کریں

ہم سنائیں گے تمھیں اہل خدا کی باتیں
قابل سمع سخن پہلے تو کانوں کو کریں

[illegible] ہے چال حسینان جہاں کی الٹی
دوست بیگانونکو بیگانے یگانوں کو کریں

کبھی ٹھنڈا جگر ان کا نہیں ہوگا تسلیم / گر چہ پیوند زمیں سوختہ جانوں کو کریں

ولہ

قسم ہے نور کی دیوانہ تیرے نور کا ہوں / نہ حور کا ہوں میں طالب نہیں قصور کا ہوں

یہ عبدیت ہی کہ قائل جو میں قصور کا ہوں / یہ اصلیت ہے کہ بانی جو میں غرور کا ہوں

مرا ہی دل مجھے بس ہے مگر مثال کلیم / نہ مستمند تجلّی کوہ طور کا ہوں

میں جب سے اپنے کو غائب کیا ہوں آنکھوں سے / ہر ایک نگاہ میں ناظر ترے حضور کا ہوں

نہ سمجھو یارو یہ پردیس میں مجھے محتاج / بہت بڑا ہوں وطندار گرچہ دور کا ہوں

میں جب تلک تھا وہاں آمر ملائک تھا / یہاں جو آیا ہوں مامور کل امور کا ہوں

نظر میں جب سے ہی تسلیم یار کی صورت / نہ شبکو ماہ کا ناظر نہ دن کو حور کا ہوں

ولہ

بت پرستی میں جو اسلام سے باز آیا ہوں / اے بتو تمکو خدا جانے میں کیا سمجھا ہوں

آپ ہی آپ ہیں جو کچھ ہے قسم آپکی ہے / کیا حقیقت مری میں کون ہوں اور میں کیا ہوں

جلوۂ طور ہر اک شے میں نظر آتا ہے / یک نظر جب سے میں دیدار ترا دیکھا ہوں

غیر اپنے کو جو سمجھوں تو رکھوں آپکو دور / آپ خورشید ہیں بالفرض تو میں سایا ہوں

ہے یہی الفتِ کامل کی نشانی تسلیم / چاہتے وہ تو ہیں غیروں کو میں انکو چاہا ہوں

ولہ

تمھاری تیغ نگہ سے جگر فگار ہوں میں / تمھارے درد محبت سے زار زار ہوں میں

نہیں ہوں میں تو تمھارے ہی اختیار میں ہوں / عجب یہ ساز ہے مضراب تم ہو تار ہوں میں

دل و جگر کو تو پہلے ہی تم نے چھین لیا / نثار تم پہ کروں کیا کہ خود نثار ہوں میں

عزیزو تمکو جو رونا مرا رلاتا ہے / یہ کسکی درد جدائی سے بیقرار ہوں میں

ہوا ہوں اس گلِ عارض کا جب سے دیوانہ / ہزار رنگ سے کیا غیرتِ بہار ہوں میں

[illegible] کبھی کی [illegible] کو [illegible] نہیں سکتا
[illegible] نہیں تسلیم

کہوں تو شرع کا یا رب گنہگار ہوں میں
اگرچہ غلق میں مصروف کاروبار ہوں نہیں

ولہ

[illegible] شیدا جہاں میں
جسد ن سے سبک روح کیا عشق نے مجھکو
[illegible] شا ہے فقط لطفِ مجازی
[illegible] تو سوزش ہے جگر میں
[illegible] گا یکرو ز وطن کو

معلوم نہیں کون ہوں میں آپ کہاں ہوں
آزاد ہوں پر آپ ہی اپنے پہ گراں ہوں
یہ نام اُسی کا ہے میں بے نام و نشاں ہوں
گر گریہ کناں اس لیے گہہ آہ کشاں ہوں
جب ہم سفر قافلۂ عمر رواں ہوں

ولہ

[illegible] جدا باتیں
[illegible] تب احوال
[illegible] فرشتوں کو بھی نصیب نہیں
[illegible] جاتی ہے
[illegible] روح کی لذت
[illegible] باتوں
سوا [illegible] جو کرتے ہیں گفتگو تسلیم

کہیں زبانِ مقالی ہے وہ جدا باتیں
زبانِ حال کرتے ہیں آشنا باتیں
کہ اولیا کی سمجھتے ہیں اولیا باتیں
وفا کی ہم سے جو کرتے ہیں آشنا باتیں
کہو زباں سے کچھ اے میرے دلربا باتیں
ہیں کسقدر میرے دلبر کی با مزا باتیں
مجھے بھی بھاتی نہیں ایسی بے مزا باتیں

ولہ

[illegible] سے جو کوئی ذکرِ خدا کرتے ہیں
[illegible] کرتے ہیں خدا کی باتیں
ذکر میں ہوتی ہے گرمی تو فرشتے اکثر
[illegible] جو کرتے ہیں خدا پر قرباں

نفسِ امّارہ کو پہلو سے جدا کرتے ہیں
اہلِ افلاک تمنا سے سنا کرتے ہیں
بال و پر اپنے ہلاتے ہیں ہوا کرتے ہیں
حق محبت کا محبت سے ادا کرتے ہیں

جو نہیں بھولتے اللہ کو دم بھر تسلیم
زندگانی میں وہی لوگ مزا کرتے ہیں

ولہ

درد اخودی سے اپنے بیزار ہیں تو ہم ہیں
اور بیخودی کے ہاتھوں لاچار ہیں تو ہم ہیں

ہیں کاروبار ذاتی بیکاری صفاتی
مجبور ہیں تو ہم ہیں مختار ہیں تو ہم ہیں

کہہ حق کی گفتگو سے گا ہے سزا کی رو سے
منصور ہیں تو ہم ہیں اور دار ہیں تو ہم ہیں

گلشن میں سالکانہ صحرا میں وحشیانہ
گر پھول ہیں تو ہم ہیں اور خار ہیں تو ہم ہیں

توشہ ہے ذکر باری منزل ہے روح جاری
گر راہ ہیں تو ہم ہیں رہوار ہیں تو ہم ہیں

ہے عاشقی صفاتی معشوقیت ہے ذاتی
بیدل جو ہیں تو ہم ہیں دلدار ہیں تو ہم ہیں

محفل میں میکشوں کی عزلت میں صوفیوں کی
گر مست ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

نفیٔ خودی سے اپنی اثباتِ ذات حق سے
انکار ہیں تو ہم ہیں اقرار ہیں تو ہم ہیں

تسلیم سالکوں میں مجذوب جانتو نہیں
خوابیدہ ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

ولہ

یار میرا مرے نزدیک ہی اور دور ہو نہیں
وصل ہوتے یہ تماشا ہے کہ مہجور ہو نہیں

پاس میرے ہے دوا میں ہوں دوا کا طالب
اور مسیحا مرے پہلو میں ہے رنجور ہو نہیں

کوئی عابد نہ عبادت سے کہا یا معبود
شکر ہے ذکر سے اللہ کا مذکور ہو نہیں

شان تیری ہے ہر اک شے میں جو کچھ ہے تو ہی
کون ہوں کیا ہوں اگر ہوں بھی تو معذور ہو نہیں

ہے ادب بندوں کو درکار و گرنہ تسلیم
خیر و شر میں وہی مختار ہی مجبور ہو نہیں

ولہ

وہ ممتاز ہیں زمرۂ دلربا میں
کرشمہ میں غمزہ میں ناز و ادا میں

فرشتوں سے بڑھکر ہے رتبہ تمہارا
اگر صرف ہو عمر یادِ خدا میں

نسیم ہے جو غنچے دلوں کے ہیں کھلتے
کہاں ایسی تاثیر بادِ صبا میں

خبر کاتبانِ عمل کو نہیں ہے — جو اسرار ہیں آشنا آشنا ہیں
نہیں شکر و شکوہ خدا دوستوں کو — فنا میں بقا ہیں جفا میں وفا میں
نہ حاصل ہو بیمار کو تندرستی — نہو ربط جبتک دوا میں شفا میں
ہے بندہ وہی جو رہے زندگی میں — خوشی خورمی سے خدا کی رضا میں
ہے تسلیم صاحبدلوں کا طریقہ — دعا ابتدا میں رضا انتہا میں

ولہ

آؤ ادھر جانِ من دل کے سنو کچھ سخن — یار سے گر ہے لگن اچھا ہے دیوانہ پن
رنج نہیں غم نہیں حسرت و ماتم نہیں — راحتِ دل کم نہیں گر ہو خدا سے لگن
دور تباہی کرو یادِ الٰہی کرو — حشر میں شاہی کرو دیکھو بہارِ عدن
خسروِ ملک بقا کیوں نہو مردِ خدا — یاد میں جب ہیں فنا نفس و دل و جان و تن
آپ سے ہو کر جدا دیکھو گے نورِ خدا — بند کرو تم ذرا دیدہ و گوش و دہن
ناز و ادا ہے کہیں جور و جفا ہے کہیں — مہر و وفا ہے کہیں یار کے دیکھو چلن
خوش ہے دل بے مراد روح بھی ہے شاد شاد — آتا ہے تسلیم یاد ہمکو سفر میں وطن

ولہ

بے پردہ نورِ حق ہے کشادہ نظر نہیں — ذرہ میں آفتاب ہے واقف بشر نہیں
غم میں خوشی میں شکر میں شکوہ میں روز و شب — وہ بیخبر ہوں اپنی بھی مجھکو خبر نہیں
مجبور ہیں کہ معرفتِ حق نہیں ہمیں — ورنہ ہماری آہ میں کیا کیا اثر نہیں
ہم بھی وہ کام کرتے جو عیسےٰ کئے مگر — وہ دم نہیں وہ روح نہیں وہ جگر نہیں
تسلیم تال بجتی نہیں ایک ہاتھ سے — الفت ادھر نہیں تو کچھ بھی ادھر نہیں

ولہ

ہو گرمیِ عشق دلِ سرد آشناؤں میں — گر زن بھی ہو تو بنے مرد آشناؤں میں

جدالِ نفس میں مغلوب ہیں ہمیشہ وہ
ہیں زاہد اس لئے نامرد آشناؤں میں

تجلیاتِ الٰہی کرے مسیحائی
رجوع ہو دلِ بیدرد آشناؤں میں

زیادہ جسکو محبت ہے حق تعالےٰ سے
وہی ہے مردِ خدا فرد آشناؤں میں

نعیمِ عشق سے شاکر خدا رہا تسلیم
ہمیشہ ذائقہ پُر درد آشناؤں میں

ولہ

خدا کے دوست ہیں خالص ہیں زندگانی میں
ہمیشہ رہتے ہیں دم کی نگاہبانی میں

تجلیاتِ الٰہی کو دیکھتے جاؤ
تصرفاتِ عیانی میں اور نہانی میں

دلوں کے بھید سے واقف کوئی نہیں ہوتا
عجب ہے لطفِ مقالاتِ بےزبانی میں

ق
ہیں گرچہ صورتِ مرکز مظاہر خاکی
اسیر دائرۂ دورِ آسمانی میں

مگر حدوث و قدم کا پتہ نہیں ملتا
چلو تلاش کریں ملکِ بےنشانی میں

ق
غبارِ جی میں ہے منھ پر صدا صفائی کی
مثل نئی میں سناتا ہوں خوش بیانی میں

ہے ناقصوں کی دلیل محبت قلبی
شکستگیٔ انائے بلاستانی میں

چلے نہ زورقِ دل بحرِ عمر میں تسلیم
نہ ہووے جنبشِ اگر دم کی بادبانی میں

ولہ

مطرب خوش نوا کہو وصفِ جمال سن تو لیں
ناز و ادا کا ذکر ہو یار کا حال سن تو لیں

نغمہ سرا ہو مطربا جس میں ہو ذکرِ دلربا
خمسہ ہو یا ہو ریختہ یا ہو خیال سن تو لیں

ملتے ہیں کیسے دل سے ملے ایسی غزل تو چھیڑ دے
تا غمِ ہجر کے سبب چلے نام وصال سن تو لیں

رنج جو آشنا کو ہے عیب میری وفا کو ہے

کل کی خبر خدا کو ہے آج کا حال سن تو لیں

ہو وے ترانہ یا سرود کوئی ہو پر ہو دل کشود
جس میں ہو درد و لطف و سوز منھ سے نکال سن تو لیں

خط نہیں آیا قاصدا جا کے خبر تو جلد لا
یار کے دل پہ ناروا کیا ہے ملال سن تو لیں

دیویں زباں تو کھولوں لب میں جو کہا کہا ادب
بعد جواب ہو طلب پہلے سوال سن تو لیں

سکھتے ہو عشق چھوڑ دو خیر ہے منھ سے حق کہو
زہد و ریا کا واعظو کیا ہے مآل سن تو لیں

تس سے ملا کے لفظ لیم کہتا ہے با دل دو نیم
کیا ہے شکیبِ کریم کھولئے فال سن تو لیں

ولہ

ہو گیا غرقابۂ حیرت سرا دل اندنوں
ہیں کنارہ کش جو دریاؤں سے ساحل اندنوں

راہ قابو میں نہیں ہوتے ہیں غارت قافلے
کسقدر رہیں پر خطر دل کے منازل اندنوں

بس گیا ہے کسکی صورت کا تصور آنکھ میں
حسن کیجانب جو دل میرا ہے مائل اندنوں

ہے اثر آخر زمانہ کا کہ زیرِ آسماں
ناقصوں میں ہیں چھپے مردانِ کامل اندنوں

خوب سوچو تو زمانہ کا ہے کیا کچھ انقلاب
حق بھی لوگوں کو نظر آتا ہے باطل اندنوں

خستہ حالی تنگدستی ہے نجیبوں کو نصیب
فارغ البالی پہ نازاں ہیں اراذل اندنوں

لاگ اِدھر تسلیم تھی شاید اُدھر بھی ہو گئی
یار قابو میں ہے قابو میں نہیں دل اندنوں

ولہ

میں سراپا درد ہوں لیکن فغاں کرتا نہیں
جو نہاں دل میں ہے میں اسکو عیاں کرتا نہیں

ہو گیا ہوں جب سے پابندِ توکّل شیؐ لی
دل مرا اندیشۂ سود و زیاں کرتا نہیں

سنگ سکوں کے بو برساتے ہیں ستارہ یں
دل بیک شغروں سے میں اپنا گراں کرتا نہیں

دل نہیں وہ شانِ خالق جسکے جلوہ کے لئے
عرشِ اعظم سائباں برداریاں کرتا نہیں

دل ہے عینِ ذاتِ حق یا ذاتِ حق ہی عینِ دل
منھ یہ ہے قفلِ شریعت میں بیاں کرتا نہیں

کونسا ذرہ ہے جو خورشید کی صورت لیے
جلوۂ شانِ نشانِ بے نشاں کرتا نہیں

دل جو بھڑکاتا ہی فکرِ عاقبت میں کیا ہے تو (ل)
بند کیوں باب ہوائے اہ و آں کرتا نہیں

کونسا دن ہی کہ میں کرتا نہیں تیری تلاش
کونسی شب ہے کہ میں آنسو رواں کرتا نہیں

قال سے ملتی ہے دل والوں کو لذت حال کی
اس لئے تسلیم بند اپنی زباں کرتا نہیں

ولہ

وہ جب بیساختہ تیغِ نظر انداز ہوتے ہیں
تو [illegible] انکھوں کے سپر انداز ہوتے ہیں

تمنا سے نظر بازی میں ناز انداز [illegible]
ادھر انداز ہوتے ہیں ادھر انداز ہوتے ہیں

ہدف پر دل کے جیسے ناوکِ اندازِ نظر ہیں وہ
نشاں انداز کب ایسے قدر انداز ہوتے ہیں

سوالیہ ثلاثہ کیوں نہ ہوں منعا دِ اہلِ دل
فرشتے جنکے آگے بال و پر انداز ہوتے ہیں

بہارِ دلکو دیکھو بلبلو کیا دیکھتے گل ہو
کہ گلشن بھی خزاں سے بار دیگر انداز ہوتے ہیں

خدا دیتا ہے جنکو حسن کا تسلیم سرمایہ
سراپا ناز و غمزہ سربسر انداز ہوتے ہیں

ولہ

نقیری گفتگو کے بھی عجب انداز ہوتے ہیں
ادھر ہوتی ہیں باتیں اور ادھر ہمراز ہوتے ہیں

خدا شوق ہے اگر نشیں کانوں سے الفت کے
تو ہر نکتہ میں ظاہر دل کے سو سو راز ہوتے ہیں

زبانِ چشم سے ہوتی ہیں باتیں آشناؤں میں
جب آپس میں اشاراتِ نیاز و ناز ہوتے ہیں

ملک ہیں محو رہیں غلماں ہیں یا جلوۂ قدرت
کہ جن سے ہوش انساں کے پری پرواز ہوتے ہیں

ہمیشہ مشغل رہتا ہے مگر صورت کو دیکھے سے
سوا کنجی کے باب قفل ششدر باز ہوتے ہیں

وہ گویائی میں بھی خاموش ایسے ہیں کہ باطن سے
ہر اک حالت میں سو لبیک کی آواز ہوتے ہیں

ہے دم کے تار میں تسلیم بے چھیڑے صدا جاری
کہ دل اہل جنوں کے خود سرود و ساز ہوتے ہیں

ولہ

وصل میرا اسے شاید ابھی منظور نہیں
ورنہ میں دور نہیں یار مرا دور نہیں

پردہ آنکھوں پہ پڑا ہے تو بھلا کیا دیکھیں
کونسی شے ہے کہ جس شے میں ترا نور نہیں

لن ترانی میں سنوں اور کہوں میں ارنی
دیدۂ موسی نہیں اور قلب مرا طور نہیں

نام صاحب کا نہ بتلائیں تو پھر کیا بتلائیں
خود نمائی کا خدا والوں میں دستور نہیں

ہم جو مانگیں وہ نہ دیوے تو شکایت کیا ہے
اختیار اسکا ہے مختار ہے مجبور نہیں

صبغۃ اللہ سے نقشہ ہے بشر کا مرغوب
یہ فرشتہ نہیں غلمان نہیں حور نہیں

زاہدا آرزوئے نعم وصال اور یہ زہد
تم تو کیا خاص فرشتوں کا بھی مقدور نہیں

حکم ہوتے پہ نہ سر اپنا جھکایا ابلیس
پھر یہ دعوے کہ طبیعت مری مغرور نہیں

حق جو کہتا ہوں تو کیا مجکو بھی سولی دوگے
حق تو یہ ہے کہ مجھے دعوئے منصور نہیں

ذات انساں میں ہے جو سر الہی پیدا
یہ وہ مستور ہے اوراق میں مسطور نہیں

نہیں رکھتا میں صبوحی کی تمنا تسلیم
دل وہ میکش ہے کہ ہوتا کبھی مخمور نہیں

ولہ

جوں پردہ نقاب جانانہ ہوں تو میں ہوں
دلدار کدخدا ہے کاشانہ ہوں تو میں ہوں

فانوس دلبری میں میدان بے سری میں
گر شمع ہوں تو میں ہوں پروانہ ہوں تو میں ہوں

یا دل میں اس عدو کے سینے میں بیخودی کے
گر قطرہ ہوں تو میں ہوں دردانہ ہوں تو میں ہوں

در رنگ حق پرستی در جوش شور و مستی
گر کعبہ ہوں تو میں ہوں میخانہ ہوں تو میں ہوں

زاہد کے صومعہ میں رندوں کے میکدہ میں
ہشیار ہوں تو میں ہوں مستانہ ہوں تو میں ہوں

ظاہر میں ہے ہویت باطن میں محویت سے
فرزانہ ہوں تو میں ہوں دیوانہ ہوں تو میں ہوں

اوبجھانے میں جفا سے سلجھانے میں وفا سے — گر زلف ہو تو میں ہوں گر شانہ ہو تو میں ہوں
صحرا میں عینیت کے بستی میں غیریت کے — آباد ہوں تو میں ہوں ویرانہ ہوں تو میں ہوں
یاں حالتِ کرم میں واں صورتِ ستم میں — گر دوست ہے تو میں ہوں بیگانہ ہو تو میں ہوں
رندانِ خود سرا میں زندانِ پر جفا میں — سودائی ہو تو میں ہوں جولانہ ہو تو میں ہوں
تسلیم بزمِ دل میں آنکھوں کے ماحصل میں — گر شیشہ ہو تو میں ہوں پیمانہ ہو تو میں ہوں

ولہ

دنیا کی جائے راحت و آرام کی نہیں — آسودگی یہاں کی کسی کام کی نہیں
نفع و ضرر میں ہے اثرِ ذاتِ کبریا — وہ کونسی ہے شے کہ فقط نام کی نہیں
جو اہلِ دل ہیں اپنی زباں سے وہ گفتگو — کرتے نہیں جو غیب کے الہام کی نہیں
وہ ناخدا شناس کہ ہر کاروبار میں — ناکام ہے جسے خبر انجام کی نہیں
سوتے ہیں شام کو تو نہیں صبح کی خبر — اٹھتے ہیں صبح کو تو خبر شام کی نہیں
آنسو بہا کے تازہ کئے ہیں دماغ ہم — یہ تر دماغی روغنِ بادام کی نہیں

ق

جو اہلِ حال کرتے ہیں فکر شراب و جام — رغبت انہیں یہ مے کی نہیں جام کی نہیں
وہ جام انکا دل ہے شراب انکا خونِ دل — اس جا پہنچتی فکر کبھی عام کی نہیں
جبتک نہ ہو تلافیِ مافات کا خیال — تسلیم فکر جینے کی کچھ کام کی نہیں

ولہ

دل مرا بے یاد بہلتا نہیں — دم مرا بے ذکر سنبھلتا نہیں
دید کی نہریں نہو جبتک رواں — شجرۂ دل پھولتا پھلتا نہیں
درد کا جبتک نہ ہو سینہ میں جوش — چشم کا سرچشمہ ابلتا نہیں
آئینہ بن جاتا ہے پتھر پگھل — دل ہے وہ پتھر کہ پگلتا نہیں
عفوِ جرائم کی ہو کیونکر امید — آنکھ سے آنسو بھی تو ڈھلتا نہیں

ہے قسم اللہ کی تقدیر میں
بس کوئی تدبیر کا چلتا نہیں

سوکھ گیا چشمۂ دل آجکل
آنکھوں سے آنسو بھی نکلتا نہیں

لاکھ اگر جان چھپاتے پھریں
[illegible] اجل کا کبھی ٹلتا نہیں

موت یہ جینے سے ہے بہتر مگر
دم بھی تو آسان نکلتا نہیں

لاکھ دعا کیجئے یا گالیاں
دل کبھی مسک کا پگلتا نہیں

قبض سے بےکل ہوں بہت آجکل
دل مرا تسلیم سنبھلتا نہیں

ولہ

کیا ہی کو مزا دیتی ہیں دلدار کی باتیں
مصری سی بھی میٹھی ہیں مرے یار کی باتیں

کھانا کبھی یاد آئے نہ پانی کبھی یاد آئے
سنتا رہوں آٹھ پہر یار کی باتیں

زاغ اور زغن عشق سے بہرہ نہیں رکھتے
بلبل کو سناؤ گل و گلزار کی باتیں

بے دید کے ملتی ہے کہاں دم کی حلاوت
مضراب سی دیتی ہیں مزا تار کی باتیں

تا لوگ سبک ظرفی سے گستاخ نہ ہو جائیں
تسلیم سناتا نہیں اسرار کی باتیں

ولہ

میں سنتا نہیں یہ دنیا کی باتیں
سناؤ مجھے میرے مولا کی باتیں

عجب کیا ابھی زندہ ہو کر اٹھوں میں
کہ دم دے رہی ہیں مسیحا کی باتیں

رکھو طب کو بالائے طاق اے طبیبو
ہیں جان بخش میرے مسیحا کی باتیں

نہیں گر فقیر ان کو عصیاں عبادت
سنو خضر کی اور موسیٰ کی باتیں

سنو واعظو زاہد ان کو خوشی سے
سناؤ خدا اور موسیٰ کی باتیں

خبر آشنا کی گلی کی سناؤ
سناؤ نہ عرش معلےٰ کی باتیں

سوا آشناؤں کے تسلیم کس سے
کہوں اپنے دل کی تمنا کی باتیں

ولہ

## مستزاد

کونسا پردہ ہے جس پردہ میں دلدار نہیں — لذت دیدار نہیں
کونسی شے ہے کہ آئینۂ دیدار نہیں — مظہر یار نہیں
فضل ہے رحم ہے انصاف ہے بخشش ہے وہ — تو نہ کر اور گماں
نفس ظالم ہے مگر یار ستمگار نہیں — اور دل آزار نہیں
میں وہ بیمار نہیں ہوں کہ دوا چاہوں میں — یا دعا چاہوں میں
کہ دوا میری سوا شربت دیدار نہیں — اور درکار نہیں
گرچہ حسن اسکا نمایاں ہے بہ از خورشید — خود ہی وہ طالب دید
پر کوئی دید کی لذت سے خبردار نہیں — دل ہی بیدار نہیں
شکل مرہم نظروں میں نہ رہو اے دلبر — تا نہ لگ جائے نظر
میری آنکھوں میں رہیں آپ تو کچھ بار نہیں — مجھے انکار نہیں
ہو وہ منصور کہ جو کہتا ہو انا الحق میرا — نہیں ناحق میرا
حق تو یہ ہے کہ سزا کی میں سزاوار نہیں — لائق دار نہیں
جلوۂ حسن ہر اک ذرہ میں ہے تابندہ — جس سے دل ہے زندہ
پر سوا چشم خدابین کوئی بیدار نہیں — دل خبردار نہیں
خیر میں ہم ہیں نہ مختار نہ شر میں مختار — پر ادب ہی درکار
کون بندہ ہے جو صاحب کا گنہگار نہیں — اور خطاوار نہیں
جیتے جی جو کوئی دنیا سے گذر جاتے ہیں — یعنی مر جاتے ہیں
موت سے کچھ انہیں تسلیم سروکار نہیں — زندگی بار نہیں

ولہ

جنکو حسن و جمال دیتے ہیں | دلبری میں کمال دیتے ہیں
چاہتے جسکو ہیں قضا و قدر | ق | دولت لازوال دیتے ہیں
تمکنت آ نئی ہے بادشاہ و نیم | سلطنت سے نکال دیتے ہیں
جب وہ چاہتے ہیں کس مروت | ق | آنکھ میں آنکھ ڈال دیتے ہیں
وہ نہ چاہیں تو بے قصور و ملال | دور ہی سے نکال دیتے ہیں
راحم ایسے کہ بن مرے چاہے | مجکو نقد وصال دیتے ہیں
شوخ ایسے کہ وقت راحت کا | باتوں باتوں میں ٹال دیتے ہیں
دلکو لیتے ہیں اور خریدی ہیں | ہمکو رنج و ملال دیتے ہیں
کچھ دنوں سے کہو ادھر آؤ | ابھی سانچہ میں ڈھال دیتے ہیں
ذات کو ڈھونڈی تو پانی ہیں | مچھلیوں کی مثال دیتے ہیں
جو کہے لا الٰہ الا اللہ | غیریت سے نکال دیتے ہیں
ہیں وہ بیحد قدر گیند سا دلکو | ہاتھ میں لے اچھال دیتے ہیں
خوش نصیبوں کو جو کلیم عطا | ق | بدنصیبوں کو شال دیتے ہیں
یعنی انکو لگا رکھا اپنا طرف | انکو پیٹھی سے ٹال دیتے ہیں
جسکو تسلیم حال دیتے ہیں | اسکو حالی مقال دیتے ہیں

ولہ

جو خدا والے ہیں اُن لوگوں کے حالات اور ہیں
ہوں کسی حالت میں پر ان کے خیالات اور ہیں
معرفت کی سلطنت کے انتظامات اور ہیں
راہِ وحدت کی منازل اور مقامات اور ہیں
ہے یہاں پردہ صفت کا ذات بے پردہ وہاں

وہ یقینات اور ہیں اور یہ قیاسات اور ہیں
اللہ اللہ خاص و عام اللہ کا لیتے ہیں نام
ان کی غایت اور ہے اُن کے رسومات اور ہیں
خاکساران جہاں کو کم نگاہی سے نہ دیکھ
خاکساری میں ہیں پر اِن کے مقامات اور ہیں
لا اِلٰہ کی نظر سے ذکرِ اِلّا اللہ سے
اہلِ وحدت کے رموزِ نفی و اثبات اور ہیں
خسروِ ملکِ ولایت ہیں لباسِ فقر میں
بود و باش اِن کی ہے جس میں ۔ وہ مقامات اور ہیں
زاہد اور عارف کہا کرتے ہیں لفظ اشہد
یہ شہادات اور ہیں اور وہ اشارات اور ہیں
طالبِ عقبیٰ ہیں یہ اور طالبِ مولیٰ ہیں وہ
یہ مناہج اور ہیں اور وہ مباہات اور ہیں
علتِ اہلِ لساں ہے حرمتِ صاحب دلاں
اِن کے شبہات اور ہیں اور اُس کے شبہات اور ہیں
فکرِ ذاتی ہے یہاں فکرِ صفاتی ہے وہاں
اُن کے حالات اور ہیں اِن کے خیالات اور ہیں
شستہ و شوئی گِل یہاں ہے رُفت و رُوبِ دل وہاں
یہ ریاضات اور ہیں اور وہ ریاضات اور ہیں
اُن کو فکرِ زندگی اور اِن کو فکرِ بندگی
یہ مناقص اور ہیں اور یہ کمالات اور ہیں

اعتبارات اسماء کا افعالی ہے فاعل ایک ہے
گو شہادت میں ہے اک شئے اعتبارات اور ہیں

بیخودی میں بے خودی اور ہے خودی میں ہے خودی
صاحب تسلیم کے تسلیم حالات اور ہیں

ولہ

کیا پوچھتے ہو مجھ سے میں کیونکر کیا کہوں
خود بے صفت ہوں کیا صفت آشنا کہوں

یہ ذوق گفتگو ہے نہیں دخل عام کو
دیوانہ ہوں الست کہوں یا بلیٰ کہوں

میں دیکھتا ہوں آپکو بے دیکھے آپ کے
کیا اپنی جی کی تجھ سے دل مبتلا کہوں

کیا روح کو میں اپنی کہوں ذات کا ظہور
یا دل کو اپنے جلوۂ نور خدا کہوں

شرماتا ہوں کہ پردہ ہوں فانوس کی طرح
روشن ہے نور ذات میں کیونکر کیا کہوں

گم دید میں ہوں دلکا پتہ وہم کے ساتھ ہے
دلکی صفت کہوں کہ خدا کی ثنا کہوں

تسلیم ہو کدھر یہ تمھارا تو قول ہے
بندہ کو بندہ اور خدا کو خدا کہوں

ولہ

کون کثرت میں ہے جسے دیکھوں
تو ہی دکھتا ہے میں جسے دیکھوں

یا وہ رکھتے ہیں پھیر دیتے ہیں
جی میں آتا ہے دلکو دیکے دیکھوں

آرزو ہے کہ تا نظر نہ لگے
تجکو پردے کے آسرے دیکھوں

خون آنکھوں سے نکلے یا پانی
پھوڑ کر دل کے آبلے دیکھوں

دل ہے جب اختیار میں مجبور
کام کسکے برے بھلے دیکھوں

وہ دن آئیں کہ بے خزانی سے
گلشنوں کو ہرے بھرے دیکھوں

آرزو ہے کہ نزع میں تسلیم
وہ مجھے دیکھے میں اسے دیکھوں

ولہ

آرام نہیں دل کو مگر یادِ خدا میں
بہتر ہے کہ ہو عمر بسر یادِ خدا میں

ہے شوق کہ آنکھوں سے نکل کر نکل آئیں
آنسو کی جگہ لختِ جگر یادِ خدا میں

وہ زندۂ جاوید ہیں موت انکو نہیں ہے
جاتے ہیں جو ہستی سے گزر یادِ خدا میں

ہے جنکے دلوں میں کششِ عشقِ الٰہی
رہتے ہیں وہ خوش آٹھ پہر یادِ خدا میں

تانبے کو طلا کرتی ہے فنا کی محبت
بگڑے ہوئے جاتے ہیں سدھر یادِ خدا میں

ہے جلوۂ دیدار تجلیٔ الٰہی
آتا نہیں کچھ مجھکو نظر یادِ خدا میں

آنکھوں میں اُدھر دید کا جلوہ ہو نمایاں
تسلیم کا دم نکلے اِدھر یادِ خدا میں

ولہ

ہم خدا کی یاد میں دلشاد ہیں
دو جہاں کی قید سے آزاد ہیں

دید بازی میں ہیں یکتا آپ کو
ڈھنگ دل لینے کے کیا کیا یاد ہیں

آپ اگر گلزار میں بلبل ہیں ہم
ہم ہیں قمری آپ اگر شمشاد ہیں

قبر میں اور حشر میں بچ جائیں گے
جو خدا کی یاد سے بے یاد ہیں

گرچہ خوش زاہد خود آبادی میں ہیں
ہم خدا کی یاد میں آباد ہیں

ہستی حق ہے ہوا ہم گرد باد
خاک ہیں خاشاک ہیں برباد ہیں

عام ہے شہرت تمہارے رحم کی
کیا سبب ہے موردِ بیداد ہیں

مکتبِ عرفاں میں درسِ عشق ہے
گاہ ہم شاگرد گہ استاد ہیں

خوش نہیں آتے ہیں دنیا کے مزے
وہ مزے قسمت کے ہمکو یاد ہیں

ولہ

شراب معنی سے مست ہوں میں اگرچہ صورت پرست ہوں میں
شکستگی میں درست ہوں میں بلند ہوں جب سے پست ہوں میں
نہ پوچھو رودادِ ابتدا کی خودی تھی یا بیخودی خدا کی

کہوں میں کیا کیفیت بلا کی کہ مست جامِ الست ہوں میں
جگر بدنداں ہوں سینہ بریاں نظر بہ حیراں ہوں چشم گریاں
نہ سہل فرقت نہ وصل آساں نفس بلجنہ دل بدست ہوں میں
کبھی ہوں مذکور گاہ ذاکر کبھی ہوں منظور گاہ ناظر
کبھی ہوں غائب کبھی ہوں حاضر کبھی شکست اور پست ہوں میں
کبھی ہوں ممکن کبھی ہوں واجب کبھی ہوں مطلوب گاہ طالب
کبھی ہوں مغلوب گاہ غالب کبھی تو فتح و شکست ہوں میں
جفا بھی میں ہوں وفا بھی میں ہوں اوا بھی میں ہوں ندا بھی میں ہوں
دعا بھی میں ہوں دوا بھی میں ہوں مریض ہوں تندرست ہوں میں
ہے خود پرستی۔ خدا پرستی شراب الفت کی گر ہے مستی
ہے جملہ ہستی خدا کی ہستی فنا ہوں تسلیم ہست ہوں میں

ولہ

خدا کا بھید ہے مخفی بنی آدم کی صورت میں
نظر آتی ہے ذات کا خدا والوں کی صحبت میں
کوئی دوزخ میں اور کوئی عدن کو جائینگے لیکن
خدا بھی ہیں کبھی بندے بھی ہیں۔ ہے یہ مقدر و عُو
جدائی کا الم مرنے کا غم تنہائی کا ماتم
اثر ذاتِ الٰہی کا برنگ آب و گلشن ہے
خدا بینی بہت دشوار ہے تسلیم دنیا میں

صفائی کیلئے ہے صاف آئینہ کدورت میں
حلاوت روح کو ملتی ہے دل والوں کی الفت میں
ڈبوئے جائینگے اہل خطا دریائے رحمت میں
یہی ہے شرک خود بینو خدا بینوں کی ملت میں
ملا تو یہ ملا بندے کو بندے کی محبت میں
صباحت میں ملاحت میں کثافت میں لطافت میں
کہ انسانِ نفس کے حیلوں سے ہے میں تو کی آفت میں

ولہ

ساتھ میرے ہے خدا اور میں خدا کے ساتھ ہوں
خوف کچھ مجکو نہیں ہے میں ہُما کے ساتھ ہوں

روح کہتی ہے فقط صورت کی دیوانی نہیں
دل یہ کہتا ہے کہ میں ناز و ادا کے ساتھ ہوں

بو سے گل کہتا ہے تو مجکو چمن سے کی جدا
بوئی گل کہتی ہے میں باد صبا کے ساتھ ہوں

شوخیاں پردہ میں کرتی ہیں کیا بے پردگی
اور حیا کہتی ہے میں رنگ حنا کے ساتھ ہوں

کیا کہوں تسلیم رمز اتصال و انفصال
دور یا نزدیک ہوں پر دلربا کے ساتھ ہوں

ولہ

اہل دل مفتون زر ہوتے نہیں
نرم دل سنگیں جگر ہوتے نہیں

بے نظر اہل نظر ہوتے نہیں
بے خبر اہل خبر ہوتے نہیں

داد گر بے داد گر ہوتے نہیں
مچھلیاں ہرگز مگر ہوتے نہیں

ہیں وہ ساکن وحدت کے تشنہ
بیش میں زیر و زبر ہوتے نہیں

خود نمائی میں نہیں ملتا خدا
دشت میں پیدا گہر ہوتے نہیں

اڑتے پھرتے ہیں فلک پر رات دن
عارفوں کو گر چہ پر ہوتے نہیں

اہل عرفاں کے رموز اندر سخن
اللہ اللہ بے اثر ہوتے نہیں

نفع مظلوموں کو دیتا ہے خدا
گو وہ شاکی ضرر ہوتے نہیں

ناؤ گاڑی پر ہو گاڑی ناؤ پر
منتظر کیا منتظر ہوتے نہیں

دید وہ شے ہے کہ غافل اہل دل
دیکھنے سے یک نظر ہوتے نہیں

روک تو تسلیم عرفاں کے نکات
ہیں مطول مختصر ہوتے نہیں

ولہ

جلوہ ہے خوشی دلربا کے نگر میں
بسا جسکا سودا ہے مدت سے سر میں

تلاش اسکی رہتی ہے دل کو ہمیشہ
سفر میں حضر میں بیاباں میں گھر میں

ہے کسکی شباہت میں برزخ نبی کی
وہ ہے اللہ اللہ شکل بشر میں

بشر کا سراپا ہے برزخ کا نقشہ
ہے میم نخستیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں

ملا ہم کو باطن کی حاصل ہو حلاوت کس قدر
ہمیں اگر دل سے ادا ہم تمھاری یاد میں

چارہ اس سے کیا کریں ہم آرزو سے اندمال
رخم دل کا طلسا مرہم تمھاری یاد میں

تمھاری یاد میں تسلیم او روقت اخیر
ہے تمنا یہ کہ نکلے دم تمھاری یاد میں

ولہ

دنیا سے بیزار ہوتے نہیں کیوں
غفلت سے ہشیار ہوتے نہیں کیوں

آنکھیں ہیں روشن دلبر ہے خوش رو
مشتاقِ دیدار ہوتے نہیں کیوں

بکتا ہے جلوہ دل کے عوض میں
پھر تم خریدار ہوتے نہیں کیوں

دل میں تمھارے ہے یار پنہاں
آگاہِ اسرار ہوتے نہیں کیوں

یاں حسن بھی ہے اور عشق بھی ہے
ہم چشم دلدار ہوتے نہیں کیوں

وارفتۂ دیدار گر چاہتے ہو
الفت میں بیمار ہوتے نہیں کیوں

دعوے اگر ہے معشوقیت کا
جاناں جفا کار ہوتے نہیں کیوں

عاشق اگر ہو صادق اگر ہو
پھر تم وفادار ہوتے نہیں کیوں

اب تک کشادہ ہے بابِ توبہ
تائب گنہگار ہوتے نہیں کیوں

پھوٹی فلک پر ہے صبحِ صادق
تسلیم بیدار ہوتے نہیں کیوں

یہ غزل غم آلود حضرت نے اپنے چھوٹے صاحبزادہ عرف پیراں صاحب کے غم میں لکھی ہے جنکا انتقال بعمر دہ سالگی سنہ ۱۳ھ میں ہوا تھا۔

ولہ

دیکھی نہ سیر ... ی نظر تمھیں
کیا جلد پیش آگیا پیراں سفر تمھیں

کیا غم ... رسا ... صر تمھیں
کیا رنج غم زدوں کا ہے لخت جگر تمھیں

جنت کے جب گھر و آئے ہوئی سب کو دل لگی — پیران نہ یاد آئیگا دنیا کا گھر تمھیں
دماں کی مہر جسکو ہے تم اس سے جا ملے — کاہے کو یاد آئینگے مادر پدر تمھیں
معصوم پاک صاف تھی تن پاک روح آپ — دنیا سے حق نے پاک کیا بے خطر تمھیں
کیا کیا ہمارے جی میں تھے ارمان اور مراد — افسوس جلد لے گئی موت آ کر تمھیں
جنت میں لالہ زار کی جب تم کرو گے سیر — یاد آئیں گے ہمارے یہ داغ جگر تمھیں
ہے آرزو کہ خواب میں ہو دید اے نصیب — کرتے ہیں دل میں یاد جو شام و سحر تمھیں
تم نونہال گلشن فردوس ہو گئے — اس باغ میں خدا نہ کیا بارور تمھیں
دیکھے نہ زندگی میں بھی ہم سکو نام بھر — شاید کہیں لگے نہ ہماری نظر تمھیں
تم خواب میں تو آنے ہمارے بھی کبھی — ہوتی اگر ہمارے دلوں کی خبر تمھیں
شربت تمھارے نام کا تیار ہے مگر — کوثر کو چھوڑ ہوگی نہ رغبت ادھر تمھیں
تم خواب میں بھی آ کے نہ مجھسے بیاں کئے — فرمائے تھے جو قبر میں خیر البشر تمھیں
سچ ہے خدا نے منصب اعلیٰ دیا تمھیں — دیکھے ہیں لوگ خواب میں باکروفر تمھیں
تسلیم روک تو قلم غم تراش کو — کرنا ہے گریہ غم کی غزل مختصر تمھیں

## ردیف واو

### ولہ

دل کو دل والوں سے دکھا دیکھو — دید وا دید میں ملا دیکھو
پردہ وصل تا کنے کے لیے — جھانکتا کوئی ہے بجھا دیکھو
تھو لو آنکھوں کو ذرہ ذرہ میں — جلوۂ [illegible] یا دیکھو
بدلیل فثم وجہ اللہ — جس طرف [illegible]

کسکی صورت ہے صورت انساں
بھید صورت میں ہی چھپا دیکھو

پانی میں موج موج میں پانی
ایک ہے یا جدا جدا دیکھو

دید میں دید جبکہ مل جائے
نور میں نور ملگیا دیکھو

رنگ وحدت کا دل پہ اپنے جما
صبغۃ اللہ کی ضیا دیکھو

ڈھونڈتے ہو کدھر ہے گر پہچان
یار آنکھوں میں چھپ گیا دیکھو

میں نہیں تو نہیں۔ خدا ہے خدا
بیخودی لاؤ اور خدا دیکھو

ایک شخص اور ہزار آئینے
عکس کی صورتیں میں کیا دیکھو

صورتِ عکس بغور سے تسلیم
خود نما یا خدا نما دیکھو

ولہ

ہر ایک جا پہ رہی تیری جستجو دل کو
مگر بتایا پتا اپنا دل میں تو دل کو

تو جانتا ہے الٰہی کہ جب تلک دم ہے
یہ تجھسے ملنے کی کیا تھی آرزو دل کو

ہوئی تسلی نہ جی کو تری گلی کے سوا
پھرا ہیں گرچہ بہت لیکے کوبکو دل کو

چمن کو کونسی آنکھوں سے بے ترے دیکھوں
ہر اک گل سے جب آتی ہے تری بو دل کو

نہو کبھی دلِ ناپاک۔ پاک پانی سے
کہ توبہ غسل ہے اور شرم ہے وضو دل کو

ہزار زہد ہو بے ذکر تیرے لطف نہیں
کہ ذکر سے ہے دو عالم میں آبرو دل کو

دلِ سلیم عطا کر کہ از رہِ تسلیم
سوائے تیرے نہ بھٹکاؤں سوبسو دل کو

ولہ

وہ ادا ہے کہ ادا حور و پری سے بھی نہو
وہ خراش ہے کہ کبھی کانوری سے بھی نہو

وہ اثر انکی نظر میں ہے خدا کی قدرت
مسمریزم سے تو کیا سحر گری سے بھی نہو

عشق کی افترا پردازی افسوں بازی
شاید اے حسن تری پردہ دری سے بھی نہو

عشق سے ہوتی ہے سالک کو رسائی ایسی
خضر و الیاس کی بس راہبری سے بھی نہو

خونِ دل شنگ ہے دل خشک ہے نافہ جن
کام کاکل کا نسیم سحری سے کبھی نہ ہو

وہ بلا شامتِ اعمالِ دل آزاری ہے
رد یہ جسکا وہ علاجِ سحری سے بھی نہو

جسطرح دھوتے ہیں عصیانکو سرشکِ
سچ ہے تسلیم کہ دریا کی تری سے بھی نہو

ولہ

سرایہ دنیا ہے ہم مسافر نہ آنے جانے کے کھیل کھیلو
اگر تمنا ہے کھیلنے کی خدا کو پانے کے کھیل کھیلو

خدا ہے حاضر خدا ہے ناظر خدا ہے سامع خدا ہے واقف
عمل کرو دل کی راستی سے نہ تم بہلانے کے کھیل کھیلو

اگر ہے دیدار کی تمنا وصالِ دلدار کی تمنا
تم اپنے چہرہ کو دیکھ لو۔ پھر نظر جمانے کے کھیل کھیلو

نہیں ہے منظور گل کی الفت ہے اسکو مطلوب دل کی الفت
اگر ہوس ہے کہ کھیل کھیلیں تو دل لگانے کے کھیل کھیلو

وہ حسن تسلیم جلوہ گر ہے تو خوابِ غفلت میں بیخبر ہے
تمھارے دل میں ہوس اگر ہے نگر کڑانے کے کھیل کھیلو

ولہ

ممکن نہیں کہ دل نہو اور تپ نہ ہو
کیوں مملکت تبہ نہو جب بادشہ نہو

کس وسے ہووے وصلِ کمرہم کی آرزو
دل جب تلک کہ زخمیِ تیرِ نگہ نہو

تر دامنوں کو خشک نظر سے نہ دیکھیے
رحمت کو تا شکایتِ قحطِ گنہ نہو

صادق اگر ہے دعویٰ الفت میں آدمی
ممکن نہیں کہ دل کو کسی دل سے رہ نہو

مستغفر آدمی رہے جبتک قصور سے
ممکن نہیں کہ کوہِ گنہ مثل کہ نہو

آمدِ صبح کے ہے مرادِ رحیلِ شب
موئے سپید ہوتے ہوں بر دل سیہ نہو

دل آنکھ کا گلہ جو کرے تو کرے مگر
ترکِ ادب ہے آنکھ کو دلکا گلہ نہ ہو

فارغ کبھی نہ ہونگے پریشانیوں سے ہم
دل جب تلک کہ ذکر کا آرام گہ نہ ہو

پاتے نہیں ہم اپنے کو ملتا نہیں خدا
منزل نہیں کہ جسکا کہیں راستہ نہ ہو

خلقت خدا کی اور بھی ہے بے عدد مگر
جنت سوا بشر کے کسی پر ہبہ نہ ہو

الفت کی جب فنا سے ہے تسلیم زندگی
بے جاں ہے وہ جاہ کہ جسمیں ہبہ نہ ہو

ولہ

دل خدا سے جو لگاتے ہو لگاؤ آؤ
بختِ خوابیدہ جگاتے ہو جگاؤ آؤ

وہاں نہیں جور و جفا اسکو ہی مطلوب وفا
دوستی کو جو نبھاتے ہو نبھاؤ آؤ

شرم سے توبہ سے اور آنسوؤں کے پانی سے
آگ عصیان کی بجھاتے ہو بجھاؤ آؤ

جو کوئی اسکا ہوا ہو گیا وہ بھی اسکا
دوست اسکے جو کہلاتے ہو کہلاؤ آؤ

سونے چاندی کی جواہر کی نہیں وہاں پروا
نقد جاں نذر لے آتے ہو لے آؤ آؤ

ذکر اور فکر سے ہر حال میں جب تک دم ہے
رنگ وحدت کا جماتے ہو جماؤ آؤ

دید وا دید سے توحید سے دم سے تسلیم
نعمت اللہ کی گر پاتے ہو پاؤ آؤ

ولہ

کریں گے کیا ہم دلِ بے خبر کو
چلو جی چلو دلربا کے نگر کو

وہ اِس طرح سے مہربانی کرے گا
کہ ہم بھول جائینگے مادر پدر کو

چلے آئے سہل اور جانا ہے مشکل
وطن دور ہے طے کرو اِس سفر کو

پھنسے غیر جنسوں میں ایسے کہ جن سے
تسلی نہ دل کو نہ راحت جگر کو

چلو ہی چلو مت رکو راستہ میں
کہ تھوڑا ہے دن اور پہنچنا ہے گھر کو

یہ رستہ ہے سخت اور پہیلی ہے منزل
چلو دھیرے دھیرے نہ دیکھو ادھر کو

نہ بھولو گے تسلیم رستہ کبھی تم
کرو گے رفیق سفر گر نظر کو

کیوں نہ انساں آشنا کے سات ہو
رنج ہو راحت ہو دن ہو رات ہو
ہو اگر عارف تو مت بھولو اُسے
لا اِلٰہ میں ہو نفیٔ ماسوا
وو نرے تسلیم ہیں اس کھیل میں

ولہ

ذکر کا دامن ہو دل کا ہات ہو
دل میں یاد آنکھوں میں نفیِ ذات ہو
کوئی اندیشہ ہو کوئی بات ہو
اور اِلّا اللّٰہ میں اثبات ہو
آشنا سے جیت ہو یا مات ہو

ولہ

آنکھ کو بند کر دل کا تماشا دیکھو
کوئی کہتا ہے ہو الحق تو انا الحق کوئی
لعبتی کا کوئی ناظر ہے تو لعبت کا کوئی
یہ وہی دشت کہ مستی سے بچشمِ مجنوں
خیر اور شر میں ہے تسلیم اُسیکا جلوہ

نور میں گم رہو اور ظل کا تماشا دیکھو
سر سے دلدار کی محفل کا تماشا دیکھو
ناظر ناقص و کامل کا تماشا دیکھو
دیکھو لیلے کو نہ محمل کا تماشا دیکھو
بر ادب سے حق و باطل کا تماشا دیکھو

ولہ

ہم دید میں جو پیتے ہیں جامِ شراب کو
میں ایک کیا ہوں سیکڑوں طالب لِقا کے ہیں
ہر شعلہ ژالہ ریز ہو آتش ہو برف خیز
وارفتگی نہ ہو تو عجب ہے۔ کہ عشق میں
باندھو زباں کو دل سے کرو گفتگوئے راز
ممکن نہیں نجاستِ اصلی سے پاک ہو
تشبیہ خوب تھی رخِ تاباں سے آپکے
کیا کر سکے گا دفترِ دل سے مقابلہ
تسلیم ہم وثیقۂ رحمت سب سمجھتے ہیں

سینہ میں دیکھتے ہیں ہزار آفتاب کو
جاناں نظر لگے گی نہ الٹو نقاب کو
دوزخ اگر جدائی کے دیکھے عذاب کو
ہے کون روکتا دلِ پر اضطراب کو
سنتے ہو گر خدا کے سوال و جواب کو
دیویں اگر گلاب میں غوطہ کلاب کو
ہوتا اگر کلف نہ رخِ ماہتاب کو
ہم ایک فرد گنتے ہیں یوم الحساب کو
تو یہ کہو آوے سرو کو چشمِ پُرآب کو

ولہ

گر دل سے خدا بینی کی خواہش ہو کسی کو ۔ خود بینی سے مانوس کریں پہلے تو جی کو
تنہائی کے عالم میں تصور سے تمہارے ۔ بند آنکھوں کو کر لیتے ہیں بہلاتے ہیں جی کو
ہم مہر و کرم دل سے سمجھتے ہیں تمہاری ۔ بے مہری کو غصہ کو غضب کو خفگی کو
ہر حال میں نیکوں کو ملیں نیک نتیجے ۔ رونق نہیں تسلیم دو عالم میں بدی کو

ولہ

کر دور تو آنکھوں سے یہ سب بے ادبی کو ۔ ہر شے میں نہاں رکھو ادبِ نور نبی کو
گر تیرا گزر ہووے صبا جانب یثرب ۔ کر حال مرا عرض رسول عربی کو
جز شربتِ دیدارِ رخِ پاکِ رسالت ۔ کوثر نہ بجھائے گا مری تشنہ لبی کو
آفت ہی ابھی ہو گی یہ بیکس کی خلاصی ۔ رحم آئے اگر ذاتِ شہِ مطلبی کو
تسلیم کی حالت پہ اگر رحم نہ ہو گا ۔ پھر کون بجھائے گا مری تشنہ لبی کو

ولہ

ہیں داغ دل پہ رشک سے سو لالہ زار کو ۔ دیکھا ہے جب سے میرے دلِ داغدار کو
حسرت کی اک نظر جو پڑی زلفِ یار پر ۔ کر دی جلا کے سوختہ مشکِ تتار کو
حسرت سے چھد گیا ہے جگر عندلیب کا ۔ جب ہاتھ آیا دامنِ گل نوکِ خار کو
کیوں باندھتے ہو یار کے فتراک کا نشانا ۔ بہتر ہے رکھئے لختِ جگر پر کٹار کو
نقصاں نہ ہو کسی کی برائی سے دوستو ۔ منظور اگر بھلائی ہو پروردگار کو
غیر ذاتِ حق نہیں ہے حقیقت میں دوسرا ۔ میں تو کا ہے ظہور فقط اعتبار کو
تسلیم جبکہ یار ہے مختارِ خیر و شر ۔ پھر کیا جتائیں اپنے بھلا اختیار کو

ولہ

دور کرتے گر چاہتا ہے جنتِ فردوس کو ۔ بخل کو کینہ کو خود بینی کو اور سالوس کو

نام کو بھی عاشقِ صادق نہیں کرتا کبھی
طالب لطفِ نگاہِ باریک خو کو نہیں
حسرتِ شاہی کی لذت قبر پر جا پوچھئے
جانتا تنہائی میں ہے اپنا مونس اور رفیق
دردِ دل کی کب مسیحا کے سوا سوجھے کبھی
آشنا تسلیم کب جانے ہیں غیر آشنا

حوصلہ کو ننگ کو غیرت کو اور ناموس کو
اصفہاں کو روم کو ہندوستاں کو طوس کو
شاہ کیخسرو کو اسکندر کو کیکاوس کو
آہ کو زاری کو بیداری کو اور افسوس کو
بوعلی سینا کو افلاطون و جالینوس کو
سبحہ کو زنار کو تکبیر کو ناقوس کو

ولہ

دلدار سے ہر چند ستم اور جفا ہو
پھر بند تعلق سے ہم آزاد رہیں گے
بے فکر کبھی دل کو نہ ہو مشغلہ حاصل
بتلا دینگے ہم عشق کا اور زہد کا رتبہ
نقصاں ہنوز تمہار عداوت سے کسی کے

پر عاشقِ صادق سے ادا شرطِ وفا ہو
دامِ دلِ آشفتہ اگر زلفِ رسا ہو
صیقل کے سوا آئینہ کسطرح صفا ہو
زاہد سے ملاقات اگر روزِ جزا ہو
تسلیم ترے حال پہ گر فضلِ خدا ہو

ولہ

یاد جب کرتا ہوں میں ترے گلِ رخسار کو
دل کی بیتابی کو دیکھوں یا کلیجہ کی تڑپ
فی الحقیقت یہ سیہ بختی کا میرے ہے اثر
بے گدازِ دل نہو حاصل محبت کا مزہ
خاکساری عشق میں تسلیم تو منظور ہے

مثلِ شبنم رونا آجاتا ہے چشمِ زار کو
ایک جا رکھتے نہیں دنیا میں دو بیمار کو
جرم سے تابع کے آتی شرم ہے مختار کو
فائدہ دیتا ہے جب پگلاتے ہیں زنگار کو
جسطرح میل غرورِ حسن ہے دلدار کو

ولہ

درد سے عشق کے یارب کوئی بیمار نہو
ہیں جو کم ظرف وہ مغرور ہیں مرغ دینی سے

مرغِ دل دامِ محبت میں گرفتار نہو
وہ تنی رہتی ہے ڈالی کہ جسے بار نہو

ہو حلاوت نہ اُسے نعمت و لذت سے کبھی
دم کا اور دید کا جو کوئی خریدار نہ ہو
جسم کا لطف بجز دم کے نہیں ہو تجھے حاصل
دیکھو حق بین کہ صدا ہیں کے بے تار نہ ہو
مقتضا حسن کا اکثر ہے تماشہ تسلیم
بوئی گل باغ سے کیونکر ہیں دیوار نہ ہو

ولہ

طاعت سے ہو وصال شہ ادا و نشاں سے ہو
جبتک بری نہ مرکز کون و مکاں سے ہو
صحبت سے سنگ دل کے ہے بے رحم آدمی
شمشیر تیز سختی سنگ فساں سے ہو
جبتک خودی ہے خود کا گماں ہے شرک ہے
جو بے نشاں ہو اُسکا نشاں بے نشاں سے ہو
اس عالم فنا میں وہ عارف بنے گا کیوں
جب نفع سے سر و در کدورتیاں سے ہو
تسلیم روح کو نہیں ملے وہ تیرگی ادا دم
روشن بغیر موم کے رشتہ کہاں سے ہو

ولہ

آبرو حاصل ہے میرے دیدۂ پر آب کو
جب سے دیکھا ہوں تمہارے رنگ عالمتاب کو
ابر پانی کی جگہ خون شفق برسائے گا
صبح گر دیکھے یہ میرے دیدۂ بیخواب کو
جانتے ہیں صبح بیداری کو روز رستخیز
جو کہ چادر کو کفن اور موت سمجھیں خواب کو
معرفت کو اسکی ہے یہ سب ظہور اعتبار
بے سبب سمجھے نہ عارف عالم اسباب کو
ہو نہ کیوں اس سے خدا راضی رسول اللہ خوش
دوست رکھا جو نبی کی آل اور اصحاب کو
رنگ گلگوں دیکھکر پہلو سے دل میرا اُڑا
ہو قیام آتش پہ اے تسلیم کب سیماب کو

ولہ

خشک حسرت سے ہوا بخیہ مرجاں میں لہو
نہ جدا رہتا ہے ہمیشہ مرے مژگاں میں لہو
بار انگشت نما تھا کہ شفق میں ہی ہلال
ٹپکا جب دیدۂ گریاں سے گریباں میں لہو
دل مجروح کا فتراک بنانا نہ کبھی
تا نہ بکھر جائے کہیں زلف پریشاں میں لہو
افترا رنگ حنا کا ہی چھپانے کے لئے
عاشقوں کا ہی فقط پنجۂ جاناں میں لہو

سبز و شاداب ہر اک شاخ ہر اک برگ ہوا
آبلوں سے جو بہا ہے بیابان میں لہو

محبت دنیا نہیں تسلیم جسے پاک ہو وہ
منجمد ہو وہ سینہ ہر گز دل انسان میں لہو

ولہ

عاشقوں کو بس ہے کوئے گلبدن کی آرزو
بلبلو تم کو مبارک ہو چمن کی آرزو

لاگ ہوتی ہے تبت کی عجب طرفہ ہو
ماں کی رہتی ہے نہیں دیوانہ تن کی آرزو

اک خموشی لاکھ گویائی سے ہوتی ہے مزہ
کرتے ہیں اکثر کلام کم سخن کی آرزو

بلبلوں کو عارض گلگوں نے شیدا کر دیا
چاک کی گل نے بوسہ غنچہ دہن کی آرزو

دوستو جب سے الفت کا سودا سر میں ہے
رہتی ہے تسلیم کو دیوانے پن کی آرزو

ولہ

یاد کر چاند سے رخساروں کو
رات بھر گنتا رہا تاروں کو

جلوہ بتلا کے نقاب آرائی
دھوکا دیتی ہے خریداروں کو

کیوں نہ ہو شربت دیدار مفید
چشم بیمار کے بیماروں کو

چشم تر گرمی محشر میں ضرور
آب رحمت ہے گنہگاروں کو

آب و دانہ ہے فقط آنسو کا
دام الفت کے گرفتاروں کو

بے تعلق رہو قطع منزل
بار ہو کچھ نہ سبک ساروں کو

غنیمت ہو جسے حاصل تسلیم
دیکھے کیا عین میں اغیاروں کو

ولہ

پہر دن اٹھنے نہیں دیتے تھے بٹھا کر ہمکو
دیکھتے بھی نہیں اب آنکھ اٹھا کر ہمکو

جب تلک لاگ نہ تھی زندگی اچھی گذری
رسوا اس سے دل کیا افسوس تو جا کر ہمکو

ضبط جبتک تھا نہ تھا راز محبت ظاہر
دیدۂ نم نے کیا اشک بہا کر ہمکو

محو حیرت کیا دیوانہ بنا کر چھوڑا
جلوۂ حسن خداداد دکھا کر ہمکو

نہیں تسلیم اگر ارض و سما پر قبضہ
کیوں پڑے رہتے ہیں وہ اوروں کو گرا کر ہم کو

ولہ

شاد باش اے دلربا ناز و ادا ایسا تو ہو
قاتل خلق خدا نام خدا ایسا تو ہو

دیکھ کر چھیڑ کا تماشا اور ہنس کے قاتل نے کہا
زخم کھانے کا محبت میں مزا ایسا تو ہو

دیکھتا دیدار تھا اور ذبح ہوتا تھا ادھر
شکر کی جا ہے حصول مدعا ایسا تو ہو

ہنس کے کہتا تھا دل و جاں چھین کر وہ نازنیں
آشنا سے ہاں سلوک اے آشنا ایسا تو ہو

ایک غزل میں بھی نہیں مطلب کو اپنے بھولتا
مرحبا تسلیم ہاں ذہن رسا ایسا تو ہو

ولہ

دیکھ کر ہم گردش ایام کو
یاد کرتے ہیں خدا کے نام کو

مول لیں عاشق نہ کھوئے دام کو
زاہد و گر بند و نیلام کو

لاکھ سمجھائے سمجھتا ہی نہیں
کیا کریں لیکر دل ناکام کو

چاہیے پہلے ہی شرط بیخودی
کعبۂ دیدار کے احرام کو

کام والے لوگ اللہ کے لئے
چھوڑ دیتے ہیں ریا کے نام کو

ہم وہ میکش ہیں شراب عشق سے
رکھتے ہیں لبریز دل کے جام کو

کیا ہوا اگر کھا گیا بہرام گور
گور آخر کھا گئی بہرام کو

ہے خدا ہی کا یہ سب نام و نشاں
ہم اگر بندے بھی ہیں تو نام کو

لام کاکل خاص اور اسلام عام
فرق تو ہوتا ہے خاص اور عام کو

کفر سے اسلام کا ہے اعتبار
کفر میں رونق نہیں اسلام کو

کفر ہے اسلام دین اسلام میں
لوں میں کیا اسلام یا اسلام کو

نیستی پیچھے تھی اب آگے بھی ہے
دیکھ لو آغاز اور انجام کو

قید آزادی مجھے بھی چاہیے
دام میں لو بند ہے بے دام کو

کس لئے رکھتے ہو کاکل میں گل
زلفِ ہی کافی ہے استشمام کو

روغنِ بادام چشم تر ابھی
دفع کر دے خشکیٔ آثام کو

ہم ہیں مجبور اور خدا مختار ہے
کام بندوں کے ہیں ظاہر نام کو

خیر و شر کا ہے وہی مختارِ کل
نامِ بندہ ہے فقط الزام کو

کہتے ہیں تسلیم از روئے مراد
اہلِ سنت بندۂ بے دام کو

ولہ

فروکش ہوا دل میں مقام دل مبارک ہو
تجھے اے ماہِ اوجِ حسن یہ منزل مبارک ہو

مقامِ دلکشا ہے خوشنما ہے سیر کی جا ہے
ہمارے دلکا ملنا آپکو اے دل مبارک ہو

سوادِ غم بکا تھا دل میں رونا بھی ہوا اچھا
وہ منضبح دلکو اور آنکھونکو یہ سہل مبارک ہو

خلافِ خندۂ زندانِ حدت زہد والونکو
کمالِ نفی و اثباتِ حق و باطل مبارک ہو

بہت اچھا ہوا تم پار اترے بحر اسود سے
یہ ساحل نامبارک تھا وہ ساحل مبارک ہو

تجلی گاہ دیدار [illegible] مشق آئینہ
دلِ عارف ہے۔ عارف کو صفائی دل مبارک ہو

[illegible] تسلیم شغل عشق بازی
حقیقی ہو مجازی ہو یہ الحاصل مبارک ہو

ولہ

ہے اس تن میں تن اور توحید والو
اسی دید میں دید ہے دید والو

جو سب کہتے ہو ہم ہم - تم ہو یا اور کوئی
کرو یہ تو تحقیق تقلید والو

شہادت کے گلشن میں گل مختلف ہیں
کرو سیرِ اطلاق تقلید والو

فقط ایک نظر میں تمھیں بخش دے گا
نہوں اس سے نومید امید والو

عمل ہے جزا شر جلے ہے علم اے دل
کرو فکر تجویز تمہید والو

جلالی تجلی سے خورش ہے جمالی
کرو سیر مہتاب خورشید والو

نہ دیکھو کسی شے کو بے ہستیٔ حق
یہ وا دید تسلیم ہے دید والو

ولہ

زندگانی کا مزا دم بھر ہے ابن الوقت کو / موت فوت وقت کے بہتر ہے ابن الوقت کو

دید اور وا دید میں حیرت کا عالم کیوں نہ ہو / ایک نقطہ عشق کا دفتر ہے ابن الوقت کو

فرحت دولت سرائے دل نہایت تنگ ہے / وہ دریچہ بادشاہی در ہے ابن الوقت کو

ذکر میں شربت جو منہ بھر بھر کے آتا ہے چھلا / جرعۂ شیرینیٔ کوثر ہے ابن الوقت کو

رائگاں کھوتے نہیں حسرت زدہ ہوتے نہیں / ہر نفس سرمایۂ جوہر ہے ابن الوقت کو

ناظر نور تجلی ہیں کسی حالت میں ہوں / ذرہ ذرہ نیر اکبر ہے ابن الوقت کو

دیکھ لو تسلیم نور حق بصیرت ہے اگر / دید میں ہر ایک شے منظر ہے ابن الوقت کو

ولہ

آشنا ذوق ہے لطف دید کی لذت دیکھو / حق شناسوں میں جلوہ دم کی حلاوت دیکھو

دل جو ہم رنگ وفی ہے ابھی یکرنگی سے / رنگ دیتی ہے خداوالوں کی صحبت دیکھو

کس کی صورت کا نمونہ ہے نمایاں ہوگا / دل کے آئینہ میں تم اپنی شباہت دیکھو

تم عبث ڈھونڈتے پھرتے ہو خدا کو ہر جا / کون ہو پہلے تم اپنی تو حقیقت دیکھو

عرش تک جاتے ہیں اور آتے ہیں مانند نظر / اللہ اللہ یہ خداوالوں کی ہمت دیکھو

آئینہ خانہ میں کثرت کے بصیرت والو / صاف آتی ہے نظر صورت وحدت دیکھو

میں سمجھتا ہوں غضب کو بھی تمہارے رحمت / یہ وفائی یہ صفائی یہ محبت دیکھو

زندگی میں کرو اللہ سے الفت پیدا / الفت اس عالم دنیا کی ہے کلفت دیکھو

آؤ دل والوں میں گر آنکھ ہے تم کو تسلیم / حضرت دل ہیں کہ اللہ کی قدرت دیکھو

ولہ

تجلی میں کیا کیا تجلا ہے دیکھو / اسی نور کا یہ اجالا ہے دیکھو

کہیں حسن کا اس کے چرچا ہی دیکھو / کہیں عشق کا اس کے غوغا ہی دیکھو

دلکو پا لیتے ہیں دل والے صحبت والے / دید کا لطف ملا دم سے نگہبانوں کو

دور ہو دائرہ کون و مکاں میں پیدا / ساقیا پھیر تو دے آنکھوں سے پیمانوں کو

مجھسے تسلیم وہ کچھ بات کریں یا نکریں / یک نظر لاکھ تسلی ہے پریشانوں کو

ولہ

ق

نگہباں خدا ہے چلو سفر کو چلو / سفر وطن کا ہے تو گر خوشی سے گھر کو چلو

سرا میں سو رہے آرام سے تو شب گزری / ہے وقت صبح کا جلدی کسو کمر کو چلو

بہت ہے سخت جو دلکی ہے دوسری منزل / مقام پہلا ہے تم کشورِ نظر کو چلو

مقام روح میں تک جاؤ صورت برزخ / نہ تم اِدھر کو چلو اور نہ تم اُدھر کو چلو

کہ یہ مقام جلالی ہے لا اُبالی ہے / ہلاک ہوگے سفر میں نہ دوپہر کو چلو

عجب ہی رہتے ہو دنیا میں اجنبی بنکر / خدائی کسکی ہے دیکھو خدا کے گھر کو چلو

اگرچہ سخت ہے تسلیم راہ مولا ہی / خدا کا نام لو اور تھام لو جگر کو چلو

ولہ

آدمی ہستی سے اپنی جب تلک غافل نہو / لطفِ ہستی جو وجودِ ذاتِ حق حاصل نہو

زندگی کے خوش نتیجے حشر میں پیش آئینگے / جیفۂ دنیا کے جانب دل اگر مائل نہو

بعد مرنے کے خدا کی گر حضوری چاہئے / زندگی میں یاد سے اللہ کے غافل نہو

دام و دد سے بھی اُسے بدتر سمجھنا چاہئے / جس بشر کو سر ہو سینہ ہو دماغ اور دل نہو

دید وجہ اللہ کی لذت ملے ممکن نہیں / جبتک انساں عشق میں اللہ کے کامل نہو

نفسِ امارہ کے قابو سے نہو گر دل ملول / راستہ اللہ کا تسلیم کچھ مشکل نہ ہو

ولہ

بے خبر ہوں نہیں خبر مجکو / نفع حاصل ہے یا ضرر مجکو

اپنے در کے سوا مرے مولا / گردشیں دے نہ دربدر مجکو

[illegible] تیرے اے میرے نظر کے نور — کوئی آتا نہیں نظر مجھکو
یاد آیا جو ماہ رو میرا — نیند آئی نہ رات بھر مجھکو
اڑ کے آتا میں تیرے کوچے میں — ہوتے گر یار بال و پر مجھکو
ثمر [illegible] جس سے حاصل ہے — رل گیا دم کا وہ شجر مجھکو
تو نہیں تو نہیں وہی ہے وہی — کیا بنا دی معتبر مجھکو
گو ہے تسلیم [illegible] کا پتلا — رل گیا خاک میں گہر مجھکو

ولہ

الٰہی رکھ تو رحمت میں رسول اللہ کی امت کو — نکر تو دور سر سے سایۂ دامانِ رحمت کو
بنی رکھ یا الٰہی بیتِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو — ترقی دے ہمیشہ دین و ایمان کی دولت کو
ترے محبوب کی امت سے رکھ تو دور یا ربا — بلا کو رنج کو آفت کو ماتم کو مصیبت کو
بلا کو دور رکھ رحمت سے یارب قول ہے تیرا — غضب اور قہر پر ہے سبقت میری رحمت کو
ترا ارشاد ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ — ہیں تکتے اہل معصیت [illegible] سوئے رحمت کو
الٰہی حشر کے میدان میں تکتے رہیں گے ہم — تری رحمت کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو
پذیرا ہو دعا تسلیم عاصی کی [illegible] خدا — نکر رسوا قیامت میں گنہگاران امت کو

ولہ

دل [illegible] راہِ حقیقت کی ہوس گر تجھکو — رکھ تو محفوظ کہ دیتا ہوں دُرِ گوہر تجھکو
ذکر خالق کا ہو مخلوق سے نیکی ہر حال — دو جہاں میں کرے اللہ مبشر تجھکو
یہ وہ جوہر ہیں کہ دُر جگ میں ہیں گرد لگی — سنگ ریزے نظر آئیں زر و گوہر تجھکو
تو مرا بھید ہے میں بھید ہوں تیرا یا رب — کہا خالق نے بنا ذات کا مظہر تجھکو
راحت و رنج میں اللہ خوشی میں غم میں — یاد رکھ۔ یاد ہے اللہ کی بہتر تجکو
کہو تسلیم سے تو عرش کا طائر بن جا — ذکر کے فکر کے حق نے دئے دو پر تجھکو

ولہ

بنا آئینہ سب کو دیکھ آئیں رب کو
کبھی دیکھو عارض کبھی دیکھو کاکل
محبت سے بڑھکر تلطف سے بہتر
یہ نکتہ ہے باریک ہر خیر و شر میں
محبت میں تسلیم جانے نہ دو تم

بنا آئینہ رب کو دیکھ آئیں سب کو
نہ غفلت میں کھو رائگاں روز و شب کو
سمجھتے ہیں ہم آشنائے غضب کو
سبب کو دیکھو نہ دیکھو سبب کو
وفا کو صفا کو حیا کو ادب کو

ولہ

جو کچھ ہے تو ہی ہے تیرے نہیں ہستی کسی شے کو
ہے پوشیدہ میں شکل کن کلام آشنا پیچوان
محبت راہ حسن و حسن راہ کشور دل ہے
میں وہ کشور ستان ملک روشنی ہوں دنیا میں
ہر میں بیگانو نہیں وہ ذات تسلیم آشنا بن کر

نہ ساقی کو نہ مینا کو نہ میخانہ کو نہ مے کو
بنایا مظہر صوت احدنائی کو اور نے کو
نگاہ کرتا ہوں ہر قافہ پیچھے دریا اسی پے کو
نہ لوں گر مفت بھی ملتا ملک رفیع م اور رے کو
کیا ہوں ہاتھ پابوسی سے مرشد کے میں من لے کو

ولہ

اگر خدا کی طلب میں تم ہو تو اپنی آنکھوں کے گھر میں گم ہو
نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو
اگر میں دل گم جو ہو تو بس ہے خدا کے ملنے کی گر ہوس ہے
نہ سرد میں گم نہ گرم میں گم نہ خشک میں گم نہ تر میں گم ہو
تو سیر عالم کی کر و لیکن رہو تو دل کی گلی میں ساکن
نہ شہر میں گم نہ دھر میں گم نہ بحر میں گم نہ بر میں گم ہو
اے مری پیاری نگاہ سن رکھ خیال تسلیم اپنے دل میں چن رکھ
نہ شاخ میں گم نہ برگ میں گم نہ بار میں گم نہ بر میں گم ہو

ہوا جو بارگاہِ عشق کا قسمت سے وابستہ
نہو وارستہ دامِ ذکر سے دل با خدا بستہ
ہے نازیبا جواں مردوں کو آرائش و زینت
کلید دید باتی گردشیں کرتی رہی پیہم
دو عالم کی کشایش بسطِ یک ساعت میں یکجا ہیں
ہے یہ یک طائر قدسی نہ سمجھو اسکو تم وحشی
زباں نا آشنا کیونکر نہ ہو شکر و شکایت سے

رہا اس پر ور کا شانۂ حرم حق ہو وابستہ
ہے مرغِ جانِ عارف رشتۂ وحدت سے پابستہ
اسیرِ مشت ہو جاتا ہے خود دستِ حنا بستہ
مگر کھولی نہیں قفلِ درِ چشم حیا بستہ
رہا دل قبض کیحالت میں گرچہ سالہا بستہ
قفس میں تن کے مرغِ روح رہتا ہی ہو پابستہ
کہ ہیں سر رشتۂ تسلیم سے اہلِ رضا بستہ

ولہ

تماشا روح کا اے دیدہ تن میں آ اور دیکھ
اگر ہو روح کو وادی میں سبک روحی
فرشتے نزع میں کھنچے ہیں روحِ عارف سے
غرورِ نفس کو زاہد جو زہد میں ہے ترے
خدا ہے آپ مددگار ہوئے بھالوں کا
نیاز مند ہوں نازانہ گفتگو میری
مزا ہے راحتِ باطن کا عشق میں تسلیم

بہار آئی ہے بلبل چمن میں آ اور دیکھ
تجلیاتِ مثالی کفن میں آ اور دیکھ
محبت اہل وطن کی وطن میں آ اور دیکھ
لباسِ رندی نخوت شکن میں آ اور دیکھ
مزہ ہے جینے کا دیوانے بن میں آ اور دیکھ
زبانِ یار تو میرے دہن میں آ اور دیکھ
تو آپ دیدۂ ناوک فگن میں آ اور دیکھ

ولہ

جبتک نہ ہو یقین اجابت خدا کے ساتھ
دنیا بھی انکی نیک ہی اور عاقبت بھی نیک
کیا خوش نصیب ہیں کہ یہ کلفت سرا سے ہم
اس خوف سے کہ راہِ نظر سے نہ چوک جائیں
یک جان کیا ہزار بھی ہوں تو فدا کریں

کیونکر دعا بشر کی ملے مدعا کے ساتھ
کرتے ہیں زندگی جو خدا کی رضا کے ساتھ
جائیں خدا کے پاس دلِ باصفا کے ساتھ
ہم سبکے ساتھ رہتے ہیں اور دل خدا کے ساتھ
تسلیم گر ہو بندوں کو الفت خدا کے ساتھ

## قصیدہ نعتیہ

یارب ہے مرے دل میں تمنای مدینہ
جا کر جگر میں ہے مرے جائے مدینہ

کیا غیرت فردوس ہے صحرائے مدینہ
ہے عرش سے خوش فرش مصلائے مدینہ

ہو باغ ارم کی نہ کبھی پریوں کو پروا
یک چشم اگر دیکھیں تماشائے مدینہ

حوروں کو بھی فردوس میں وحشت جو دیکھیں
یہ وسعت میدان مصفائے مدینہ

دیدار خدا دیکھوں اسی روز جو دیکھا
دیدار شہ انجمن آرائے مدینہ

ہے آتیو دار وئے بیماری عصیاں
فیض نفس پاک مسیحائے مدینہ

بازار دو عالم میں ہر اک جنس بشر کو
ہر سود سے بڑھ سود ہے سودائے مدینہ

نعم البدل خواہش دیدار خدا ہو
دیکھوں جو رخ شاہد رعنائے مدینہ

غالب ہے کہ غش کھا کے گروں شوق کے مارے
دو تین قدم آگے جو رہ جائے مدینہ

ہوگا کوئی دن عمر کا یارب مرے ایسا
مر جاؤں تو مدفن مرا ہو جائے مدینہ

ہر چند گنہگار ہوں پر خوف نہیں کچھ
مولا مرا محشر میں ہے مولائے مدینہ

تسلیم دعا ہے تو یہی ہے کہ جیتے جی
یکبار خدا آنکھوں سے دکھلائے مدینہ

## مربع در ذکر حق

اللہ و اللہ اللہ و اللہ
من بعد اسکے ہے سیر فی اللہ
پہلی ہے منزل سیر اسلے اللہ
الحمد للہ و الشکر للہ

پہلے دلوں کو تم صاف کرلو
تیک اپنے دل کے اوصاف کرلو
پھر خیر و شر میں انصاف کرلو
یا ایہا الکلم کھٹل من اللہ

درگاہ حق ہے عالی معالی
واں جلوہ گر ہے نور جلالی

ہے باقی خدا اور فانی سوا اللہ

ہے باطن وہی اور ظاہر وہی ہے
ہے اول وہی اور آخر وہی ہے

حقیقت میں فانی ہے سب ماسوا اللہ

اسی کا ہے جلوہ اسی کا ہے عالم
کہاں سے کدھر کے بھلا کون تم ہم

ہے سیر من اللہ الی اللہ و فی اللہ

اگر امر سے اس کے ہوتا ہے واقف
اٹھا ہاتھ شکر و شکایت سے عارف

اگر خیر ہے شر ہے الحکم للہ

قل الروح من امر ربی جو بولا
تو پردہ میں پردہ حقیقت کا کھولا

صدا ہے ہر یک شے سے انی انا اللہ

عیاں میں وہی ہے نہاں میں وہی ہے
نہیں دوسرا دو جہاں میں وہی ہے

ہر یک ذرہ ذرہ میں ہے نور اللہ

کہیں دیکھتا اور دکھتا کہیں ہے
کہیں بیچتا اور بکتا کہیں ہے

لکل النسب ما یشاء یفعل اللہ

خدا میں ہیں سب اور سب میں خدا ہے
یہ اُس سے جدا وہ نہ اس سے جدا ہے

ہو اللہ مع الکل کل مع اللہ

کہیں آپ مشہود شاہد کہیں ہے
کہیں آپ محمود حامد کہیں ہے

یہاں بھی ہے اللہ وہاں بھی ہے اللہ

کہیں آپ مجنوں ہے لیلےٰ کہیں ہے
کہیں آپ وامق ہی عذرا کہیں ہے

ہے بس عاشق اللہ معشوق اللہ

محبت کا ساماں کہیں باندھتا ہے
کہیں وصل دیتا کہیں اندھتا ہے

عجب بھید ہے اسکا واللہ فواللہ

ہر یک شے میں جلوہ عیاں آپ کا ہے | منزہ طرفہ دلبر کے دیدار کا ہے
و من کل شیء فارجع الی اللہ

موحد وہی جو حقیقت کو پائے | جو عارف کہلائے اگر شرک لائے
علیٰ حالہ فالہ لعنۃ اللہ

کسیکی عداوت سے رنجیدہ ہونا | کسیکی محبت سے خندیدہ ہونا
نہیں کام عارف کا استغفر اللہ

ہر یک وقت ہر جائے ہر شے سے عارف | ظہور تجلی حق سے ہو واقف
فہی القاب اینما ... قل حق اللہ

وہ معبود میرا وہ مقصود میرا | وہ مسجود میرا وہ محمود میرا
میں ناچیز کیا چیز ہوں اللہ اللہ

اگر کوئی دشمن ہو یا دوست میرا | مگر شغل دل ہے ہمہ اوست میرا
بھلائی برائی سے ہے من جانب اللہ

بہر حال ہے میرا مطلب اسی سے | مرا کام ہے روز و شب سب اسی سے
ہر اک حال میں میرا والی ہے اللہ

کبھی قبض ہے اور کبھی بسط طاری | نہیں ایک حالت یہ حالت ہماری
ہے ارشاد حضرت کا بس لی مع اللہ

اگرچہ مکاں لامکاں میں وہی ہے | نشاں میں وہی بے نشاں میں وہی ہے
مگر غیر مرشد نہ حاصل شہود اللہ

اگر غم ہو آفت ہو صابر ہو سالک | بہر حال صاحب کا ذاکر ہو سالک
بکل المصائب فقل انا للہ

گنہگار میں ہوں تو غفار تو ہے | بہر عیب سے میں ہوں ستار تو ہے

مجھے پاس کیونکر ہو میں تر رحمت

ہوا ختم جب ذکر خلاق اکبر | زبا[illegible] | [illegible]

کہا دل نے تسلیم کو بارک اللہ

# ردیف یا

## قصیدۂ نعتیہ

ہے کلام اللہ فصاحت آپکی — لامکاں تک ہے بلاغت آپکی

ہے دو عالم پر رسالت آپ کی — دین و دنیا میں ہے شوکت آپکی

ہے اگر شوکت تو شوکت آپ کی — ہے اگر عزت تو عزت آپ کی

آنکھ جھپکاتی ہے اچھی چیز پر — کیوں نہ دیکھوں پاک صورت آپکی

اک زمانہ مجھسے پھر جائے تو کیا — پر نہ پھر جائے طبیعت آپکی

ہیں سلاطیں آپ کے در کے گدا — فقر اور فاقہ ہے دولت آپکی

اللہ اللہ کھو کے دم کھاتا ہوں میں — دیکھتا ہوں جب شباہت آپکی

گر خدائی آپ کو چاہے تو کیا — ہے خدا کو بھی تو چاہت آپکی

آپ جب ہیں رحمۃ للعلمین — ہم کو کافی ہے شفاعت آپکی

جسکو بخشیں آپ بخشے گا خدا — رحمتِ خالق ہے رحمت آپکی

جائیں گر دوزخ میں اہل معصیت — واسطے کسکے ہے رحمت آپکی

پنج وقتہ عرش پر اور فرش پر — دیکھئے بجتی ہے نوبت آپکی

اپنی امت میں نہ کر لیجے شریک — انبیا کو ہے شکایت آپکی

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قرص قمر
ہیبت اللہ کی ہے ہیبت آپکی

یا رسول اللہ مدد کا وقت ہے
ہے پریشانی میں امت آپ کی

کیوں نہ حامی ہوں کہ پاس اللہ کے
ہے بزرگی بے نہایت آپ کی

ق

ولعنوں کو دی جہنم سے نجات
یا رسول اللہ نکہت آپ کی

یعنے ملتے تھے پسینہ آپ کا
جس میں تھی خوشبوئے جنت آپکی

کیوں نہ ہو تسلیم کل کی مغفرت
بخشوانے کی ہے عادت آپکی

ولہ

یاد میں جب تم فنا ہو گے بقا بن جاؤ گے
ذکر وہ شے ہے کہ مذکور خدا بن جاؤ گے

ذکر میں تم محو ہو اور ذات میں ہو جاؤ گم
جیسا پانی دودھ میں ٹپکو تو کیا بن جاؤ گے

موج دریا جب الٰہی پانی میں پانی ہو گئی
آشنا میں جب ملو گے آشنا بن جاؤ گے

جو نمک میں چیز ملتی ہے وہ ہوتی ہے نمک
جا ملو روشن دلوں سے تو ضیا بن جاؤ گے

دم کی بوٹی جب کھرل میں لگے پیسی جائیگی
دید آتش ہے کہ تانبے سے طلا بن جاؤ گے

نیستی ہستی خالص ہے ہوس ہے گر تمہیں
خاک ہو جاؤ تو خود ہی کیمیا بن جاؤ گے

اے جناب عشق بیماری مری خود آپ ہو
رفتہ رفتہ آپ ہی میری دوا بن جاؤ گے

برق دیدار الٰہی سے ملو گے تم اگر
آنکھ میں ہر ملک کے توتیا بن جاؤ گے

بادشاہوں سے کہو تسلیم یہ دولت ہے وہ
گر ملے تم کو نصیبوں سے گدا بن جاؤ گے

ولہ

کیا قہر ہے ناز ستم انداز میں اُن کے
اللہ کی قدرت ہے چھپی ناز میں اُن کے

ہے اور کرشمہ ستم ناز میں اُن کے
حیرت ہے مسیحا کو بھی اعجاز میں اُن کے

ہنستے ہیں اُدھر ہیں تو اُدھر روتی ہیں آنکھیں
کیا جانئے کیا بات ہے انداز میں اُن کے

آنکھیں ملک الموت ہوں لب ہیں مسیحا
آتا نظر انجام ہے آغاز میں اُن کے

یک بات میں تسلیم ہو زندہ دل مردہ
اعجازِ مسیحائی ہے آواز میں اُن کے

ولہ

دنیا میں کبھی دولتِ عقبیٰ نہیں ملتی
اور عالمِ عقبیٰ میں یہ دنیا نہیں ملتی

دیتا ہے تو بے مانگے زمانہ کی مرادیں
کیا میری مراد اسے مرے مولا نہیں ملتی

محشر میں جزا ہو کہ سزا عدل خدا سے
اعمال سے ملتی ہے تو بیجا نہیں ملتی

گو لاکھ کریں فکر کسی چیز کی لیکن
تقدیر سے کم اور زیادہ نہیں ملتی

ممکن نہیں تسلیم کہ وہ درد نکل جائے
جس درد سے تشخیص مسیحا نہیں ملتی

ولہ

مشتاق وہی لوگ ہیں دیدار خدا کے
سرمست جو ہیں ساغر بزمِ عرفا کے

دنیا کی حلاوت کو بہت یاد کریں گے
جنت میں وہی لوگ جو ذاکر تھے خدا کے

طب اپنی طبیبوں سے کہو طاق پہ رکھیں
بیمار محبت نہیں محتاج دوا کے

افلاک بھی گر ٹوٹ پڑیں سر پہ ہمارے
شکوے نہ کرینگے کبھی ہم اُنکی جفا کے

مرضی پہ خدا کے جو یہاں بیٹھے ہیں تسلیم
پابند وہی لوگ ہیں تسلیم و رضا کے

ولہ

حق کا ارشاد ہے تو اپنے کو پہلے پالے
بعد ہمکو کیونہی پاتے ہیں پانے والے

پاک غفلت سے تو کر دل کہ نہیں کچھ کھٹکا
جب تلک دور نہوں آنکھوں سے پھولے جالے

وہ نکلتا نہیں پھر دل مرا کیونکر نکلے
چاند کو دیکھ ہے ہالہ یہاں سر ہالے

رنج تجھسے ہے تو بے کام اسی سے تجکو
یار کو اپنے کسیطرح سے تو بہلا لے

بارش ابر ہے یا ریزشِ دریا تسلیم
ایک نالے سے جہاں بہتے ہیں صدہا نالے

ولہ

ماسوا اللہ سبب اضافی ہے
میرے صاحب کا نام کافی ہے

اشک ریزی ندامت اور توبہ
معصیت کی یہی تلافی ہے

ہم کریں جرم وہ کرے رحمت
کسقدر جرم کی معافی ہے

عفو کرنا خطا عطا کے ساتھ
مقتضائے مزاج صافی ہے

شانہ کھلتا ہے زلف سے تسلیم
شعر گوئی بھی موشگافی ہے

ولہ

راحت نہیں پایا کوئی دنیائے دنی سے
شاہوں سے فقیروں کی بھی غم بوس غنی سے

دولت ہو ریاست ہو مگر لاش کے ہمراہ
دنیا سے زیادہ نہیں جاتا کفنی سے

کیسا ہی گنہگار ہو بخشے گا وہ صاحب
پر دور رہو شرک سے اور دل شکنی سے

دو مانگنے والے کو اگر ہو تو ۔ وگرنہ
دل خوش تو کرو نرمی سے شیریں سخنی سے

دل کھلتے ہیں بیدار رہے جوں غنچے چمن میں
کھل جاتے ہیں کلی جیسے نسیم چمنی سے

ہشیار رہو نفس کے قابو سے وہ سفاک
غارت ہے کیا قافلوں کو راہ زنی سے

اللہ جو چاہے سو کرے چپ رہو تسلیم
توبہ کرو اندیشۂ مائی و منی سے

ولہ

مژگاں کی نوک اور ہے یہ تیر اور ہے
ابرو کی جھوک اور ہے شمشیر اور ہے

ہو پست یا بلند صدا کچھ نہیں جدا
بم گرچہ اور نام کو ہے زیر اور ہے

کیوں جان مارتے ہو ریاضت میں زاہد
مرنے کے آگے مرنے کی تدبیر اور ہے

نسخہ نہ لکھ طبیب یہ تپ کی دوا ہے دید
قرص تجلی اور تباشیر اور ہے

پیہم رکھے جو ہیں وہ رہیں محشر میں بھی اسیر
جولانہ اور زلف کی زنجیر اور ہے

تسلیم گرچہ اہل سخن کم نہیں مگر
صاحب دلوں کے شعر میں تاثیر اور ہے

ولہ

جو وہ نورِ احمد فخر عرب ہے
احد چالیس میں ستر میں رب ہے

احمد [illegible] حمد نور رب [illegible] — [illegible] دیکھو [illegible] حجاب [illegible]
اگر ہے شوق یک جا کر دکھائے — احد احمد میں گر تم کو عجب ہے
ادب ناحق شناسوں کا ہے بیجا — کہ احمد حق ہے رب حق یہ ادب ہے
عرب احمد سے مع کو دور کر دیکھ — احد احمد ہے یارب عرب ہے
محبت ہے رسول اللہ کی فرض — خدا سے آشنائی مستحب ہے
لبوں سے دور نام اللہ کا ہے — مگر نام محمدؐ لب بلب ہے
خدا کا رحم ہے حضرت کی رحمت — غضب حضرت کا اللہ کا غضب ہے
[illegible] احمدیت میں خلل تسلیم — ہے وحدت بس۔ اگر تجھ کو طلب ہے

ولہ

[illegible] کی [illegible] سیر کی — [illegible] دکھائی لذت طیر کی
[illegible] اللہ کا جلوہ ہی ایک — واں نہیں پردہ حرم اور دیر کی
ماسوا اللہ اور اللہ عکس و شخص — ایک ہی حالت ہے عین اور غیر کی
جوں قلم مجبور ہے کاتب کے ہاتھ — کیفیت کیا کہیے شر اور خیر کی
گر نہ ہو نقطہ۔ عدد دو تو ہیں ایک — گو ہے برزخ اور سر اور سیر کی
غیر کے لشکر کو دم میں [illegible] کر دے — ہے الا اللہ کی جب فیر کی
صلح کل سے ہو گیا تسلیم رام — نفس میں گرچہ ہے عادت بیر کی

ولہ

گر مجھے شوکت دنیا کی تمنا ہوتی — دیکھتے لوگ کہ کیا کیا مری دنیا ہوتی
جوش الفت سے جو سینہ نہ بھر آتا میرا — چشم کیوں حسرت طغیانی دریا ہوتی
محو ہوتا نہ اگر تشنہ برق دیدار — چشم مردم کی نہ منزل گہ [illegible] ہوتی
طرفۃ العین میں ہم اور ہی کچھ ہو جاتے — ماسوا اللہ سے اگر فکر [illegible] ہوتی

ترا بعد و نگی مری بیگانوں میں گنی گنتی　　مجکو تسلیم اگر خواہش عقبےٰ ہوتی

ولہ

جب سنتے ہیں فریاد مری پر نہیں سنتے　　سنتے بھی ہیں تو کان لگا کر نہیں سنتے
جب کہتا ہوں دلبر مری کہو مگر نہیں سنتے　　کہتے ہیں کہ دلبر ہیں تو دل بھر نہیں سنتے
دزدیدہ دلی سے کبھی کہنے کو ہمارا　　رو کر نہیں سنتے کبھی ہنسکر نہیں سنتے
حکام جو اسوقت ہیں وہ بندۂ زر ہیں　　محتاجوں کی فریاد بھی بے زر نہیں سنتے
وہ سب کی سنا کرتے ہیں تسلیم ہماری　　سنتے نہیں جو کچھ تو سمجھکر نہیں سنتے

ولہ

دل تڑپتا ہے دلربا کے لئے　　جیسا گرمی زدہ ہوا کے لئے
بد دعا سے گلے سے باز آؤ　　ہے زباں شکر اور دعا کیلئے
رات دن کرو دعا کہ دستِ دعا　　ہے سپر نیزۂ قضا کے لئے
ہوں خطا وار یا رسول اللہ　　رحم فرمائیے خدا کے لئے
کام آئیگا آخرت میں ہی　　کام خالص جو ہے خدا کے لئے
مال کیا مفت ہے اگر دیدے　　آشنا جان آشنا کے لئے
بے ریا ہو گناہ کر تسلیم　　پر عبادت نہ کر ریا کے لئے

ولہ

خدا کو فکر ہے خود اپنے کارخانے کی　　ہم اپنی فکر میں یا کریں زمانے کی
خدا کا شکر وہ دریا سے پار اترے ہم　　خبر اڑی تھی ابھی جسکے پور آنے کی
یہ چکنی چپڑی باتوں سے باز آؤ تم　　کرو تو فکر کرو دوستی نبھانے کی
ہمارے قابو میں افسوس گر اجل ہوتی　ف　تو فکر کرتے تجھے جو ایسے پہلے جانے کی
مگر سنا ہوں کہ الموت بغتۃً یأتی　　اگر یہ ہو فکر تو کب نیکی کے کمانے کی

دیکھنے میں دیکھنے میں فرق ہے
دید کے عالم کا عالم اور ہے

فی المعانی ہے سلوکِ راہِ دل
دید گرچہ اور ہے وہم اور ہے

ہے صدا ہیں فی المعانی اتفاق
ظاہر از یر اور گو بم اور ہے

ہیں مشبہ گرچہ ابرو اور ہلال
لیک یہ خم اور وہ خم اور ہے

ہے سمجھ کا پھیر زہد و عشق میں
کیونکہ محرم اور محرم اور ہے

ذات کی تاثیر ساری جانئے
گو کہ تریاک اور ہے سم اور ہے

زندگی میں بندگی کے ماسوا
فکر اے تسلیم آہم اور ہے

ولہ

سرائے تن نہیں رہنے سے خالی
نہیں جب خشت اور چونے سے خالی

مثال آئینہ شفاف ہوگا
اگر ہو جائے دل کینے سے خالی

وہ خود بیں ہیں کہ جنکی پاک صورت
نہیں رہتی ہے آئینے سے خالی

یہ کب پیوند ہوگا بخیہ دوزو
مرا چاکِ جگر سینے سے خالی

جگر کو چھید کر جاتا ہی کب ہے
ترا تیرِ نظر سینے سے خالی

ہو کب تسلیم اسکو خوفِ شنبہ
نہو جو درس آدینے سے خالی

ولہ

خود بخود واقف شہادت کے ہوا اسرار سے
جو ہوا بیگانہ اپنے سے یگانہ یار سے

مانعِ توحید باری ہے خیالِ دو جہاں
غیر ممکن ہے حصولِ عینیت اغیار سے

ناقص کامل ہی۔ کامل صحبتِ کامل سے ہو
ذکر جاری تھا انا الحق کا زبانِ دار سے

جو نظر میں گم ہوا محوِ حقیقت ہو گیا
دید اپنی بھی نہیں کم یار کے دیدار سے

بے مشقت وارثِ گنجینۂ رحمت ہوا
جو بھرا دامن کو آنسو کے در شہوار سے

دلکو راحت انکی آنکھوں سے نہیں ملتی کبھی
نازبرداری نہو بیمار کی بیمار سے

کھل جائے کیونکر حال مری گلعذار کا
آمد اگر ادھر ہو نسیم بہار کی
دوران سر سے درد جگر یا ہیں غم ہجر کے
صحبت ہی ہے دلکو نہیں تاب جی کی
دنیا سے جھگڑا یار سے دید ہ رکھ کے سوا
تسلیم کچھ نہیں ہوس دنیا کی

ولہ

بتلائیں فرشتوں کو ہوا حال ہمارے
ہاتھ آئے اگر دامن تمثال ہمارے
اڑتے تھے کبھی عرش پہ اب اٹھ نہیں سکتے
کیا ہو گئے یارب وہ پر و بال ہمارے
یہاں چھپ کے گنہ کرتے ہیں اسوقت ہو کیا فکر
جب ہاتھ میں ہوں نامۂ اعمال ہمارے
بخشش کی لیاقت تری رحمت کو ہے یارب
گو قابل بخشش نہیں افعال ہمارے
یکروز میں دلبر سے رضا جوئی کا نکتہ
پوچھا تو کہا ۔ کہنے کو مت ٹال ہمارے
بے عشق کے ملنے کی جو رکھتے ہیں تمنا
پا سکتے ہیں کب بھید کو دلال ہمارے
تسلیم وہ ہوتے ہیں دعا میں سر افراز
جو سر کو کیا کرتے ہیں پامال ہمارے

ولہ

گردش کو آسماں کے نہ دیر و درنگ ہے
کیا کیا کریں کہ کام بہت وقت تنگ ہے
دنیا سے دور بھاگ کہ یہ قحبۂ شریر
ہے زال دیر سالہ مگر شوخ و شنگ ہے
کھاؤ نہ کھا ڈبر نہ رکھو اعتماد نفس
خشکی میں یہ پلنگ تری میں نہنگ ہے
ہوگی اسکو صلح ہر یک نیک و بد کے ساتھ
جسکو کہ اپنے نفس سے دن رات جنگ ہے
عزلت بھلی ہے آپ بھلے آشنا بھلا
تسلیم اس زمانہ کا نقشہ دو رنگ ہے

ولہ

لے خبر جلد مسیحا میری
دیکھ حالت ہوئی ہے کیا میری
جب تلک رحم نہ آئے ان کو
بر نہیں آتی تمنا میری
نیکیاں اُن کی لینگی مجھ کو
جو بدی کرتے ہیں ہر جا میری

کون پوچھے گا دو عالم میں مجھے — [illegible] نہیں یار کو پروا میری
جب ہو صاحب کو رکا دشت پیدا — ابرو کھنچے رہی کیا میری
نہیں تسلیم مجھے اپنی خبر — کون ہوں کیا ہوں کہاں ہوں کیا میری

ولہ

مجھے کسی سے نہیں التجا خدا سے ہے — یہ آجکل سے نہیں ربط ابتدا سے ہے
قسم ہے قید دو عالم سے ہو گیا آزاد — جو پا بر شتۂ زلف رسا وفا سے ہے
دلوں سے ملتے ہیں آنکھوں سے باتیں کرتے ہیں — ظہور عشق خدا جانے کس بلا سے ہے
بھلائی اور برائی سے ہمکو کام نہیں — ہمیں تو کام فقط اپنے آشنا سے ہے
میں کسکا شکر کروں اور کروں گلا کسکا — مرا معاملہ تسلیم اور رضا سے ہے

ولہ

عشق میں بنیاد نخوت کی اکھاڑا چاہیئے — یار کے کوچہ میں اپنا پاؤں گاڑا چاہیئے
گرچہ انجام محبت راحت و آرام ہے — لیکن اول زندگی اپنی بگاڑا چاہیئے
اشک کے قاصد نے مردم کو یہ دی آکر خبر — بارگاہِ عشق کو پلکوں سے جھاڑا چاہیئے
قطرہ گوہر ہو گیا اور یافت گوہر تک رہی — رمز وحدت کا اسی نکتہ سے تاڑا چاہیئے
فصل گل کی آتی ہے تسلیم پے درپے خبر — پھر نئے سر سے گریباں اپنا پھاڑا چاہیئے

ولہ

خود شناسی [illegible] کا خدا جانے کہ رتبہ کیا ہے — طفل مکتب ہے تو زاہد ابھی سمجھا کیا ہے
ہاتھ اٹھا [illegible] ہیں تو فلک پاؤں میں نیچے آجائے — کہو زاہد سے کہ درویشوں کو سمجھا کیا ہے
ہم وہ آزاد ہیں دنیا کو بھی کردیں آزاد — لاکھ دنیا ہو تو آزادوں کو پروا کیا ہے
غنچہ باندھے ہیں قبا کے خدا خیر کرے — اس شگوفہ کا گل اب دیکھیے کھلتا کیا ہے
لن ترانی نہ زباں پر نہ ترانی لب پر — دم بخود کیوں ہیں کہو آپکا منشا کیا ہے

خارِ دل دامنِ جاناں میں تو اٹکا ہی رہا
رحم تسلیم یہ کرتے ہو جو عادت ہے خلاف

پھر کھٹک کیا ہے جو پہلو میں یہ کھٹکا کیا ہے
کوئی ظالم اور دنیا آپ نے سوچا کیا ہے

ولہ

جیتے مر جائیں تو پھر رہتا دھوکا کیا ہے
اپنی ہستی سے تو ہم آپ بدل بیٹھے ہیں
جب تم آزاد ہوئے تم کو خدا ہے کافی
دھوکے دھوکے میں ہوا کھاؤ کے غافل ہو
آج کرنا ہے سو کر لو نہ رکھو کل کی امید
حرم و دیر کی تعمیر سے زاہد اب تک
عبد اور رب کی سعیت ہے مجازی تسلیم

پیش اندیشوں کو اندیشۂ فردا کیا ہے
اے فلک ہم پہ تو آنکھوں کو بدلتا کیا ہے
خرقہ پوشو تمہیں دنیا کا بکھیڑا کیا ہے
دم کی بنیاد ہوا پر ہے بھروسا کیا ہے
زندگی تھوڑی ہے جینے کا بھروسا کیا ہے
کچھ بھی کھلتا نہیں بس یار کا نقشا کیا ہے
دائرہ ہو تو دقی اور تدلا کیا ہے

ولہ

ہم میں تو ہے خلل یہی وہ ہے تو ہے عمل یہی
باغ یہی ہے گل یہی تاک یہی ہے مل یہی
مہرِ سکوت لب پہ ہو دل کی نظر ادب پہ ہو
تم سے ملا دو لیم کو دیکھو دل سلیم کو

نقش ہے بے بدل یہی ذات سے مستقل یہی
جزو یہی ہے کل یہی دشت یہی جبل یہی
چشم صفائی رب پہ ہے جا بجا ہے اجل یہی
چہرہ پہ کھینچ کر ہم کو غافل [illegible] یہی

ولہ

جلوہ ہر اک شے کا دنیا میں برلے دید ہے
پہلے صورت یار کی ہو بعد اپنی آنکھ میں
بعد مرنے کے سوا حسرت کے کچھ حاصل نہیں
دید کے خنجر سے میں مارا گیا تو کیا ہوا
دید سے دید اور دل سے دل لگا یکدن کبھی

عالم دنیا نہیں [illegible] سراسر دید ہے
ابتدائی دید وہ یہ انتہائے دید ہے
جب تک انساں میں دم ہے بس بقا دید ہے
دید میں سے آشنا کی خوں بہانے دید ہے
پھر حلاوت پر حلاوت ما و راے دید ہے

آدمی ہے دید باقی پوست مولانا کا قول
ہے کچھ قید تو مجھ پہ ماتجرلست و پوست ہے

جس طرف دیکھو نظر آتی ہے صورت یار کی
دیا [illegible] ہے جب سے [illegible] [illegible]

ولہ

دوش نازانہ اتر بام سے آتے آتے
ہو گئی [illegible] نام سے آتے آتے

ابتدائے سفر اچھا تھا پر انجام میں ہم
آگئے تنگ [illegible] سے آتے آتے

اے نسیم چمن آنا ہو ادھر جب تیرا
ملتے [illegible] نامہ کا قاصد سے آتے آتے

وقت آنے کے جو کہلائے ظلوم و جہول
نامزد ہو گئے کس نام سے آتے آتے

ابھی تسلیم ہوا کھائے نہ تھی دنیا کی
ہوئے بدنام ہیں کس نام سے آتے آتے

ولہ

راستہ بند ہے تو جسکو کہلا جانتا ہے
ٹھہر یا اے دل دیوانہ تو کیا جانتا ہے

گرچہ ہر ایک عبادت میں تلاوت مگر
ذکر میں ہے جو مزہ دل ہی مرا جانتا ہے

کام آتی نہیں تقدیر کے آگے تدبیر
گرچہ ہر شخص بھلا اور برا جانتا ہے

رمز سے قرب فرائض کے وہی ہے آگاہ
جو کوئی شیوہ تسلیم و رضا جانتا ہے

گل و بلبل میں جو پیغام ہیں مخفی مخفی
جانتا کون ہے جو پیک صبا جانتا ہے

وہ جس دل میں نہیں عشق کی بو باس ہے
دل پر درد محبت کا مزا جانتا ہے

ذکر دل بند کیا منہ میں زباں کو میری
قدر اس ذکر کی تسلیم خدا جانتا ہے

ولہ

منہ سے دل کی الٰہی خبر دے مجھے
دیکھوں جلوہ ترا وہ نظر دے مجھے

نہیں جنت کے محلوں سے مجکو غرض
اپنے کوچہ میں چھوٹا سا گھر دے مجھے

نفس غالب ہے یارب نہتا ہوں میں
دم کی شمشیر دل کی سپر دے مجھے

ترے کوچہ میں اے نخلبند ازل
طیر کرتا رہوں ایسے پر دے مجھے

میں ہوں تسلیم تیری رضا میں ہوں
خود سے بیخود الٰہی تو کردے مجھے

ولہ

جسطرح رکھے مجکو مرے یار کی مرضی
میں کچھ نہیں کہتا مرے دلدار کی مرضی

پرہیز میں تشخیص میں دارو میں دوا میں
حکمت کے موافق نہیں بیمار کی مرضی

ظاہر نہ کرو عیب کسیکا کہ برا ہے
پوشیدہ رکھو ہے یہی ستار کی مرضی

رحمت یہی کہتی ہے کہ میں تیرے لئے ہوں
توبہ یہ جب آتی ہے گنہگار کی مرضی

تسلیم زباں بند کرو کچھ نہ کہو تم
چاہے سو کرے ۔ مالک و مختار کی مرضی

ولہ

اللہ کے دیوانوں کو دنیا نہیں بھاتی
دنیا نہیں بھاتی نہیں عقبےٰ نہیں بھاتی

جنت کی حکایت ہو کہ دنیا کی شکایت
بے ذکر ترے ۔ اے مرے مولا نہیں بھاتی

ہو درد ترا دل میں سرے اور زیادہ
صحت مجھے اے مرے مسیحا نہیں بھاتی

دنیا میں ترے در کے فقیروں کو الٰہی
دولت کی حکومت کی تمنا نہیں بھاتی

آنکھوں میں تصور میں سوا برزخ جاناں
تسلیم کوئی صورت زیبا نہیں بھاتی

ولہ

نہ بستی مجکو بھاتی ہے نہ خوش ویرانہ آتا ہے
مجھے جب یاد حسن صورت جانانہ آتا ہے

نہ شرماؤ تم آجاؤ مرے دلمیں کھلے دل سے
یہ گھر محفوظ ہے کوئی نہ یاں بیگانہ آتا ہے

تجلی رخ دلبر پہ یوں گرتا ہے دل میرا
کہ جیسے شمع پر اڑتا ہوا پروانہ آتا ہے

سرفراز ستایش یوں ہو دل اہل نسبت کا
کہ سر خوش بزم میں اور رزم میں دیوانہ آتا ہے

ہماری بزم میں تسلیم ہے آنکھوں کی اور دل کی
نہیں آتی صراحی اور نہ یاں پیمانہ آتا ہے

ولہ

مشیت جو کرتا ہے کر جائیگی
مگر مجھپہ الزام دھر جائیگی

جو اب بھی نہ غفلت سے باز آوگے
گلہ روسیاہی کا کرتے ہو کیا
نہیں سہل کچھ دید بازی کا کھیل
قیامت میں بخشش خدا عاصیو
فرشتے تو کیا آشناؤں کے پاس
یہ ہے دید کی جاے دیکھا کرو
گئی عمر کا ذکر کرتے ہو کیا
ظہور اسکا تسلیم دیکھا کرو

یوہی عمر سب بے خبر جائیگی
گناہونکی شامت کدھر جائیگی
نظر تیز ہے کام کر جائے گی
اگر جائیگی چشم تر جائیگی
اجل آئیگی تو بھی مر جائیگی
کہ دیکھے نہ دیکھے گذر جائیگی
جو باقی ہے وہ بھی گذر جائیگی
جہاں تک تمھاری نظر جائیگی

ولہ

کسقدر شفاف ہیں آنکھون کا جوہر دیکھئے
ایک ظاہر سو مظاہر پر نظر درکار ہے
جاں فشانی گر طلب میں ہے تو یک نکتہ سنو
رحمتِ حق ہے ندامت حالت مافات پر
پاک بازونکی کسافت میں لطافت ور ہے
دیکھئے تسلیم ہے سب ذات باری کا اثر

اور اسی جوہر میں تابان حسن دلبر دیکھئے
جلوہ گر یک صفا خانہ ہے گھر گھر دیکھئے
جسکو باہر ڈھونڈتے ہو اُسکو اندر دیکھئے
عاصیو ہر قطرۂ آنسو ہے گوہر دیکھئے
تن مکدر ہو تو کیا دل ہے منور دیکھئے
صورت آبادِ فنا میں خیر یا شر دیکھئے

ولہ

جب ترا دھیان مجکو آتا ہے
دلکے ہاتوں میں عشق کی مہندی
طائر دل کو اے مرے صیاد
کبھی غائب ہے اور کبھی حاضر
دیکھتے جاؤ دیکھتے جاؤ

دل میں تو ہی مرے سماتا ہے
وہ رنگیلا مرا جماتا ہے
دام کاکل میں کیوں پھنساتا ہے
یوں رولاتا ہے یوں ہنساتا ہے
یار کیا کیا مزے بتاتا ہے

وصل کی کر ہے ہوس شوق سے دلھن بنجا
موت سے خوف نہ کر دیکھ نرا ہے آگئے

مظہر گل ہے چمن مظہر نغمہ بلبل
بوئے گل بن کے ہے اور باد صبا بن کے آگئے

جذبہ عشق کہ ہے حسن کی رونق جس سے
میرے سینہ میں اثر اس کا بھی بسا ہے آگئے

خاکساری میں بشر تو ہے بلندی بیشک
دانہ فانی ہو تو کیا نشو و نما ہے آگئے

ہم جب آئے تھے بقا پیچھے تھی آگے تھی فنا
اب فنا پیچھے ہے تسلیم بقا ہے آگئے

ولہ

دیتے نہیں لیتے ہو غضب ہے تو یہی ہے
دل اپنا مری جان عجب ہے تو یہی ہے

دل لیتے ہیں آنکھوں سے تبسم سے لٹک سے
انداز ہے اغماض ہے چھب ہے تو یہی ہے

اللہ سے خیر اور شر اپنے سے سمجھنا
تہذیب یہی اور ادب ہے تو یہی ہے

رخسار کو اور زلف کو دکھلا کے وہ بولا
دن ہے تو یہی دیکھئے شب ہے تو یہی ہے

بیمار محبت سے کہو دل سے یہ لو تم
ہاں میرے مسیحا کا مطب ہے تو یہی ہے

وہ فاعل مختار ہے مجبور ہے عالم
ہر شے میں عیاں جلوہ رب ہے تو یہی ہے

اللہ سے اللہ کے طالب ہیں خدا دوست
خواہش ہے یہی اور طلب ہے تو یہی ہے

وہ نور خدا اور ہیں سب نور سے اُن کے
سلطان عجم اور عرب ہے تو یہی ہے

ہر حال میں ذکر اسکا ہے فکر اسی کی
تسلیم سفر الی الرب ہے تو یہی ہے

ولہ

جو اپنے دل کو ذات کا مظہر بنائیں گے
قالب کو اسکے جلوہ کا پیکر بنائیں گے

سینہ کو ہم تجلی سے خاور بنائیں گے
اور دل کو رشک نیر اکبر بنائیں گے

ہم سے نہ ہو درست کبھی کار و بار دل
خود ہی بنائیں گے تو وہ بہتر بنائیں گے

بوٹی سے دم کے دید کی آتش دم میں ہم
بے کیمیا کے مس کو ابھی زر بنائیں گے

بستر کو زیر مشق بنائی ہے لاغری
عاشق رگوں کو رشتہ مسطر بنائیں گے

[illegible] نہ یار سے [illegible] گفتگو مجھے
[illegible] آتی ہے [illegible] مجھے

دن رات ملنے کی ہے آرزو مجھے — آتا نہیں نظر وہ مہِ ماہ رو مجھے
دل نے کہا کہ حسن پرستی کے شوق میں — بدنام کی تو اسے نظر فتنہ جو مجھے
ستر ہزار پردوں سے بو یاد میں آتی ہے — منظور نگاہ سے گلِ عارض کی بو مجھے
بلبل نظر ہی کرے اسے غافل الوجود — ہے تیرے لب سے رغبت وصل کو مجھے
مجبور ہوں ادا نہ مختار نشر شر — کرتی رہی ہوس کشا ہے دل جستجو مجھے
تسلیم جلد خونِ جگر کی شراب دے — آتی ہے دل سے طائرِ بریاں کی بو مجھے

ولہ

خوش اخلاقی سے انساں کو شرف ہے — کہ بد عادت بشر کا ناخلف ہے
دل آزاری سے باز آ اے ستمگر — کہ آہِ نیم شب تیرِ ہدف ہے
زمیں کا عکس ہے جیسے قمر میں — جبینِ یار ماہِ بے کلف ہے
ہے جوشِ گریہ رشکِ ابرِ نیساں — گہر آنسو ہے اور دیدہ صدف ہے

ولہ

اگرچہ لشکرِ حرص و ہوا پیرامنِ دل ہے — مگر حصنِ حصینِ ذکرِ مولا امنِ دل ہے
طبیعت کو کبھی فرحت بھی کو صحت روح کو راحت — ہوا فردوس کی ہے یا ہوا دامنِ دل ہے
کبھی آمد ہے حوروں کی کبھی نورِ الٰہی کی — درِ جنت کشادہ یا کشادہ روزنِ دل ہے
عجب کیا ہے کہ ہو گی رفتہ رفتہ طور کیفیت — ادھر برقِ تجلی اور ادھر یہ خرمنِ دل ہے
حفاظت چاہیے دیدار دھر کی پاسبانی سے — کہ بے قابو ہوا و حرص و دنیا رہزنِ دل ہے
سکونت اہلِ دل کی کیوں نہ ہو فرشِ تجلی پر — کہ قصرِ جلوۂ نورِ الٰہی مسکنِ دل ہے

غزل خوانی وحدت میں ہو کیونکر نغمہ آرائی
زباں تسلیم کی جب عندلیب گلشن دل ہے

ولہ

جان ملجائے تو جاناں مل جائے
جو نہیں درد جو ریحاں مل جائے

خوش نصیبی ہے جو غم میں تیرے
چشم گریاں دل بریاں مل جائے

اللہ اللہ ہے خوشی کا وہ دن
میزباں ہے جو یہ مہماں مل جائے

درد دل کا نہ کروں گا شکوہ
گر مجھے دید کا درماں مل جائے

عین راحت ہے نظر کو تسلیم
یار کا گر لب خنداں مل جائے

ولہ

عاشقوں کو رات دن فریاد و زاری چاہیے
صورت سیماب دل کو بیقراری چاہیے

صحبت خوب گراں ہی سر حلاوت کے لئے
حالت مستی میں بھی کچھ ہوشیاری چاہیے

نقش حق نزدیک دل کے ہے تو کچھ حکمت ہے
شاہ کے در پر بندھا کتا شکاری چاہیے

آئینہ بر شئے ہے لیکن یہ بازی کے لئے
دل ہمارا چاہیے صورت تمہاری چاہیے

گر نہو حفظ مراتب ہی میاں کم ظرفی بڑی
عشق میں بھی آدمی کو بردباری چاہیے

یہ دل دیوانہ رشتہ سے نہو گا پائے بند
سخت مستی ہے اسے زنجیر بھاری چاہیے

فکر کے تو ہاتھ میں کلک تصور طالبو
لوح دل پر گر تمہیں صورت نگاری چاہیے

گر نہو تا نفس امارہ نہو تا طے سلوک
دور منزل ہے مسافر کو سواری چاہیے

منفعل کرتی ہے مستی نفس کی تسلیم کو
تا نہو بیخود کہ ظرف پردہ داری چاہیے

ولہ
ناتمام

کثرت ہے فقط وحدت عینی کی اضافت
گلزار میں گلبرگ ہے گلبرگ میں بو ہے

سب عین ہے تسلیم نہیں غیر کوئی شے
حق تو ہے یہی فرق نہ ایں سر ہو ہے

میں کہوں ہیں۔ تو کہے میں۔ ہے تحیر کا مقام
میں بھی تو اور وہ بھی تو یہ سالکوں کا ہے طریق
جلوہ صورت کا نظر آتا نہیں بے ذکر ہو
دل لگا کر ہو گیا مجبور تا قید حیات
موت ہستی کے لئے ہے نیستی سے در گذر
گر کریں مجبور جنت کے لئے تسلیم کو

کام انساں کا دوئی میں ایجاد کیونکر بنے
ورنہ سو بجز زاہد و یکتا [illegible] کیونکر بنے
گر نہ ہو صیقل تو آئینہ صفا کیونکر بنے
دیکھئے انکی جفا میری وفا کیونکر بنے
عالم فانی میں اسباب فنا کیونکر بنے
میری اور دلدار کی [illegible] کیونکر بنے

**ولہ**

ابروے یار تیغ قاتل ہے
کیوں نہ ہو دل کا حال مجنوں سا
دیکھ سر پر اجل کھڑی ہے وہ
آتش ارتباط دنیا سے
چل مسافر قدم اٹھا جلدی
تار زلف سیاہ اے تسلیم

دل مرا جس سے رشک بسمل ہے
حسن لیلے ہے دیدہ محمل ہے
کس بھروسہ پہ [illegible] ہے
آخر کار داغ [illegible] ہے
دو گھڑی دن ہے دور منزل ہے
رشتہ پائے طائر دل ہے

**ولہ**

ہر چند کہ سب جمع رفو گر ہوں جہاں کے
بھولے نہ پھلے۔ بلکہ جہاں سے ہوے آزاد
ہے طرفہ تحیر کہ دو جانب کی کشش میں
تسلیم یہیں تو کا تماشا ہے۔ و گرنہ

زخم دل آشفتہ نہ کھائے کبھی ٹانکے
ہم سایہ طلب جب سے ہیں اس سرو رواں کے
افسوس ہے ہم نہ یہاں کے نہ وہاں کے
سب جلوہ گری اسکی ہے ہم کون کہاں کے

**ولہ**

حسن راکب ہے جگر شبدیز ہے
کیوں نہ چھد جائے کف پائے جگر

خار پہلو عشق کا مہمیز ہے
نوک خار موسے مژگاں تیز ہے

دامنِ دیدہ ہوا رشکِ شفق
نسخۂ وعدہ اثر بخشے نہ کیوں
مسکنِ تسلیم صحرا کیوں نہ ہو

جب غربالِ جگر خوں ریز ہے
ماسوا اللہ سے اگر پرہیز ہے
عشق کا جب فتنہ آفت خیز ہے

ولہ

جہاں تمہیں دل لگا امید تو ہر چند آساں ہے
شفق دستِ حنا آلودہ جیب کیا کہا ہے
دریدہ سوختہ کاہیدہ بستہ ریختہ خستہ
اٹھو بسم اللہ کہکر کیوں نہیں شہد سے تقتولو
چمن میں دیکھ یوسف نے کہا جاناں کی کاکل کو
ہے عاشق زہد سے معذور گرچہ ذرا دلیکن
اگرچہ سب بنی نوع بشر انساں کہاتے ہیں
تمیز ذات نہیں صفت تسلیم کیونکر ہو

پر الفت کا نبھانا موت آنا دونو یکساں ہے
حنا کا رنگ ہے یا سرخیِ خونِ شہیداں ہے
جگر ہے قلب ہے قالب ہے دم ہی مغز ہے جاں ہے
کہ جب قاتل مرا اخلاص دل سے فاتحہ خواں ہے
گھٹا کالی ہے یا مارِ سیاہ یا زلفِ پیچاں ہے
جو عشقِ پاک ہی واللہ بیشک فخرِ ایماں ہے
جو عارف ذات کا کثرت میں ہے نام اسکا انساں ہے
نظر میں جلوۂ جاناں جو ہر شے سے نمایاں ہے

ولہ

جلوہ گر آنکھوں نہیں ہر شے سے وہ حسنِ ازل ہے
عشق سے عاشق کو زاہد کو طاعت سے ہے شوق
عاشقوں کے حال پر مت عیب کر اے مردہ دل
دل کی بیماری کی کب تشخیص ہو سمجھے طبیب
کیوں نہ پہنچیں منزلِ مقصود کو تسلیم ہم

دیکھ لے صورت کو جب آئینہ بے زنگار ہے
ہر کوئی مطلب کا اپنے اس جگہ ہشیار ہے
آنکھ گر سوتی ہے کیا نقصان دل بیدار ہے
درد و حیرت سے مسیحا جب یہاں بیمار ہے
جب مجازی سے حقیقت کا مرا درکار ہے

ولہ

اندیشہ کچھے آفتِ افلاک سے کب ہے
[illegible] اٹھا دیدۂ دل سے

حافظ مرا جب عرصۂ دارین میں رب ہے
دلدار کے دیدار کی گر تجکو طلب ہے

ہے راحت دنیا سبب حسرت و افسوس — انجام غم دار فنا عین طرب ہے
ہے خیر بھی اور شر بھی حقیقت میں اسی سے — عاصی جو کہاتا ہوں فقط حسن ادب ہے
تسلیم تجھے آفت کونین سے کیا غم — حامی ترا جب شاہ عجم اور عرب ہے

ولہ

گر آج مرا باعث عیش و طرب آئے — کیونکر نہ تسلی پہ دل مضطرب آئے
اے مرگ تجھے زندگی خضر دکھا دوں — مجھ پاس اگر میرا مسیحا لقب آئے
محتاج نہ ہو عزت و توقیر کا زنہار — دنیا میں جسے ہاتھ نصاب ادب آئے
دکھلا دوں گریباں سحر رشک سے صد چاک — گر آج کے دن یار کے ملنے کی شب آئے
دھوکے میں قیامت کے اٹھیں قبر سے اموات — جنبش میں گر اس رشک مسیحا کا لب آئے
زاہد متوقع ہے قیامت میں خدا کا — عارف کو ہر اک شے سے نظر نور رب آئے
ہستی کا سر انجام کچھ ایسا نہیں تسلیم — جب ہم ہوں روانہ وہ ہمارے عقب آئے

ولہ

آنکھیں ہیں مری سرخ تری گلبدنی سے — جینا مرا سونا ہے تری سیم تنی سے
تسکین جگر ہو جو ملے جرعۂ بوسہ — اس تشنہ لب ہجر کو چاہ ذقنی سے
میں ناوک مژگاں کا نشانہ ہوں شب و روز — کیوں لخت جگر کٹتے ہیں ہیرے کی کنی سے
لب سرخ زیادہ ہیں قسم خون جگر کی — یاقوت سے مرجاں سے عقیق یمنی سے
ہے تیرے تبسم سے جگر غیرت لالہ — اور دل ہے مرا غنچہ تری کم سخنی سے
آدم ہوا بالائے ملائک بتواضع — شیطاں ہوا مردود خدا کبر و منی سے
ہر چند ہے تسلیم نظر خیر پہ لیکن — باز آئے شر انگیز کہاں راہزنی سے

ولہ

معرفت میں گر تجھے حاصل شعور یار ہے
جان تن میں دیکھ تو کیا کیا فتور یار ہے

یافت ناممکن ہے گو ہر جا یہ حاضر ہے مگر
انقلاب خاک خاکی میں ظہور یار ہے

کیوں نہ ہو روشن شبستان دل عارف یہاں
حسن کے مشکوٰۃ میں تاباں جو نور یار ہے

عارفو جب دور ہو دل سے حجاب غیریت
ہر جگہ ہر شے میں ہر ساعت حضور یار ہے

زاہدوں کے طعن سے تسلیم مت اندیشہ کر
یہ بنا اصلی جو ہے عین غرور یار ہے

ولہ

جسکے سینہ میں محبت کا بھرا سوز رہے
رات دن آفت فرقت سے غم اندوز رہے

غم نہیں خنجر ابرو سے اگر ہو زخمی
نوک جب ناوک مژگاں کی جگر دوز رہے

کیوں نہ ہو غیرت خورشید دل شوق آگیں
ذرہ ذرہ سے اگر معرفت اندوز رہے

فکر کر وصل کی ہستی پہ نہ بھول اے عاشق
جب تلک یار کا چہرہ نظر افروز رہے

ہے تمنا یہی تسلیم کے دل کی جاناں
روبرو آپ کی تصویر شب و روز رہے

ولہ

جب سامنے آنکھوں کے دلآرام نہ ہووے
جنت میں بھی دل کو کبھی آرام نہ ہووے

آنکھوں کے قفس سے نہ اڑا طائر دل کو
تا زلف سیہ فام کہیں دام نہ ہووے

بے آرزو ہے لذت دیدار عزیزو
آشفتوں سے دنیا کا کوئی کام نہ ہووے

تو کون ہے پہچان حقیقت کو بیاں کر
حق کہنے سے ناحق کوئی بدنام نہ ہووے

تسلیم کدھر ہوش ہے روک اپنی زباں کو
یہ بھید ہے پوشیدہ کہیں عام نہ ہووے

ولہ

ہر اک معاملہ قسمت کے ساتھ ملحق ہے
جو ہونہار ہے بیشک ہے اور الحق ہے

نہ سمجھیں خوبیٔ قسمت تو اور کیا سمجھیں
کہ رنگ صورت تدبیر بس یہاں فق ہے

جو امر اسکو ہے منظور ہوئیگا درپیش
پھر اس میں دخل بشر عین شر ہے ناحق ہے

نسب اور حسب پہ نہ بھول اے ناداں
ہے عزت اسکو جو دنیا میں مرد لائق ہے
نہیں جو حصہ میں۔ تدبیر کیا کرے تسلیم
پدر پسر پہ بہر حال گرچہ اشفق ہے

ولہ

تھک گیا گرچہ ہوں نہیں عشق کی شبدیزی سے
پر ہوں ناچار ترے حسن کی مہمیزی سے
رشکِ بسمل ہوں تڑپتا ہوں فدا ہوں لیکن
باز آتا ہی نہیں قاتل مرا خوں ریزی سے
ظلمتِ جرم کو گر دور کیا چاہتا ہے
دھو نہ ہاتھ اپنا یہ دھوکے میں سحر خیزی سے
دیدۂ تر کو تصور ہو لبِ لعل کا جب
آگ پانی میں بھڑکتی ہے عجب تیزی سے
نقش ہوا رہے گو مہر سے تسلیم مگر
ہاتھ اٹھاتا نہیں ظالم ستم انگیزی سے

ولہ

اللہ اللہ جلوۂ وحدت ہی صورت پیر کی
اللہ اللہ رونقِ کثرت ہی صورت پیر کی
برزخِ جامع ہے جب مجموعۂ ذات و صفت
حق رسول اللہ کی صورت ہے صورت پیر کی
پیر کا عاشق ہے عاشق کبریائے پاک کا
ہے شبہ اللہ کی الفت ہی الفت پیر کی
پیر کے پردہ میں ہے تسلیم نورِ ذاتِ حق
دیکھ وجہ اللہ کی رویت ہے رویت پیر کی

ولہ

نظر جب سے قتیلِ خنجرِ ابروے دلبر ہے
برنگِ بسمل بیتاب بے تابی جگر پر ہے
اٹھا کے قفلِ خموشی اسے کلیدِ مرحمت لب ہے
کہ مثل حلقۂ در سر بسر سر تیرے در پر ہے
نہو یکرنگ جبتک۔ دانش و بینش ہے گمراہی
حریم دلربا جب دل ہے چشم تر بھی منظر ہے
اگر ہے شوق منزل کا یہ نکتہ یاد رکھ سالک
محبت شاہ راہِ کشورِ خلاقِ اکبر ہے
چمن سے اے صبا آئی ہے بوے دلربا مجکو
ترے دامن میں شاید نکہتِ زلفِ معنبر ہے
نہ پروا زاہد و جنت کی ہے نے خوف دوزخ کا
محبت میں ہمیں آسایش کا بس برابر ہے
نہیں تسلیم اندیشہ کسی سے راہِ الفت میں
اگر ڈر ہے تو دلکو آشنا کے بیچ کا ڈر ہے

ولہ

بے ترے مجھکو دو عالم کی تمنا کب ہے
درد اس دل کا واقف تو مرا ہی رب ہے

ایک ذرہ بھی اگر مجھسے ہو غفلت تمکو
مرمٹی شیدائی عالم کا تماشا جب ہے

صبح ہوتی نہیں یارب میں کروں کیا تدبیر
یہ شب ہجر ہے۔ یا روز جزا کی شب ہے

کیا کروں ہجر ترے دیکھے نہیں دلکو آرام
گرچہ اسباب تسلی کا مہیا سب ہے

اندنوں یار کے رک جانے سے ناحق تسلیم
بیقراری دل نالاں کو بہت بیڈھب ہے

ولہ

یار کے رکنے سے دم رکتا ہے سینے میں مجھے
کچھ حلاوت نظر آتی نہیں جینے میں مجھے

بلبل و شبنم و گل کی نہیں پروا مجھکو
بوئے گل آتی ہے جاناں کے پسینے میں مجھے

یار محفل میں نہیں لطف ہو پھر کیا ساقی
کچھ نہیں عذر مئے لعل کے پینے میں مجھے

مبتلا ہی رہا ویرانۂ ہستی میں مگر
جوہر ذات ملا دل کے دفینے میں مجھے

ہے تمنا یہی تسلیم کی تجھسے یارب
مرے محبوب سے پہنچا تو مدینے میں مجھے

ولہ

درد دل کی کوئی دوا کہیے
یا مسیحا کا کچھ پتا کہیے

رشک سیماب غیرت بسمل
دل محزون کو ہے بجا کہیے

راہ میں دل کے عشق صادق کو
حق کی منزل کا پیشوا کہیے

ق

جب گیا پاس یوں ہوا ارشاد
کیا ارادہ ہے آپ کا کہیے

میں نے کی عرض بس ہوئے صاحب
حال دل کا پھر اور کیا کہیے

بولے کب مفت ہاتھ آتا ہے
اور کئی دن خدا خدا کہیے

یوں تو رونا ہے عمر بھر تسلیم
خیر کچھ ذکر آشنا کہیے

ولہ

پیدا جو نہ ہوتے تو یہ آفت بھی نہ ہوتی
گر حسن نہ ہوتا تو شرارت بھی نہ ہوتی
ہے جسم کے دیکھا نہ کوئی جان کی صورت
فرد و مل میں اگر ترکیب جز و ہوتا
ہے آفت فرقت نہ ہو سامانِ ملاقات
تسلیم دوئی سے ہے تماشائے جہات

دنیا میں کسی سے کہیں الفت بھی نہ ہوتی
ہوتا نہ اگر عشق تو وحشت بھی نہ ہوتی
ہوتی نہ کثافت تو لطافت بھی نہ ہوتی
آدم کو زمانہ میں خلافت بھی نہ ہوتی
تکلیف نہ ہوتی تو فراغت بھی نہ ہوتی
گر شکر نہ ہوتا تو شکایت بھی نہ ہوتی

وله

خدا کسی کو کسی ساتھ مبتلا نہ کرے
شگفتہ نکہت کاکل جو دل کو کرتی ہے
ستم ہو یا ہو کرم چھوڑ مت درِ دلبر
دعا سے اہل دعا کو نہ ہو گریز کبھی
نہ ہوگا اپنے سے تسلیم وہ کبھی واقف

اگر کرے تو کرے پھر کبھی جدا نہ کرے
چمن کے ساتھ بھی شاید کبھی صبا نہ کرے
کرے گا کون اگر رحم آشنا نہ کرے
مگر جو اہل رضا ہے کبھی دعا نہ کرے
جہاں میں پاس انفاس کا کیا نہ کرے

وله

مائل مری ہر چند حسینوں پہ نظر ہے
کیا کس سے کہوں سوزشِ باطن کی حقیقت
ہے جلوۂ حسن رخ دلدار حقیقی
تسلیم کروں دل کو نہ کیوں سر و چراغاں

پردہ ہمہ رقیباں [illegible] نظر ہے
ظاہر نہیں گو سنگ کے سینہ میں شرر ہے
دیکھے نہ کبھی غیر کو عارف جو بشر ہے
جب یار کی صورت کا مری آنکھوں میں گھر ہے

وله

جب نہیں حسن کا آنکھوں میں تماشا باقی
ہو نہ زنجیر سے بھی میرے جنوں کی تدبیر
بیخود ہو نہ توکل میں وہ انسان کامل

زندگی میں مری پھر اور رہا کیا باقی
سر میں جب تک ہے تری زلف کا سودا باقی
جب تلک لمس میں ہے خواہش ذرا باقی

میکشِ بزم میں جب ساقیِ گلفام نہیں
نذرِ دل ہو گیا ساغر ہو گیا پر ہے ابتک
گرچہ آزاد تعلق سے ہوا ہیں بالکل

کیا کریں لیکے ہے گو ساغر و مینا باقی
قرضخوایانِ محبت کا تقاضا باقی
پر ہے دیدار کی تسلیم تمنا باقی

ولہ

گو مجھے الفتِ رسمی ہے جہانیں سب سے
پر جو تجھ پر ہوں فدا اور ہی کچھ مطلب ہے
سرخ رنگی ہے چمن کی طپش افزائے جنوں
آشنا دیدۂ خونبار ہے جب سے لب سے
نقطِ آنسو سے مقدر ہوا دانہ پانی
مرغِ دل دامِ محبت میں پھنسا ہے جب سے
پا بہ زنجیر کیا چاہتی ہے شاید مجھکو
یاد آتی ہے بہت کاکلِ پیچاں شب سے
گر حسد نفس سے جبتک ہے جدائی سالک
کیا کرے خنگِ عمر راکب ہو جدا مرکب سے
مدعا ہر دو جہاں کا ہوا حاصل تسلیم
چھوڑ دنیا کو جو دل اپنا لگا یا رب سے

ولہ

دل کسیکی چوٹ کھایا ہے نگاہِ تیز سے
سامنا باندھی ہیں آنکھیں حسنِ آفت خیز سے
بوئے الفت جن مزاجوں میں نہیں مشک انکو ہو
ہے معطر مغز میرا زلفِ عنبر بیز سے
جب شفا ہے اختیارِ شافیِ مطلق طبیب
دق بناتا کیوں ہے تو بیمار کو پرہیز سے
ترکِ عادت کے سوا عاجز ہے ہو نفسِ بد
تیز رو اکثر ہوا شہب کو جیسے مہمیز سے
ہوتی ہے تسلیم اکثر اہلِ الفت پر عیاں
قدرِ جوشِ عشق تیرے شعرِ تر گلریز سے

ولہ

حسن آتے ہی حسینوں کو غرور آتا ہے
صاف ہر چند ہوں پر دلمیں فتور آتا ہے
بے دوئی کے نہیں یکتائی کی کچھ قدر کبھی
حسن ہوتا ہے جہاں عشق ضرور آتا ہے
گرچہ نعمت ہے محبت دلِ دانا کو مگر
بے شعوروں کو بھی یک گونہ شعور آتا ہے
دیکھ سکتا نہیں گستاخ ہوں تقصیر معاف
شرم سے آتا ہے جب اہلِ قصور آتا ہے

صاحب ظرف کو فقر میں بھی لذت ہے عجب — وصل سے گرچہ طبیعت پہ سرور آتا ہے
آپ ہوتے یہ بھلا میری حقیقت کیا ہے — غیب ہو جاتا ہوں جب ذکر حضور آتا ہے
ہے عجب کشتۂ دیدار کی غیرت تسلیم — آنکھ میں آتا ہی جب سرمۂ طور آتا ہے

ولہ

اگرچہ فرقت میں تہ خاک نظر ہے میری — دیکھنے کو ترے چالاک نظر ہے میری
تاب رخسار سے دل جب ہوا پانی پانی — رات دن اشک سے نمناک نظر ہے میری
آنکھ سے آنکھ ملاتے ہی کہا قاتل نے — خون سے بیچ رہو سفاک نظر ہے میری
فکرِ حسن پرستی پہ مرے اور گماں — جسطرح صاف ہے دل پاک نظر ہے میری
جب سے دل پنجۂ مژگاں میں پھنسا ہے تسلیم — جوں گریباں سحر چاک نظر ہے میری

ولہ

جب سے حاصل ہے حلاوت چشم کو دیدار کی — دیکھے آنکھوں نے ہیں پتلی سی شباہت یار کی
ہے خم قوس قزح جو جلوہ افزائے نظر — تھی ہوس شاید فلک کو ابروئے خمدار کی
نیم بسمل رہگیا تھا کشتۂ الفت مگر — رکھ لیا آبرو کے بل نے آبرو تلوار کی
بے گدازِ دل نہو سامانِ وصل آشنا — ہو قبولِ فضلِ حق اکثر دعا بیمار کی
کیا نہو گی مغفرت تسلیم سے عاصی کی بھی — حشر میں جب ہو شفاعت احمد مختار کی

ولہ

جسکی الفت کو عزیزو آزمانا چاہیئے — پہلے دل آہستہ آہستہ لگانا چاہیئے
بھوک میں فرقت کے نعمت غم کی کھانا چاہیئے — تشنگی خونِ جگر پیکر بجھانا چاہیئے
آرزومندانِ گلرو کو ہو زنجیرِ گل مدام — عاشقِ کاکل کو سنبل کا فسانا چاہیئے
ضبط کے ہاتھوں سے لازم ہے جگر کو تھامنا — یار کی آنکھوں سے جب آنکھیں ملانا چاہیئے
اپنی کوشش سے تمنا دلکی بر آتی نہیں — اسکی رحمت کا فقط ادنا بہانا چاہیئے

کعبہ و مسجد ہے گرچہ زاہدونکا سجدہ گاہ ۔ عاشقوں کو دلربا کا آستانا چاہیئے
اہل طاعت کو ہے جنت میں تمنا حور کی ۔ پر مجھے تسلیم ناز دلربا چاہیئے

ولہ

صنعت پہ جو بدیدۂ عبرت نظر کرے ۔ صنعت کو چھوڑ جانب صانع گذر کرے
ہر چند تیز حسن کی آتش جہانیں ہے ۔ کب سرد دلکو گرمی آتش اثر کرے
سالک وہی جو حفظ مراتب نگہ رکھے ۔ توشہ رہے ضرور جو کوئی سفر کرے
ہوگا نہ جرم سے وہ قیامت میں روسیاہ ۔ جسکو کہ سرخ رو یہاں خون جگر کرے
تسلیم این وآں سے کب اسکو ہو آگہی ۔ دیدار دلربا کا جسے بے خبر کرے

ولہ

تشنگی مجکو بہت شربت دیدار کی ہے ۔ آرزو شہد لب لعل شکربار کی ہے
آب آنسو سے عزیزیں بجھاؤں کب تک ۔ آگ سینہ میں بھڑکتی ہے جب آہ شرربار کی ہے
ہاتھ کا طوق گلے زلف کی زنجیر بھی ہو ۔ یہ سزا جرم محبت کے گنہگار کی ہے
پیستے دانت ہو کیوں آپ دوا کے بدلے ۔ ایک بوسہ میں شفا ہجر کے بیمار کی ہے
مقتضا ناز و ادا کا ہے نہ کھا غم تسلیم ۔ بیوفائی جو ہے یار وفادار کی ہے

ولہ

آبرو انسانکو حاصل ہو نہ کیونکر خاک سے ۔ جب حضور ذات باری ہو میسر خاک سے
خشک روئی گرچہ سیکھا ہی ستمگر خاک سے ۔ پر وفا کا بھی مجھے ہاتھ آیا جوہر خاک سے
زاہدا خالی اثر سے خاکساری کو نہ جان ۔ ریزۂ سیم و زر اکثر پاے زرگر خاک سے
جوہر صافی درون ہو گو غبار اتہام ۔ صاف تر ہوتا ہے ہر آئینہ اکثر خاک سے
بے کثافت کے نہ ہو حسن لطافت کا ظہور ۔ صنعتیں کیا کیا ہویدا ہیں اللہ اکبر خاک سے
حلم کے آگے نہیں تسلیم طاقت ظلم کی ۔ سرو ہو جاتی ہے پست گر ہو بالاتر خاک سے

کب تک بھٹکتے پھرتے رہے آرزو تجھے
تا چند ہو غذا یہ جگر کا لہو تجھے
پایا نہیں سراغ مگر اپنی ذات میں
ہر چند ہر جگہ یہ کیا جستجو تجھے
جو آفتاب جلوہ کناں دیکھتا ہوں میں
ماہی سے لیکے ماہ تک اے ماہ رو تجھے
ہے شکر صد ہزار کہ پایا ہے اپنے پاس
ناحق میں ڈھونڈتا تھا عبث سو بسو تجھے
ہر شے میں ہر جگہ میں ہر یک حال میں مدام
تسلیم دیکھتا ہے عیاں روبرو تجھے

ولہ

دل دور ہو رہا ہے شعور و حواس سے
باہر ہے یار و عارضہ پیرا قیاس سے
زاہد کو حسن سے ہے جو انکار بید لو
نعمت کا شکر کب ہوا ناسپاس سے
تسلیم عارفوں سے ملی راہِ معرفت
طالب خدا شناس ہیں خود شناس سے

ولہ

باوجودیکہ سیہ نامہ ہے اعمالوں سے
باز آتا نہیں پر نفس بد آمالوں سے
مار و عقرب ہیں بہت کہنہ مکانوں میں اکثر
دوستی حرص کو ہوتی ہے کہن سالوں سے
کیا کرے دل میں اثر وعظ نہیں جسمیں عمل
مردہ بخشا نہیں جاتا کبھی غسالوں سے
گلِ رخسار کی گر یاد میں چلا اٹھوں
سینہ بھر آئیگا بلبل کا مرے نالوں سے
ساحلِ ضبط سے گر گزرے مرا سیل سرشک
جوش ہو ابر کو دریا کو مرے نالوں سے
نفس عاجز نہ ہو سختی کے سوائے تسلیم
راہ طے ہو نہ بجز یار کے حمالوں سے

ولہ

سنبل کو اتحاد عجب ہے بہار سے
جوڑی بھری ہے یار کی پھولوں کے ہار سے
ہوتا ہے ابر کو بھی گماں آبشار کا
باندھا ہوں تار اشک مژہ دامن کے تار سے
سینہ میں اضطراب کا دریا ہے موج زن
ہے دور جب سے یار ہمارے کنار سے
گر آج ہے بہار چمن میں تو کل خزاں
بوسے رقا نہ پائیں گلِ روزگار سے

کھو دیا دل کو محبت میں عبث ارنج حصول
سچ ہے ملتا ہے تو قسمت کا لکھا ملتا ہے
ڈھونڈا اپنے کو ہی بندہ چاہیے تسلیم
صاف ہے بات کہ بندہ کو خدا ملتا ہے

ولہ

اس وجاہت سے نہ انساں کی صورت ہوتی
عارفو ذات کو گر شکل و شباہت ہوتی
حشر تک ہوتے نہ محتاج لقاء خالق
زاہدوں کو جو حسینوں سے محبت ہوتی
حکم ہوتا نہ کبھی اکرمکم اتقاکم
منحصر گرچہ نسب پہ ہی شرافت ہوتی
خودنمائی کا حسینوں کو نہ ہوتا جو خیال
نہ تو یہ لاگ ہی ہوتی نہ یہ آفت ہوتی
دل مردہ مرا تسلیم بھی ہوتا زندہ
اُن کے قامت سے اگر آج قیامت ہوتی

ولہ

دل کے ملنے سے یار ملتا ہے
تن سے آخر غبار ملتا ہے
دو جہاں سے کنارہ کرتا ہوں
یار کا جب کنار ملتا ہے
زندگی لطف سے گزرتی ہے
یار جب غمگسار ملتا ہے
عشق دم تک میاں غنیمت ہے
پھر کہاں بار بار ملتا ہے
پاس انفاس سے بہ ذکر خفی
دید دم کا شمار ملتا ہے
حسن دیتا ہے جسکو یہاں خالق
صفت دل کا شکار ملتا ہے
یار کی جیت کا مزا تسلیم
آپ اپنے کو ہار ملتا ہے

ولہ

محو تبسم جب سے ہوئی چشم یار سے
برخاستہ ہے دل مرا سب کاروبار سے
شاید کہ قتیل یار ہوا جل کے خاک آج
دامن نسیم کا جو بھرا ہے غبار سے
اے دل حجاب دور کر اور بے حجاب ہو
ہستی کا ہے ظہور فقط اعتبار سے
لیلے کا نام نجد میں لیوے اگر کوئی
باہر ہو کیا عجب تن مجنوں مزار سے

مختار کو نہ سونپوں تو تسلیم کیا کروں　　باہر ہوا ہے دل مرا جب اختیار سے

ولہ

ہر شے میں اگرچہ کہ تری جلوہ گری ہے　　پر کیا کریں غفلت سے ہمیں بے بصری ہے

ہے اپنے تلاش اسکے بڑا نقص ہے طالب　　اپنے کو سمجھنا ہی کامل نظری ہے

سمجھا ہوں سمجھتا ہوں مگر کہہ نہیں سکتا　　دیکھو تو خبرداری میں کیا بیخبری ہے

وہ ظاہر ہے باطن میں، وہ عالم کا کرم ہے　　ظاہر میں اگرچہ مجھے بے بال و پری ہے

حاضر ہے ہر حال میں صاحب کہ نہ بھولے　　انسان کی دنیا میں یہی معتبری ہے

گر عمر عبادت میں گزر جائے تو کیا ہو　　بے عشق کے افسوس یہ سب بے ہنری ہے

کثرت میں اگرچہ کہ میں مصروف ہوں تسلیم　　پر دل مرا وحدت کے سوا سب سے بری ہے

ولہ

خونِ جگر اگرچہ برنگِ شراب ہے　　پر لختِ دل بھی آتشِ غم سے کباب ہے

خوش قسمتی سے وصل کی ہاتھ آئی آرزو　　جبتک بہارِ گلشنِ عمرِ شباب ہے

اس سیم بر کے عارضِ گلگوں کو دیکھکر　　زر سے بھی زرد رنگ رخِ آفتاب ہے

دنیا سرائے فانی ہے اور ہم ہیں میہماں　　ہستی خیال و وہم ہے اور زیست خواب ہے

تسلیم عمر اپنی بہت خوف سے گزار　　محشر کے روز سب کا حساب و کتاب ہے

ولہ

تم سفر کرتے ہو کب جان کو تاب آتا ہے　　دل بیتاب بھی ہمراہ رکاب آتا ہے

جو تمنا ہے مرے دل میں دبے جاناں　　آپ کے سامنے کہنے کو حجاب آتا ہے

ہے شبِ وصل ترے ہجر کے بیماروں کو　　فرشِ مخمل پہ نہ کمخواب پہ خواب آتا ہے

نہ ہو تسلیم تو رنجیدہ کہ باوصفِ قصور　　کب تونگر کو فقیروں پہ عتاب آتا ہے

ولہ

موت کہتے ہیں جسے عین وصال حق ہے
شوق کعبہ کا ہو تسلیم کو کیونکر یارو

ژالہ جوں آب میں بس ہوا جاتا ہے
خم ابرو سر محراب [illegible] اجاتا ہے

ولہ

رضائے مولا زجملہ اولیٰ خدا کے بندوں کے واسطے ہے
کہ شکر راحت شکایت غم یہ خود پسندوں کے واسطے ہے

ادا و ناز و کرشمہ غمزہ اے حسن والو تمہیں ہے زیبا
یہ خاکساری وفا شعاری نیازمندوں کے واسطے ہے

نگاہ بازان حسن وحدت نظر میں رکھتے نہیں ہیں کثرت
کہ حسن و خوبی کی آفرینش نظر کنندوں کے واسطے ہے

خدا پرستی میں زاہدوں کو نہ وہ مزہ ہے یہ یکدہ میں
جو مئے پرستی میں لطف مستی ازل کے رندوں کے واسطے ہے

ہیں مستحقان رحمت حق گنہگاران خستہ رونق
شفا کا فکر اور دوا کی تجویز دردمندوں کے واسطے ہے

ہے نیستی میں بشر کو ہستی ہے دردمندی میں تندرستی
کہ جینا مردوں کو اور مرنا ثبوت زندوں کے واسطے ہے

جو سیر دنیا کے باغ میں ہے نصیب کیونکر ہو ہر بشر کو
جناب تسلیم لطف عبرت نگاہ بندوں کے واسطے ہے

ولہ

سمجھ کر گفتگو کیجے مزاج یار نازک ہے
بلائیں جھیل لو بلبل شیشہ پیمان پلی کو تم
فرشتو نزع کے مضراب کو نرمی سے چلنے دو

او بے دم کو لے رشتے دل الد نازک ہے
کہ ٹوٹے گا ہو [illegible] نازک ہے
رباب شوق دل [illegible] نازک ہے

کون شکوے میں اے مردم عبرت نظرو
دامن معصیت آلود کو دھونے والے

صفت برق چمکتے ہیں برستے ہیں کہاں
ہنسنے والے ہیں سبھی کون ہیں رونے والے

سب جوانی گئی غفلت میں اب آئی پیری
صبح نزدیک ہے اٹھو رات کے سونے والے

زندگی تک کبھی سونا کبھی جگنا ہے مگر
حشر تک سوتے رہیں خاک میں سونے والے

ناخدا ہیں نہ نہیں کشتی رحمت بھی نصیب
اب ہو بحر قیامت میں ڈبونے والے

دل لگی دھوکا ہے بازی میں کچھو فرصت کو
دوست دنیا کے ہیں تسلیم کھلونے والے

ولہ

کیا کیا مزے بتاتا ہے دل آجکل مجھے
اللہ نے دیا ہے دل بے بدل مجھے

دل سے زباں سے دم سے تصور ہے روز و شب
بے ذکر یار کچھ نہیں پڑتا ہے کل مجھے

بے دیکھے یار کے کبھی راضی نہونگا میں
جلنے کو لاکھ بار کہے گر اجل مجھے

آزاد ہو کے ذکر میں دیوانہ بن گیا
زنجیر ہو رہا ہیں جب نظر آیا خلل مجھے

حاضر ہوں دل کے دینے میں کیا عذر ہے مگر
پہلے تو دیجئے آپ دل اپنا بدل مجھے

قابو سے حاسد وں کی بچاتا میں اپنی جان
ہوتا یقیں موت اگر بے اجل مجھے

جب دلربا نے ہنس کے کیا بات مجھ سے کل
آیا نظر کھلا ہوا دل کا کنول مجھے

دل کو پسند آتی نہیں ورنہ چاہئے
جسمیں نہووے ذکر خدا وہ غزل مجھے

میں پھیرتا ہوں دل کے تصور سے دم کی کل
تسلیم جب سے مل گئی کلمہ کی کل مجھے

ولہ

اگر معنی ہے یا صورت حقیقت ہستی حق ہے
یہ کثرت ہستی حق ہے وہ وحدت ہستی حق ہے

حیات و قدرت و علم و ارادت ہستی حق ہے
سماعت ہستی حق ہے بصارت ہستی حق ہے

کلام حق نشان جاں زبانیں ہے دہن میں ہے
یہ نسبت ہستی حق ہے معیت ہستی حق ہے

ہے ظاہر میں تو پابندی یہ باطن میں خداوندی
یہ جلوت ہستی حق ہے یہ خلوت ہستی حق ہے

وہاں نخوت ہے نازش ہے یہاں عجز و نیاز ہے
وہ معنی ہستی حق ہے یہ صورت ہستی حق ہے

مجازی کیا حقیقی کیا سمجھ کا پھیر ہے سارا
انیت ہستی حق ہے ہُویت ہستی حق ہے

ہے جو سرِ خفی تسلیم مخفی ذاتِ انساں میں
امانت ہستی حق ہے ودیعت ہستی حق ہے

ولہ

روشِ عشق و محبت جو چلی آتی ہے
آگ دامن میں ازل ہی سے لگی آتی ہے

منہ پہ آتا ہے تو اللہ کا ذکر آتا ہے
دل میں آتی ہے تو فکر صمدی آتی ہے

دلِ بیخود کو خدا آپ ہی یاد آتا ہے
بیخودی جاتی ہے جب وہ گمیں خودی آتی ہے

نیکیاں مفت جو ملتی ہیں دعا کرتا ہوں
جنکے دل میں مرے جانب سے بدی آتی ہے

غیر جنسو نکو نہ دیکھا کبھی ہمدرد کہیں
ابر کے رونے پہ بجلی کو ہنسی آتی ہے

ذکر اور فکر میں افعال خدا سے ہر حال
باخبر ہیں وہ جنھیں بیخبری آتی ہے

دل ہمارا ہے ازل ہی سے سخن کا مخزن
جب غزل آتی ہے تسلیم نئی آتی ہے

ولہ

کسقدر شفاف ہے آنکھوں کا جوہر دیکھئے
اور اسی جوہر میں تابانِ حسنِ دلبر دیکھئے

ایک ظاہر ہے سو مظاہر پر نظر درکار ہے
جلوہ گر یک صاحبِ خانہ ہے گھر گھر دیکھئے

جانفشانی گر طلب میں ہے تو یک نکتہ سنو
جسکو باہر ڈھونڈتے ہو اسکو اندر دیکھئے

پاک باز و اس کثافت میں لطافت اور ہے
تن مکدر ہو تو کیا دل ہے منور دیکھئے

دیکھئے تسلیم ہے سب ذات باری کا اثر
صورتِ آباد و فنا میں خیر یا شر دیکھئے

ولہ

منہ پر نام اُسکا جب آیا مرا جی جانتا ہے
کیا مزا ذکر میں پایا مرا جی جانتا ہے

پاسِ انفاس کی امداد سے اللہ اللہ
آنکھوں میں جو پایا مرا جی جانتا ہے

رات کو یاد میں اللہ کی روتے روتے
آنسوؤں سے جو نہایا مرا جی جانتا ہے

سوز فرقت سے جگر نعل در آتش ہو کر
داغ پر داغ جو کھایا مرا جی جاتا ہے

میں ہوں بے کار تن میں مصروف تو ستار کیا
تری رحمت کو خدایا مرا جی جاتا ہے

جوش الفت میں جو سکتہ ہوا سر سے تا کہ
مجکو کیا کیا نظر آیا مرا جی جاتا ہے

دیکھکر پردۂ صورت میں جمال جاناں
دل سے جو نالہ اٹھایا مرا جی جاتا ہے

دل کے اندر کہ سمایا نہیں جاتا ذرہ
یار کیونکر ہے سمایا مرا جی جاتا ہے

دید اور دم کا مزہ دلکی حلاوت تسلیم
یاد میں اسکی جو پایا مرا جی جاتا ہے

ولہ

حالت آشفتہ تلاشی کی کہوں میں کس سے
لاکھ پہلو مرا یکدل ہے تو لوٹوں میں کس سے

عاشقی میں جو ہر اک شے ہے نظیر دلبر
سب میں معشوق نظر باز رہوں میں کس سے

ایک صورت کے ہیں سب سیکڑوں صورت والے
کسکو دیکھوں کسے چاہوں ملوں میں کس سے

دل یہ کہتا ہے کہ دل چاہنے والے ہیں سبھی
ہے جہاں جلوۂ حسن کہوں میں کس سے

ہنسنے والو نہیں میں روتا ہوا آیا تسلیم
رونے والوں میں جاتا ہوں ہنسوں میں کس سے

ولہ

خبر رکھی نہ پاؤں کی نہ سر کی
یونہی سب زندگی میں نے بسر کی

عجب کچھ زرگری ہے سیمبر کی
کہ بے قیمت ہوئی دولت نظر کی

ہے خنجر نوکدار ابرو و مژگاں
انہیں عادت ہے کیا تیر و تبر کی

وطن ہے دشت اور بے خانماں ہو
محبت انکی ہے دل میں گھر کی

میں اپنے میں ہوں اور اپنے سے باہر
خبر انکی مجھے یوں بے خبر کی

ہوس شاہی کی اوروں کو مبارک
مجھے بس ہے گدائی تیرے در کی

نہیں تسلیم ہستی کا بھروسہ
سمجھ لو وہ عوض ہے دو پہر کی

ولہ

زندگی موت ہے یادِ خدا انساں کی
ہو خبر جبکہ ہو جاں تن سے جدا انساں کی

ذاکر اللہ کے مرتے نہیں اللہ اللہ
ذکر وہ شے ہے کہ ٹلتی ہے قضا انساں کی

کسقدر ذکر میں ملتی ہے حلاوت دل کو
روح جب فکر کرے پاتی ہے مزا انساں کی

ذکر اسوقت تغافل سے جگا دیتا ہے
نزع میں ہوش ہو گی جو بجا انساں کی

زور سے عرشِ معلےٰ کو ہلا دیتی ہے
ذکرِ حق میں جو نکلتی ہے صدا انساں کی

عالمِ قرب میں رہ جاتے ہیں اڑتے اڑتے
گر فرشتوں کے لگے پر کو ہوا انساں کی

بدلے یک جان کے سو جان نیا دیتا ہے
ذکر میں ہوتی ہے گر جان فدا انساں کی

زندگی حور جزا ذکر کی منظور جسے ہو
حشر میں دیکھو ہو گی جو جزا انساں کی

ذکر تسلیم وہ دولت ہے کہ پڑھتے پڑھتے
اوج عزت کو بڑھاتا ہے خدا انساں کی

## ولہ

نقابِ شب ہے یا مدن صبح پیدا ہونے والی ہے
جوانی جانیوالی ہے ضعیفی آنے والی ہے

سفیدی تن اسن یا دیباغِ عمر میں سمجھ
ضعیفی موت کے پیغام کو پہنچانے والی ہے

ہم اپنی زندگی میں لاکھ سلجھاتے رہیں لیکن گیا
ہوائے موت زلفِ عمر کو الجھانے والی ہے

یہ تن میں میہماں آئی ہے آخر چھوڑ کر تن کو
پلٹ کر روح پھر اپنے وطن کو جانیوالی ہے

چلی آتی ہیں موجیں سخت طوفاں ہے بپا ان کا
اسی دریا میں کشتی عمر کی بہ جانیوالی ہے

بلندی ہو تو کیا دیوار ہستی کی ہے بے پایہ
کہ سیلاب فنا سے ایک دن گر جانیوالی ہے

یہاں کا کارخانہ گو یہاں رہ جائیگا سب کچھ
مگر یہ نیکی عمل کی قبر میں ساتھ آنیوالی ہے

لے آئی ہے عدم سے زندگی جسطرح دنیا میں
فرشتہ ملک عدم پھر روح کو لیجانیوالی ہے

اگر اللہ نے دلکو ذری بھی لاگ ہو جائے
غزل تسلیم کی البتہ دل بہلانیوالی ہے

## ولہ

[illegible]

کہ بیخودی اور خودی میں سالکا زوال بھی ہے ...ال بھی ہے

سلوک جب تک نہو وے کامل نہیں تسلی ذرا بھی حاصل
کہ سالکوں کو ہر ایک دم میں فراق بھی ہے وصال بھی ہے

تجلیوں میں بوجہ یکتائی ہوں مرتا کبھی ہوں جیتا
کہ جیسے مہتاب کو ہمیشہ زوال بھی ہے کمال بھی ہے

کلیم و سامع جو آپ تھا وہ کہا الست اور کہا بلیٰ وہ
بہ نقشِ کثرت برنگِ وحدت جواب بھی ہے سوال بھی ہے

کروں میں کیا وصل میں تعلی طپش کبھی ہے کبھی تسلی
ہے دل میں خوف و رجا کہ اس جا جلال بھی ہے جمال بھی ہے

خدا شناسی و خودشناسی جہاں میں زاہد سے آشنائی
کہ عینیت او غیریت ... بھی ہے محال بھی ہے

کبھی ہے ناقص کبھی ہے کامل کبھی کنارے کبھی مقابل
عجب ہے تسلیم حالتِ دل کہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

ولہ

زلفوں کی مغز سے کبھی خوشبو نہ جائیگی
مر جائیں بھی تو خواہشِ گیسو نہ جائیگی

زلفِ سیاہ بس گئی چشمِ سیاہ میں
باہر مری نظر سے سر مو نہ جائیگی

جائینگی دل سے نزع میں کل خواہشیں مگر
لے ارزوئے وصل کبھی تو نہ جائیگی

کافوری اڑے گی ہوا کھا کے بوئے عطر
پر آپ کے پسینہ کی خوشبو نہ جائیگی

جنت میں بھی تمہاری شباہت کی روشنی
میری نظر سے اے مرے مہرو نہ جائیگی

سلکِ گہر سے قول گو تسلیم کی غزل
تحسینِ دل سے بیش ترازو نہ جائیگی

ولہ

یہ دو پردے بھی اٹھ سکتے نہیں ہیں اپنی ہمت سے
تو مجبوری سے میرے دل پہ یک عالم طپش کا ہے

ہے کرتا دل کی تحسین میں تامل نفس امّارہ
نہ موقع نفس امّارہ پہ دل کو سرزنش کا ہے

نہ پھر جا اپنے جادے سے نہ بے پروا طلب میں ہو
کہ جادہ لاابالی دلبر شیریں منش کا ہے

خدا کو جان اپنی پیشتر مرنے کے دے ڈالو
اگر تسلیم تم کو شوق کچھ داد و دہش کا ہے

## ولہ

رجعت جو نہایت کو ہدایت کیطرف ہے
کثرت کا سفر کشور وحدت کیطرف ہے

عارف ہیں جو عارف کا عروج از رہ توبہ
ہر چند نہ دل اسکا شہادت کیطرف ہے

جبتک ہے یہ زہد اور یہ طاعت یہ عبادت
زاہد تو ابھی اپنی جہالت کیطرف ہے

ہے لطف کہ مصروف لطافت ہے مرا دل
رخ نفس کا ہر چند کثافت کیطرف ہے

جس دن سے کھلا عقدۂ توحید ہے تسلیم
دل شکر کے جانب نہ شکایت کیطرف ہے

## ولہ

سب ملتے ہیں دنیا میں محبت نہیں ملتی
ہر ایک طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی

یا ہوں تو میں آہ ابھی اپنے کو مٹاؤں
ہر کام میں دل کے مجھے فرصت نہیں ملتی

ہیں گرچہ دو عالم میں بہت اہل شباہت
لیکن مرے جاناں کی شباہت نہیں ملتی

تنور قفس سے نہ بپا ہو کہیں طوفاں
صیاد سے رونے کی اجازت نہیں ملتی

آئینہ ہے بے جوہر اگر لاکھ صفا ہو
صورت تجھے اپنی کبھی صورت نہیں ملتی

جبتلک کہ تشر نفس کی صحبت کو نچھوڑے
تسلیم خدا و الونکی صحبت نہیں ملتی

ولہ

دشمنی - دشمنی دکھاتی ہے
دوستی - دوستی نبھاتی ہے

یاد آتا ہے گلبدن میرا
جب چمن میں بہار آتی ہے

آئیں وہ یا نہ آئیں پر کل سے
اُڑتی اُڑتی خبر تو آتی ہے

دیدہ بر راہ شوق ہوں مگر
دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے

سر دم چشم شوق سے کہدو
سوتے فتنوں کو کیوں جگاتی ہے

شوخ چشمی تری نگاہوں کی — ق
آنکھ سے آنکھ جب لڑاتی ہے

دیکھتے دیکھتے برنگ ہوا
وحشت آتی ہے عقل جاتی ہے

عاقبت کے خراب کرنے کو
لت اسی بیخودی کی آتی ہے

یاد میں اس کے دل نہیں لگتا
کیا پریشاں دلی ستاتی ہے

گالیاں کہانا اور دعا دینا
یہ بھی صاحبو نکی چہاتی ہے

یاد آتی ہے زلف کی خوشبو
جب نسیم بہار آتی ہے

اندنوں آسماں کی نیرنگی — ق
کیا تماشے نئے بتاتی ہے

کل جو کہاتا تھا شیرمال کباب
آج محتاج یک چپاتی ہے

اور لب نان کا جو تھا بھوکا
دولت اسکو نمر سے چکہاتی ہے

چلو تسلیم چھوڑ دو باتیں
بیخودی آپکو بلاتی ہے

ولہ

دل جو بے پروا ہے دنیا سے وہی آزاد ہے
جب ہوا آزاد پھر اسکے خدا کی یاد ہے

جبھہ سائی میں بنا تو کیا لا داغ ربا
زاہد و محسن تمہاری سعی بربادشہ

جسکو کہتے ہیں فنا اور جسکو کہتے ہیں بقا
وہ خودی کی یاد ہے اور یہ خدا کی یاد ہے

صورت آبادِ دو عالم حرفِ بے معنی نہیں
پر وہی سمجھا ہے جسکو اسکا مطلب یاد ہے

جس چمن میں نغمہ آرائی تھی کل تسلیم آج
شور ہے غل ہے نکلتا ہے نالہ و فریاد ہے

ولہ

موت سے پہلے ہی دنیا سے گزرنا چاہیئے
سست جینا چاہیئے تنہا دھرنا چاہیئے

راہ سے انفاس کے واقف ہے عرش اور فرش تک
سالکوں کو رات دن چڑھنا اترنا چاہیئے

منزل آگے سخت ہے ربط اور عادت کیلئے
پہلی منزل میں مقام البتہ کرنا چاہیئے

تیغ سیدھی صاف ہے خنجر کا پہلو ہے برا
نفس او سفاک ہے نزدیک ڈرنا چاہیئے

سیر و طیر روح ذکر و فکر سے ہے رات دن
ہم وہ طائر ہیں کہ ہمکو بال و پر نا چاہیئے

عاصیو بازارِ رحمت کے اگر ہو مشتری
موتیوں سے اشک کے دامن کو بھرنا چاہیئے

چاہتے ہو تم اگر تسلیم رونق روح کی
وسوسوں سے دل کو پہلے پاک کرنا چاہیئے

ولہ

جب قاصدِ صبا نے خبر دی بہار کی
کیا خوشدلی ہے دیکھو قفس میں ہزار کی

دنیا سے سیر ہو کے کریں فکرِ عاقبت
پر کیا امید زندگیِ مستعار کی

جس دن سے دل کے ہاتھ میں مضراب دید ہے
سنتا ہوں گھر حق میں صدا دم کے تار کی

دیتا ہے نیک و بد کے نتیجہ سے آگہی
کیا بات ہے عزیز دلِ ہوشیار کی

تسلیم تو طریقۂ خلوت در انجمن
منظور گر ہے تمکو خوشی اپنے یار کی

ولہ

دل بیدل سرا اُس حسن بے صورت کا مائل ہے
کہ صورت صورتِ آئینہ حیرت سے مقابل ہے

پہنچنا منزل مقصود کو پھر کچھ نہیں مشکل
خدا کے راستہ میں گر سفر کا شوق کامل ہے

الجھ کر کس طرح سے ہو پریشاں [illegible]
[illegible] شیرازۂ جمعیت دل ہے

کسافت کچھ لطافت ہے بدل دو دید میں جلوہ
اگر [illegible] ناقص ہے گریبان روح کا [illegible]

خدا کی راہ دل سے سوجھ اے تسلیم ہمت کر
دو عالم جس میں پیدا ہے وہ پیدا عالم دل ہے

ولہ

ہیں ور اُس فرقتِ علو شان کی ہوس حیرت ہے
مور کو ملکِ سلیماں کی ہوس حیرت ہے

بے بصیرت کے بصارت پہ تنجر کب تک
کیا ان آنکھوں کو رخِ بتاں کی ہوس حیرت ہے

گھونگھٹ سے ہوا و سے نہ سنبھلنے پائے
لے کتاں پھر رخِ تاباں کی ہوس حیرت ہے

شعرِ عشق سے جبتک نہ ہو گرمی پیدا
طالبِ سینۂ سوزاں کی ہوس حیرت ہے

بے محبت کے طلب بوالہوسی ہے تسلیم
لاگ جبتک نہ ہو جاناں کی ہوس حیرت ہے

ولہ

ہوا سفر کی ہے ناموافق وطن کو چلنے کی فکر کیجئے
اداس منزل ہے دل ہے بیدل یہ گھر بدلنے کی فکر کیجئے

زمین گِل آلود ہے یہاں کی بجا ہے لغزش ہے مہماں کی
خوشی خوشی سے چلو تو آسے اگر سنبھلنے کی فکر کیجئے

بلا ہے دنیائے دوں کی الفت نہیں یہ الفت ہے بلکہ کلفت
نہیں یہ ہستی مقامِ فرحت جو دل بہلنے کی فکر کیجئے

اگر ہو عاصی کرو تلافی طلب خدا سے کرو معافی
گناہ گارو ہے توبہ کافی نہ ہاتھ ملنے کی فکر کیجئے

نہالِ دل ہے جو سبز و خوشتر ہوا ہے گرچہ بہار آور
نہ پھولو تسلیم پھولنے پر ابھی تو پھلنے کی فکر کیجئے

ولہ

وصل کی تھی جو بس تمنا میری
بن گئی غیب سے ہوا میری

وہ ملا مجھ سے میں ملا جس سے
وہ کہاں بخت میں کہاں میری

میں کمال ادب سے پیش آیا
خیریت پوچھا دلربا میری

دل لگی کی جو باتیں موقع کی
میں سنا اسکی وہ سنا میری

## مطلع دوم

کہا میں نے کہ التجا میری
تم سنو گے - کہا بلا میری

کہا میں وائے خوبی قسمت
تم تو سنتے تھے بارہا میری

کہا سن لونگا - میں کہا پھر کب
کہا سن لے اگر خدا میری

میں کہا گر خدا اسنے نہ سنے
کہا اتنا زبان ہے کیا میری

کہا میں ہاں - کہا نہیں لیکن
یار وہ بات ہے جدا میری

کہا میں نے کہ کچھ تو فرماؤ
کہا سنو بات آشنا میری

نہیں وہ بات کہنے سننے کی
رہ گئی جی میں رہ گئی میری

کہا میں کیوں - کہا ادھر تو آ
دیکھتا سب ہے رو نما میری

پاس بٹھلایا اور یہ مجھ سے کہا
نبض رہتی ہے بجھ رہی یا میری

ابتو تو آپ ہی سمجھ لے گا
ہے خطا تیری یا خطا میری

بولا منھ کھول میں نے کھول دیا
یوں تسلی سنو کیا میری

یعنی تھوڑی سے رکھکے منھ میں نبات
کہا اب بات سن ذرا میری

کھول منھ میں کہو مزا کیا ہے
ہوش باتوں میں کھو دیا میری

میں کہا مصری میٹھی میٹھی ہے
بات یہ سن کے ہنس دیا میری

پھر کہا کیا مزا ہے میٹھے کا
نہ رہی ہوش پھر بجا میری

| | |
|---|---|
| کہا میں نے کہ کچھ نہیں سکتا | کہا تیری زباں ہے یا میری |
| میں بھی ایسا ہی کچھ نہیں سکتا | کچھ تو بجا ہے یا بجا میری |
| میں کہا سچ ہے آپ کا کہنا | کہا اب تو سمجھ گیا میری |
| منہ مرا بند ہو گیا ورنہ | کی معترق مجھے حیا میری |
| میں بھی اپنا طبیب ہوں تسلیم | درد میرا ہے اور دوا میری |

ولہ

نہیں ہیں خاکیو ہم خاک کی صورت کے دیوانے
ہے پردہ میں کوئی صورت تو ہیں صورت کے دیوانے

تماشا دیکھتے ہیں صورتوں میں حسن والوں کے
کسی صورت تمہارے حسنِ بے صورت کے دیوانے

کسیکو دیر اور کعبہ کسیکو ہم کو حق بس ہے
نہ ہم مذہب کے دیوانے نہ ہم ملت کے دیوانے

کوئی مسجد کا دیوانہ کوئی محراب ابرو کو
یہ قد قامت کے دیوانے وہ قد قامت کے دیوانے

معطل تا صفت قدرت نہ ہوگا یہ قیامت ہیں
مسمی اشتباہ الوہ ہیں رحمت کے دیوانے

خوشی ہو یا غم ہیں تنہا ہر حسرت میں بہر صورت
نظر بازی میں رہتے ہیں تری صورت کے دیوانے

ہے کتنا فرق یارب عارفوں میں زہد والوں میں
یہ دیوانے ترے وہ ہیں تری جنت کے دیوانے

کسی حالت میں ہوں بر میکدہ میں دیدبازی کے

ہمیشہ مست رہتے ہیں مئے الفت کے دیوانے
تجلّی قادرِ مطلق کی تم دیکھا کرو ہر دم
اگر تسلیم ہو اللہ کی قدرت کے دیوانے

ولہ

مرا جب سے دل ذاکرِ اسمِ ہو ہے
نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہیں میں تو ہے
اگر جستجو ہے تری جستجو ہے
اگر آرزو ہے تری آرزو ہے
مرے سر میں سودا ہے الفت کا لوگو
محبت کی یاد آ رہی گفتگو ہے
بہانہ ہے صورت پرستی کے یارب
تجھے دیکھنے کی مجھے آرزو ہے
وہ اوّل وہ آخر وہ باطن وہ ظاہر
اگر آنکھ ہے دیکھ لو روبرو ہے
ہوں نزدیک یا دور پر مثلِ سایہ
ترے ساتھ میں ہوں مرے ساتھ تو ہے
رہے یا رب نزع میں دید بازی
یہی مدّعا ہے یہی آرزو ہے
ق
تو اوروں کو دے دین و دنیا کہ مجھکو
نہ یہ آرزو ہے نہ وہ آرزو ہے
مگر آرزو ہے تو تیری ہے مجھکو
کہ دنیا بھی تو اور عقبےٰ بھی تو ہے
بچا میں نہ دریا میں تر دامنی سے
ترے ہاتھ تسلیم کی آبرو ہے

ولہ

اے مسیحا دل مرا بیمار ہے
آرزوئے شربتِ دیدار ہے
میں ہوں وہ منصور میرے واسطے
زلف کی پھانسی ہے مژگاں دار ہے
گر ہوا کا رخ پلٹ جائے اِدھر
پھر تو اس دریا سے بیڑا پار ہے
گلرخانِ سروقد کا ہے ہجوم
آج کوچہ یار کا گلزار ہے
خیر و شر میں ہے تجلّی یار کی
پر یہاں چشمِ ادب درکار ہے
ہو نوا قبل آن ہو تو اس جگہ
زندگی سے رنج بھی بیزار ہے

| عالم دنیا نہیں تسلیم یہ | دیکھو تو اللہ کا دربار ہے |
| --- | --- |

ولہ

تمام [illegible] ایک حق ہے یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
باطن بھی اور ظاہر دونوں ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
لب پر ہے ذکر اور جی میں تفکر آنکھوں میں تصویر دل میں تصور
پیدا و پنہاں خفی و جلی ہے یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
حسن حقیقی [illegible] صاحب کی سب ہے سب کارسازی
ارنی قدیم اور کوئی نبی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
حسن اور غمزہ [illegible] جلوہ کی آتش عشق اور الفت کی سوزش کی آتش
بجلی کی [illegible] اور کہیں دب رہی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
قہر و جفا میں مہر و وفا میں - [illegible] ادا میں غم میں بلا میں
وحشت کہیں اور کہیں دل لگی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
طالب ہے دل اور مطلوب دلبر - کیا کیا بہانے ہیں اللہ اکبر
وہ مدعا ہے یہ مدعی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
تسلیم جانان کی پیاری شباہت - یہ وہ ہے جسکا اپنی شباہت
دل میں بسی اور نظر میں بسی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

ولہ

بہلی ہے دنیا میں عشق بازی ولا حقیقی ہو یا مجازی
کہ حسن والوں سے دید بازی - ہے راہ باطن کی چارہ سازی
ادھر ہنسی ناز و لا ابالی - ادھر نیاز اور زار نالی
نہیں ہے مطلب سے وہ خو خالی - کہ حسن راکب ہے دید تازی

اگرچہ تم ہم ہیں جسم اور جان - مگر تساوی نہیں ہے شایاں
نیاز زیبا ہے ہمکو جاناں - تمھیں سزاوار بے نیازی

اگر ہو سنتے خدا کی باتیں - تو چھوڑ دو تم ریا کی باتیں
اگر یہی ہیں ہوا کی باتیں - کرینگے ہم بھی زمانہ سازی

اگر محبت کا بھید پاتے - تو کیوں دلیلوں سے پیش آتے
قسم خدا کی - کبھی نہ کھاتے فریب ابلیس فخر رازی

نہیں ہے جاں کندنی کا کچھ غم - اگر نکل جائے دید میں دم
جمینگے خوانِ کرم پہ جب ہم - کریگا خود میہماں نوازی

خودی میں اور بیخودی میں باہم رہی ہے تسلیم جنگ پیہم
ہیں فتح بھی، ہم شکست بھی ہم - ہمیں شہید اور ہمیں ہیں غازی

ولہ

پردہ میں ہر اک شے کے تری جلوہ گری ہے
افسوس کہ غفلت میں ہمیں بے بصری ہے
ہر دم میں ہے سیر چمن انفس و آفاق
گو طائرِ آزادی کو بے بال و پری ہے
تاثیر مری آہ کی کیا ہو گئی یارب
یہاں بے جگری ہے تو وہاں بے خبری ہے
آتش مرے سینہ میں ہے ہونیں تر و تازہ
باطن میں خزاں سرخ ہے ظاہر میں ہری ہے
تسلیم ہو بیدار کہ تارہ نکل آیا
شب گزری ابھی سوتے ہو کیا بے خبری ہے

ولہ

صاحب کو بھول جانا دنیا نہیں تو کیا ہے
غیروں سے دل لگانا دنیا نہیں تو کیا ہے
غفلت میں عمر کھونا نیکی سے ہاتھ دھونا
بے یاد پینا کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے
مالِ حرام لینا جو نفس مانگے دینا
پاک اپنے کو کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے
دولت کے غم میں مرنا انصاف سے گزرنا
حقدار کو ستانا دنیا نہیں تو کیا ہے

رغبت رہی کجی سے نفرت ہو راستی سے
نفسانیت بڑھانا دنیا نہیں تو کیا ہے

لہو و لعب میں رہنا باطل زباں سے کہنا
حق بات کو چھپانا دنیا نہیں تو کیا ہے

تسلیم غور کیجے کچھ فکر اور کیجے
غم زندگی کا کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے

ولہ

مرے دلربا کا بہانہ نیا ہے
بہانہ نیا کارخانہ نیا ہے

عجب بھید ہے دائرہ میں قیام کے
نئے لوگ ہیں اور زمانہ نیا ہے

برائی میں بھی میں خدا کو نہ بھولا
کہا نفس یہ تازیانہ نیا ہے

لگی کہنے مشاطۂ عقل یارب
یہ کاکل نئے ہیں یہ شانہ نیا ہے

ق

کہا جلوۂ دلبرانہ کہیں ہے
کہیں جادۂ عاشقانہ نیا ہے

جب آئی یہ قالب میں آزردہ ہو کر
کہی روح یہ تو ٹھکانا نیا ہے

ندا آئی دیکھ اس سفر کی حلاوت
کہ صحبت نئی آب و دانہ نیا ہے

نہیں بلبل ازل کے چمن کا ہوں لیکن
یہ گلشن نیا آشیانہ نیا ہے

یہ محفل ہے وحدت کی آئے ہو آؤ
ترانہ نیا شادیانہ نیا ہے

نہیں شخص اور عکس تسلیم حادث
مگر آئینہ درمیانہ نیا ہے

ولہ

چشمۂ دل جو محبت میں ابل جاتا ہے
پانی آنکھوں کے دہانہ سے نکل جاتا ہے

صاف سینہ کی کدورت نہیں چھپتی ہرگز
دل بدل جاتے ہی چہرہ بھی بدل جاتا ہے

جائے بیڈھب ہے سنبھل کر بھی چلیں تو کب تک
پاؤں البتہ گلابہ میں پھسل جاتا ہے

لاکھ آفت ہو بلا ہو نہیں کرتے شکوہ
جنکا دل ذکر الٰہی میں بہل جاتا ہے

دیکھتے دیکھتے ہوتا ہے اندھیرا تسلیم
جبکہ خورشید سر کوہ سے ڈھل جاتا ہے

ولہ

تماشائے دنیائے دوں کچھ نہیں ہے
فقط نورِ بیچوں ہے چوں کچھ نہیں ہے

بجز جلوۂ نورِ حق دو جہاں میں
دروں کچھ نہیں ہے بروں کچھ نہیں ہے

جواہر کا پتلا ہے دل کیوں نہ چاہوں
کہ یہ پیکرِ سیم گوں کچھ نہیں ہے

حقیقی مجازی غرض عشق بازی
کوئی ہو پہیلی ہے [illegible] کچھ نہیں ہے

سوا دین و دنیا کے مانگا تو بولا
فقط میں ہوں کیا تجھکو [illegible] کچھ نہیں ہے

سوا روح کے دل کے اور تن کے جاناں
نثار آپ پر کیا کروں کچھ نہیں ہے

محبت کا سودا ہے تسلیم ازل سے
مرے سر میں جوشِ جنوں کچھ نہیں ہے

ولہ

ترے دید میں محو کر دے مجھے
میں دیکھوں تجھے وہ نظر دے مجھے

خبر مل گئی تیری مجھکو مگر
میں ہوں کون میری خبر دے مجھے

اندھیرے میں فرقت کے دل تنگ ہوں میں
ترے نور میں وصل کر [illegible] دے مجھے

کشش ہے ادھر اور کوشش ادھر
مگر روک رکھتے ہیں پردے مجھے

کروں آرزو سے دوائے وصال
الٰہی وہ دردِ جگر دے مجھے

دعائے شبی ہو مری مستجاب
اثر بخش آہِ سحر دے مجھے

کبوتر بنوں اور گلی میں تری
میں اڑتا پھروں ایسے پر دے مجھے

ہے کیا بھید سینہ میں تسلیم کے
خبر لے دل بے خبر دے مجھے

ولہ

آئینہ وجودِ خدا کائنات ہے
عینِ صفت ہے ذات صفت عینِ ذات ہے

وہ موت ہے کہ جسکو سمجھتے ہیں ہم حیات
اور موت جسکو کہتے ہیں وہ خود حیات ہے

انصاف پر نجات تمھاری ہے زاہدو
رحمت کے ساتھ اہلِ خطا کی برات ہے

ذات و صفت کا فرق مجازی ہے گفتگو
نقشِ ذاتِ قدس کے رنگِ صفات ہے

نیرنگ ہو وے نقشۂ نیرنگ دیدہیں
تسلیم حسب حال یہ آخر نکات ہے

ولہ

زندگی دل کی خدا کی یاد ہے
گر نہ ہو یاد خدا برباد ہے

حاضر و غائب خدا اسکے ہو رہو
حضرت دل کا یہی ارشاد ہے

ق

گو سراپا ہیں خطا اور نہیں ہوں
اے دلِ آشفتہ کیوں ناشاد ہے

ہیں وہی حامی کہ جسکے نور سے
انفس و آفاق کی ایجاد ہے

منحرف تسلیم ہو کر راہ سے
چاہتے ہو داد کیا بیداد ہے

ولہ

جینے میں پریشانی ہے مرنے میں مزا ہے
زلفوں کے سنورنے کا بکھرنے میں مزا ہے

جسوقت اجل آئیگی لے جائیگی لیکن
ہے موت کے ہستی سے گذرنے میں مزا ہے

تو دم کا نگہبان رہو دیکھ تماشا
خنجر ہنسنے میں حلاوت ہی اترنے مزا ہے

ہے لطف کہ دل یاد خدا میں ہے محو
اور دید کا آنکھوں کے ٹھہرنے میں مزا ہے

مجذوب ہوں گستاخ تو ہو جائیں فنا ما
سالک ہو تو اللہ سے ڈرنے میں مزا ہے

حق والوں سے حق بات کہیں عیب نہیں ہے
نادانوں کے منھ پر تو مکرنے میں مزا ہے

اندیشہ خدا بینی کا خود بینی کا تسلیم
کرنے میں مزا اور نہ کرنے میں مزا ہے

ولہ

غارت گرِ دل عاشق بیدل کی خبر لے
سیماب سی حالت ہے مرے دل کی خبر لے

اے قیس تو لیلےٰ کو کہاں ڈھونڈ رہا ہے
سن بات مری پہلے تو محمل کی خبر لے

ہے شخص جہاں عکس ہے پر پہلے تو تسلیم
صیقل سے صفائی ہے سنجل کی خبر لے

ولہ

خدا ہی سب سے اچھا اور خدا کی ذات اچھی ہے
بشر گو جزو ہے پر فکرِ کلیات اچھی ہے

اگرچہ لا الٰہ اور الا اللہ کہتے ہیں
نہ بہانے کا بہانہ ہے اگر انصاف دیکھو
طبق میں آنکھ کے رکھکر میں لایا ہوں یہ جان و دل
اگر ہے دھوپ کا اندیشہ اور گرمی سے ڈرتے ہو

مگر گل کے لئے اثبات کی اثبات اچھی ہے
تمھاری بات اچھی یا ہماری بات اچھی ہے
قبول اسکو کرو جاناں کہ یہ سوغات اچھی ہے
مسافر کے لئے تسلیم پچھلی رات اچھی ہے

ولہ

خود بخود عشق کا سودا ہے یہ سر میں میرے
یاد ہر دم مجھے آتا ہے مسیحا میرا
فضل کا اور کرم کا ہے بھروسہ مجکو
دوست جو مجکو ستاتا ہے تو شکوہ کیا ہے
مدتوں سے میں جسے ڈھونڈ رہا تھا تسلیم

آتش دید سے گرمی ہے جگر میں میرے
کسقدر درد محبت ہے جگر میں میرے
توشۂ راہ نہیں گرچہ سفر میں میرے
کچھ نہ کچھ نفع ہے البتہ ضرر میں میرے
اللہ اللہ وہ مجھے مل گیا گھر میں میرے

ولہ

خدا والوں کی الفت میں رہا کرتے ہیں دل والے
خدا کے آشناؤں سے نہ کیونکر آشنائی ہو
خطا انکی عطا ہے اور عبادت انکی عصیاں ہے
نہ بگڑے کھیل قدرت کا نہ دوزخ کی خرابی ہو
مگر باطن سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں
ہمیشہ کھاتے پیتے جاگتے سوتے بیٹھتے اٹھتے
تجلی ذات کی جب جلوہ گر تسلیم ہوتی ہے

خودی کی قید سے دلکو رہا کرتے ہیں دل والے
کہ غیروں کو بھی اپنا آشنا کرتے ہیں دل والے
جو کرتے ہیں نہیں بیجا بجا کرتے ہیں دل والے
رموز دل اشارہ میں ادا کرتے ہیں دل والے
اگرچہ ظاہر اسکی سنا کرتے ہیں دل والے
زبان روح سے ذکر خدا کرتے ہیں دل والے
خدا پر جان کو اپنی فدا کرتے ہیں دل والے

ولہ

نمونہ ذات کا انسان ہے باقی نمائش ہے
ہے ناقص جوہر صورت مگر آئینۂ دل میں

تن انسان میں یک جان ہے باقی نمائش ہے
جو کچھ ہے آبرو ایمان ہے باقی نمائش ہے

نہیں موقوف صورت پر کہ ہر اک دل ہو دیوانہ
حسینوں میں فقط یک آن ہی باقی نمائش ہے

بشر مردہ ہے خواہ عابد ہو یا زاہد مگر جس میں
خدا کی آشنائی جان ہے باقی نمائش ہے

اگر تسلیم ہے چشمِ بصیرت غور سے دیکھو
بشر کیا ہے۔ خدا کی شان ہی باقی نمائش ہے

ولہ

آج تقدیر سے گر یار کی آمد ہو جائے
آرزو ہے کہ زباں صرفِ خوشامد ہو جائے

چھوڑ دوں چلمنِ مژگاں کو چھپا لوں دل میں
یار گر آنکھوں کے کمرہ میں برآمد ہو جائے

بیخودی میں نظر آئیگا خدا کا جلوہ
دل اگر ساقیا مستِ مئے سرمد ہو جائے

دید وا دید میں گر روح مری ہو تحلیل
کیا عجب روضۂ رضواں مری مرقد ہو جائے

کثرتِ ذکر سے گر دلکو ہو راحت تسلیم
روح دنیا کے تعلق سے مجرد ہو جائے

شکر ہے آج کہ میں ہوں مرا دلدار بھی ہے
لطفِ گفتار بھی ہے لذتِ دیدار بھی ہے

آشنائی میں بھی عاشق کو ادب ہے درکار
یار دلدار بھی ہے اور دل آزار بھی ہے

حق بناحق جو سزا دیتے ہیں غیر انکی خوشی
ذکر کیوں کرتے ہیں منصور بھی ہے دار بھی ہے

تیز پرواز نہ ہو جائے ادب ہے بلبل
یہ چمن وہ ہے کہ یہاں گل بھی ہے اور خار بھی ہے

مطمئن دل نہیں ہوتا کہ زباں پر اُن کی
کبھی انکار بھی ہے اور کبھی اقرار بھی ہے

یہ وہ آزار نہیں ہے کہ کروں فکرِ علاج
دل مسیحا بھی ہے دارو بھی ہے بیمار بھی ہے

جب تلک تن میں ہے دم نغمہ میں ہوں اے تسلیم
سازِ دل چھیڑ تو مضراب بھی ہے تار بھی ہے

ولہ

دل میں جب برقِ تجلی خدا آتی ہے
راحت افزائی کو جنت کی ہوا آتی ہے

بیخودی آتی ہے اور دل سے خودی جاتی ہے
مغز میں اِنّی انا اللہ کی صدا آتی ہے

بلبلو سو نہ رہو آگیا پچھلا پہرا
اب نسیمِ سحری غنچہ کشا آتی ہے

اگرچہ لا الٰہ اور الا اللہ کہتے ہیں
نہ بہانے کا بہانہ ہے اگر انصاف سے دیکھو
جلیق میں آنکھ کے رکھکر میں لایا ہوں یہ جان و دل
اگر ہے دھوپ کا اندیشہ اور گرمی سے ڈرتے ہو

نگر گل کے لئے ابیات کی اثبات اچھی ہے
تمھاری بات اچھی یا ہماری بات اچھی ہے
قبول اسکو کرو جاناں کہ یہ سوغات اچھی ہے
مسافر کے لئے تسلیم پچھلی رات اچھی ہے

ولہ

خود بخود عشق کا سودا ہے یہ سر میں میرے
یاد ہر دم مجھے آتا ہے مسیحا میرا
فضل کا اور کرم کا ہے بھروسہ مجکو
دوست جو مجکو ستاتا ہے تو شکوہ کیا ہے
مدتوں سے میں جسے ڈھونڈ رہا تھا تسلیم

آتش وید سے گرمی ہے جگر میں میرے
کسقدر درد محبت ہے جگر میں میرے
توشۂ راہ نہیں گرچہ سفر میں میرے
کچھ نہ کچھ نفع ہے البتہ ضرر میں میرے
اللہ اللہ وہ مجھے مل گیا گھر میں میرے

ولہ

خدا والوں کی الفت میں رہا کرتے ہیں دلوالے
خدا کے آشناؤں سے نہ کیونکر آشنائی ہو
خطا انکی عطا ہے اور عبادت انکی عصیاں ہے
نہ بگڑے کھیل قدرت کا نہ دوزخ کی خرابی ہو
مگر باطن سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں
ہمیشہ کھاتے پیتے جاگتے سوتے بیٹھتے اٹھتے
تجلی ذات کی جب جلوہ گر تسلیم ہوتی ہے

خودی کی قید سے دلکو رہا کرتے ہیں دلوالے
کہ غیروں کو بھی اپنا آشنا کرتے ہیں دلوالے
جو کرتے ہیں نہیں بیجا بجا کرتے ہیں دلوالے
رموز دل اشارہ میں ادا کرتے ہیں دلوالے
اگرچہ ظاہرا سبکی ثنا کرتے ہیں دلوالے
زبان روح سے ذکر خدا کرتے ہیں دلوالے
خدا پر جان کو اپنی فدا کرتے ہیں دلوالے

ولہ

نمونہ ذات کا انسان ہے باقی نمائش ہے
ہے ناقص جوہر صورت مگر آئینہ دل میں

تو انسان میں یک جا ہے باقی نمائش ہے
جو کچھ ہے آبرو ایمان ہے باقی نمائش ہے

نہیں موقوف صورت پر کہ ہر اک دل ہو دیوانہ
حسینوں میں فقط اک آن ہی باقی نمایش ہے

بشر مُردہ ہے خواہ عابد ہو یا زاہد مگر تن میں
خدا کی آشنائی جان ہے باقی نمایش ہے

اگر تسلیم ہے چشمِ بصیرت غور سے دیکھو
بشر کیا ہے۔ خدا کی شان ہی باقی نمایش ہے

ولہ

آج تقدیر سے گر یار کی آمد ہو جائے
آرزو ہے کہ زباں صرفِ خوشامد ہو جائے

چھوڑ دوں چلمنِ مژگاں کو چھپا لوں دل میں
یار گر آنکھوں کے کمرہ میں برآمد ہو جائے

بیخودی میں نظر آئیگا خدا کا جلوہ
دل اگر ساقیا مستِ مئے سرمد ہو جائے

دید وا دید میں گر روح مری ہو تحلیل
کیا عجب روضۂ رضواں مری مرقد ہو جائے

کثرتِ ذکر سے گر دلکو ہو راحت تسلیم
روح دنیا کے تعلق سے مجرد ہو جائے

ولہ

شکر ہے آج کہ میں محو ہوں مرا دلدار بھی ہے
لطفِ گفتار بھی ہے لذتِ دیدار بھی ہے

آشنائی میں بھی عاشق کو ادب ہے درکار
یار دلدار بھی ہے اور دل آزار بھی ہے

حق بہ ناحق جو سزا دیتے ہیں خیر انکی خوشی
دیر کیوں کرتے ہیں منصور بھی ہے دار بھی ہے

تیز پرواز نہ ہو جائے ادب ہے بلبل
یہ چمن وہ ہے کہ یہاں گل بھی ہے اور خار بھی ہے

مطمئن دل نہیں ہوتا کہ زباں پر اُن کی
کبھی انکار بھی ہے اور کبھی اقرار بھی ہے

یہ وہ آزار نہیں ہے کہ کروں فکرِ علاج
دل مسیحا بھی ہے دارو بھی ہے بیمار بھی ہے

جب تلک تن میں ہے دم مجھ میں ہے ندائے تسلیم
سازِ دل چھیڑ لو مضراب بھی ہے تار بھی ہے

ولہ

دل میں جب برقِ تجلی خدا آتی ہے
راحت افزائی کو جنت کی ہوا آتی ہے

بیخودی آتی ہے اور دل سے خودی جاتی ہے
مغز میں انی انا اللہ کی صدا آتی ہے

بلبلو شور نہ ہو آگیا پچھلا پہرا
اب نسیم سحری غنچہ کشا آتی ہے

ہیں جو دنیا کی محبت میں خدا سے غافل
ایک غضب آتا ہے جب انکی قضا آتی ہے

بیخودی ذکرِ الٰہی میں جب آتی ہے مجھے
در و دیوار سے ہُو ہُو کی صدا آتی ہے

وصل کے نسخہ کی تدبیر کرو چارہ گرو
گر تمھیں رد جدائی کی دوا آتی ہے

عشق غنچہ ہے جو جنت میں شگفتہ ہوگا
زہد گلدستہ ہے پر بوئی ریا آتی ہے

گر نہو حرفِ شفا صفحۂ قسمت میں لکھا
کچھ دوا آتی ہے کام اور نہ دعا آتی ہے

آزمایش ہے کہ مردانِ الٰہی کے لئے
غیب سے دولتِ تسلیم و رضا آتی ہے

ولہ

آج دلدار کے آنے کی خبر آئی ہے
مرحبا بادِ صبا خوشخبری لائی ہے

یہاں نہ طاعت نہ ریاضت نہ جبین فرسائی ہے
جلسہ رندوں کا ہے اور محفل صہبائی ہے

روح توحید کا جس وزنے پائی ہے خبر
میں ہوں دلدار ہے اور گوشۂ تنہائی ہے

وہ تر و تازہ ہے گلزار تجلی کی بہار
دیدۂ اہل نظر جس کا تماشائی ہے

دل لگی کی نظر آئی نہیں تصویر اگر
کیوں تمھیں رونے میں تسلیم ہنسی آئی ہے

ولہ

کشیدہ مجھسے مرا یار ہے سبب کیا ہے
رُکا ہوا مرا دلدار ہے سبب کیا ہے

سزا خطا پہ اگر ہو تو غم نہیں لیکن
وفا جفا کی سزا وار ہے سبب کیا ہے

اگر ہو غیر کا طالب عجب نہیں کہ بشر
خود اپنا طالب دیدار ہے سبب کیا ہے

خوشی سے بارِ امانت اُٹھا لئے لیکن
وہ آج تم پہ گران بار ہے سبب کیا ہے

تھا کل تلک تو وہ جلوہ کھلا کھلا تسلیم
جو آج پردہ میں دیدار ہے سبب کیا ہے

ولہ

دل آزاری تمھیں آتی ہے دلداری نہیں آتی
ستانا تم کو آتا ہے پہ غمخواری نہیں آتی

ہے کیا خوش خوابیِ غفلت کہ بیداری نہیں آتی
عجب دنیا کی مستی ہے کہ ہشیاری نہیں آتی

مثالی ہیں بھی عارف آسماں پر اُڑتے پھرتے ہیں — سبک روحی سے آتی ہے گرانباری نہیں آتی
ہیں جنکے سر میں سودا عشق کا جبتک ہیں زندہ — سوا بیماریٔ دل اور بیماری نہیں آتی
شریک اپنے کو تم افعال میں کرتے ہو حیرت ہے — سنو تسلیم مجبوروں کو مختاری نہیں آتی

ولہ

اعتبار اسما کا افعالی ہے فاعل ایک ہے — راستے چھوٹے بڑے ہوں لاکھ منزل ایک ہے
ہے دوئی میں بھی یکی توحید والوں کے لئے — کثرتِ ظل ہو تو کیا پر منشاء ظل ایک ہے
ہیں مجالی مختلف پر ہے تجلی ایک — ہیں بہت پہلو و عالم میں مگر دل ایک ہے
آب و آتش میں ہے سردی اور گرمی جس طرح — نام کا ہے فرق پر مجہول و جاہل ایک ہے
لازم و ملزوم کی نسبت ضروری ہے مگر — ماسوا اللہ جملہ لاحاصل ہے حاصل ایک ہے
یہ نہیں ممکن کہ معنی میں ہو صورت کا خلاف — دو اگرچہ ہیں پر آوازِ جلاجل ایک ہے
مانگتے دنیا اِدھر ہیں اور اُدھر مولا کو تم — دو کو کیونکر دیکھو تسلیم جب دل ایک ہے

ولہ

دل سینے کے پردہ میں ہے پہلو میں جگر ہے — بے تاب ہے سینہ میں کہ بجلی ہے شرر ہے
مرقد سے اٹھے حشر میں جوں یادِ دو فتنہ — جس دل میں یہاں فکرِ خدا آٹھ پہر ہے
دیدار ہے جسکا تجھے منظور وہ دلبر — ہے جلوہ گر آنکھوں میں نظر تیری کدھر ہے
بے آگ کے جل جاؤ گے دل کو نہ دکھاؤ — ڈرتے رہو سرد آہ مری گرم اثر ہے
انجام مبارک ہے کہ دلدار ہیں ہم ہیں — آغازِ محبت میں اگرچہ کہ ضرر ہے
محفوظ ہوں کیا خوف ہے شمشیر بلا سے — لاحول ولا قوۃ جب میری سپر ہے
اعمال کو ظاہر کو نہیں دیکھتا ہر گز — اللہ کی تسلیم مگر دل پہ نظر ہے

ولہ

میں کس سے کہوں بیکلی اپنے جی کی — کہ پروا نہیں یاں کسیکو کسی کی

مرا کوئی ہمدرد ہو تو کہوں میں
کہ کیا کیا ہے حالت مری بیدلی کی

چلو کیوں تڑپتے ہو گرمی کے مارے
ہے ٹھنڈی ہوا آشنا کی گلی کی

تو شاہد رکھو اللہ کو آتے جاتے
یہی لئے ہے انفاس کی شاہدی کی

میں روتا ہوں تا دل وفا سے نہ پلٹے
شکایت نہیں یار کی دلبری کی

صفائی کی دل میں تجلّی ہو پیدا
یہ لذّت ہے باطن میں ذاکر خفی کی

جو ہنستے ہو تسلیم تم روتے روتے
نظر آئی شاید ہے صورت کسی کی

ولہ

یاد رکھتے ہیں محبت کو محبت والے
دل کے دامن سے لگے رہتے ہیں الفت والے

چار چشمی نہ سہی لطفِ تصور ہی سہی
دور کب ہوتے ہیں آنکھوں سے محبت والے

شکر میں شکوہ میں تکلیف میں راحت میں کبھی
اپنے صاحب کو نہیں بھولتے وحدت والے

فضل سے حق کے خدا والوں کے ہیں دین شریک
حشر کے روز خدا والوں کی صحبت والے

راحت و رنج میں امید میں نومیدی میں
جو خدا بین ہیں وہی لوگ ہیں جنت والے

سخت دل اہل شقاوت میں گنے جاتے ہیں
نرم دل ہوتے ہیں اللہ کی رحمت والے

دیکھتے ہم ہیں مگر صورتِ معنی تسلیم
گرچہ صورت کو تکا کرتے ہیں صورت والے

ولہ

نسیمِ دم سے کلی دل کی پھول ہوتی ہے
کہ جس پہ شبنم رحمت نزول ہوتی ہے

رکھو تم ان سے محبت جو ہیں خدا والے
قدم سے جنکے سعادت حصول ہوتی ہے

سوائے ذکرِ خدا و رسول دنیا میں
زباں سے بات جو نکلی فضول ہوتی ہے

کسی کے دل کو نہ توڑو ڈرو خدا سے تم
دعا شکستہ دلوں کی قبول ہوتی ہے

خدا کے ذکر میں لذّت جو دل کو ملتی ہے
بیاں کروں تو حکایت یہ طول ہوتی ہے

بغیر درد کے زاری کے بیقراری کے
خدا کے پاس دعا کب قبول ہوتی ہے

ضرور ہوتی ہے تسلیم واجب الرحمت
فراق میں جو طبیعت ملول ہوتی ہے

ولہ

ذکر صاحب کا راحت دل ہے
یاد اسکی فراغت دل ہے

ذکر حق میں حلاوت دل ہے
فکر حق میں فراغت دل ہے

اللہ اللہ وہ عظمت دل ہے
عرش اعظم شباہت دل ہے

ہم جو سنتے ہیں قدسی باتیں
فی الحقیقت حکایت دل ہے

صبغۃ اللہ اور وجہ اللہ
رنگ دل ہے وجاہت دل ہے

کبھی مذکور اور کبھی ذاکر
رتبۂ لا نہایت دل ہے

خیر اور شر سے آگہی دنیا
حق ہے اور یہ رسالت دل ہے

نحن اقرب سنو تم اسے تسلیم
صفت پاک حضرت دل ہے

ولہ

یا ہم ... اسلام کو افسر بنائیں گے
کہتر کو یک نگاہ میں بہتر بنائیں گے

وہ شاہ کو بنائیں گدا اور گدا کو شاہ
پتھر کو لعل۔ لعل کو پتھر بنائیں گے

تن کے قفس میں نفس اگر پرزنی کرے
مقراض لا سے طائر بے پر بنائیں گے

ممکن نہیں کہ زر سے کمینہ شریف ہو
زنگار ریگ کیا کوئی جوہر بنائیں گے

ہم ہیں گناہ گار۔ مگر ہم کو جنتی
روز جزا ہمارے پیمبر بنائیں گے

تسلیم رہنے دو جگر داغدار کو
ہم عشق کی گواہی کا محضر بنائیں گے

ولہ

ہم انکے ملنے کی شاید نہ آرزو کرتے
اگر وہ ہم سے محبت کی گفتگو کرتے

نہ ہوتے ہم کبھی پابوس انکے ملنے سے
اگرچہ عمر گذر جائے جستجو کرتے

ہنر سے موت کے ہوتے اگر ذرا واقف
جناب خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

ہمیشہ شوق سے پڑھتے نمازِ ترکِ وجود — شراب دید سے زاہد اگر وضو کرتے
نہ کرتے وصل کی بیوفا کی کبھی خواہش — دلوں کے چاک کو خیاطِ ادب رفو کرتے
ادب سے آتے فرشتے سجود میں تسلیم — ہم اپنے [illegible] کو ڈال اُن کے روبرو کرتے

ولہ

اثر یہاں کی ہوا کا نہیں تو پھر کیا ہے — یہ تاؤ زلفِ دوتا کا نہیں تو پھر کیا ہے
دہانِ زخم نمکداں جو بن گیا میرا — مزا یہ بانکی ادا کا نہیں تو پھر کیا ہے
چمن میں غنچے کھلیں اور داغ ہو خوشبو — یہ فیض بادِ صبا کا نہیں تو پھر کیا ہے
زباں میں نوش ہے سینہ میں [illegible] — یہ مکرِ قہرِ خدا کا نہیں تو پھر کیا ہے
گئے جو بھول اَلَسْتُ بِرَبِّکُم تسلیم — طفیل تجھ کو بلیٰ کا نہیں تو پھر کیا ہے

ولہ

صفائی ہے جب دل میں وہ دل بھلا ہے — کدورت میں دل کا یہ برا ہے
کدورت اندھیری ہے غفلت کی بیشک — صفائی تجلی نورِ خدا ہے
ہے دھوکے میں دنیا نہ یہ ہے نہ وہ ہے — نہ تم ہو نہ ہم ہیں خدا ہی خدا ہے
جو تم دیکھتے ہو جو تم جانتے ہو — خدا ہے سوا اس کے پھر اور کیا ہے
چھپیں غیریت سے ہیں عینیت میں — یہی آرزو ہے یہی مدعا ہے
ق
کبھی کوئی شے آپ ہلتی نہیں ہے — سبھے معلوم سب کو ہلاتی ہوا ہے
طریق اہل توحید کا بس یہی ہے — محرک ہیں ہم اور محرک خدا ہے
انا کیا ہے تسلیم اَنْتَ کہ تم — نہ یہ ہے نہ وہ ہے خدا ہی خدا ہے

ولہ

اگر اسے غم ہے وہ انسان ہے مدفن خالی — دل پُر درد سے پیدا ہوا جو تن خالی
جمع ہیں زاغ تو بکر ہوا کھائیں گے — بلبلوں سے نہ رہیگا کبھی گلشن خالی

دہن چمن ہے زباں گل [illegible] صبا
بوقت دفن الہی من اللہ [illegible]

جسد سے جان مری اور لحد سے تن میرا
تو کون ہے تو - کہوں لا الہ الا اللہ

نکال روح کو یارب تو ایسی نرمی سے
گناہ گار تھا تسلیم کو خدا بخشے

ہے آرزو کہ صبا لیکے بوئے ہو نکلے
صدا ہے - ذالک فردوس فادخلو نکلے

ہے آرزو کہ خوشی سے [illegible] نکلے
یہ کلا منھ سے فرشتوں [illegible] نکلے

کہ ال [illegible] اور [illegible] سے [illegible] بو نکلے
زبان خلق سے یارب یہ گفتگو نکلے

تمت

دیوان تسلیم

# رباعیات تسلیم

کس حسن پہ دیوانہ ہوا دل میرا
پردہ میں حسینوں کے کسیکا جلوہ
حق ہو گیا اندیشۂ باطل میرا
بتلایا مجھے مرشدِ کامل میرا

کون ایسا بشر ہے کہ جسے دل نہ ملا
پوچھو تو خدا کو کیوں نہیں پائے وہ
چلتے رہے پر سراغ منزل نہ ملا
کیا پائیں کوئی مرشدِ کامل نہ ملا

تسلیم اٹھو صبح کا تارہ چمکا
[illegible] بھی جو لوگ سنبھل جاتے ہیں
مشرق کا اُجالے سے کنارہ چمکا
سمجھو کہ سعادت کا ستارہ چمکا

آزاد ہے وہ جو حُبِ دنیا چھوڑا
ظاہر کی تو لذتیں بہت کچھ پائیں
آزادوں کے واسطے ہے دنیا گھوڑا
باطن کا مزہ بھی دیکھو تھوڑا تھوڑا

اے درد تو محبوب کدھر ہے بتلا
لگتا نہیں آجکل کہیں دل میرا
رُخ اسکا اِدھر ہے کہ اُدھر ہے بتلا
تسلیم یہ صحرا ہے کہ گھر ہے بتلا

بے تیرے نہیں ہے کوئی والی یا رب
جاؤں میں کدھر کو تو ہی رستہ بتلا
کر نور سے دل میرا مجالی یا رب
فرمائے اگر تو لاابالی یا رب

جب دل میں بدی کا تخم بوتا ہے بشر
جب وہ ہی بدی نظر میں آئے تسلیم
سب نیکیاں اپنی صاف کھوتا ہے بشر
عاصی تھا مگر شقی بھی ہوتا ہے بشر

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل حل کر
رنجور دوئی کو گر شفا دینی ہے
اور ناخنِ حق سے عقدِ باطل حل کر
وحدت کے کھرل میں لے مرا دل حل کر

زاہد تو خودی سے اپنی ہو جا باہر
آ گھر میں خدا کے چھوڑ صحرا گردی
اسباب دوئی کا دل سے سب لا باہر
بس دل کے سوا تجکو ملے کیا باہر

جبتک رہے یہ جسد عمل ہیں بہتر
حسنات سے بدخلق کے اور ممسک کے
پر خیر نہ ہو احد عمل ہیں بہتر
خوش خلق و سخی کے بد عمل ہیں بہتر

میں تُو کی سنا کریں کہانی کبتک
برقع سے عبودیت کے باہر نکلو
پردہ میں دوئی کے زندگانی کبتک
تسلیم خدا سے بدگمانی کبتک

لگتا نہیں دل کسی جگے پر تسلیم
ہو روزِ فراق بعد - قدرِ شب وصل
مشکل ہے جدائی دل لگے پر تسلیم
جو سونے کی قدر ہو جگے پر تسلیم

ہستی سے کئے ہو گو کنارہ تسلیم
بے تیری محبت کے نہو کوئی خیال
بے اسکے نہیں ہے کوئی یارا تسلیم
یارب تری الفت کا ہے مارا تسلیم

تشبیہ میں پابند نہ ہوتے تسلیم
نقطے جو نہ ہوتے ایک عدد پراتنے
[illegible]
[illegible]

اغگر تجھے پراب سلاک کئے ہو تسلیم
بیگانوں میں آشنا بنے رہتے ہو
کس نار سے نور تک گئے ہو تسلیم
تم اچھے مزے میں لگ گئے ہو تسلیم

آنے ہو تو آؤ باہر آؤ تسلیم
دنیا زنِ فاحشہ ہے منہ کی میٹھی
پردے کو اٹھاؤ باہر آؤ تسلیم
یہاں داؤ نہ کھاؤ باہر آؤ تسلیم

ہر حال ہے شکر اسکا واجب تسلیم
جو کچھ تمھیں مانگنا ہے اس سے مانگو
حاضر ہے۔ نہ جان اسکو نمائے تسلیم
بر لاتا ہے وہ سبھی مطالب تسلیم

یک دن یہ جہاں کی ہوگی ہستی برباد
شب سوتے کٹی تو صبح روتے تسلیم
سامانِ بلندی اور پستی برباد
غفلت میں ہوئی متاعِ ہستی برباد

ملنے کی گھڑی خدا سے آئی نزدیک
نزدیک جب اپنے آشنا ہے اپنا
ہے دیدِ وصال دلربائی نزدیک
تسلیم خدا کی ہے خدائی نزدیک

تم اپنا کیا ہو کیوں دکھاتے تسلیم
یہ دل کی ہے راہ طے اگر کرنی ہے
کیوں دل کی ہوس بات منہ پہ لاتے تسلیم
واقف ہو وہ کے آتے جاتے تسلیم

میں تو کے معاملوں کو چھوڑو تسلیم
جب جز نہیں کل میں وہ ہے تخم پہ پر کون
رخ اپنا اضافتوں سے موڑو تسلیم
رشتہ کو انانیت کے توڑو تسلیم

جو لوگ ہیں جو بد گہری کرتے ہیں
اٹھینگے قیامت میں زناکار وہیں
کم ظرف ہیں چشم خیرہ سری کرتے ہیں
تسلیم جو یہاں بد نظری کرتے ہیں

میں کس سے کہوں کہ دل نہیں قابو میں
ہیں تو نہیں عارضی ہے لازم ملزوم
قابو میں ہے لیکن ہے پھنسا قوموں میں
بو گل میں ہے تسلیم تو گل ہے بو میں

یا رب بہ طفیل سرورِ انس و جن
رحمت سے تو اپنی اے خداوند کریم
کر پاک کدورتوں سے میرا باطن
کر عفو تو میری معصیت کو مت گن

دنیا کی ہوا کی جو ہوس کرتے ہیں
کرتے ہیں جو بد عمل جہاں میں تسلیم
قبروں کو معاذ اللہ قفس کرتے ہیں
دوزخ میں وہ جمع خار و خس کرتے ہیں

جاناں تری دوستی میں جیتا ہوں میں
وحشی نہ سمجھ سب مجھے کہ رفتہ رفتہ
خونِ جگر آرزو میں پیتا ہوں میں
دل تیر ابرن ہے اور جیتا ہوں میں

رو سکتے ہیں ون کھیل ہنسی کو چھوڑو
غضب گنبد ہی سحر ہو گئی سوتے کیا ہو
کہ ذرے سے پھل اندیشہ ہستی کو چھوڑو
تسلیم تم اب بوالہوسی کو چھوڑو

تسلیم گجر بج گئی سوتے کیا ہو
کچھ دل کی سیاہی کی خبر ہے تم کو
پیری کو بھی آرام میں کھوتے کیا ہو
آنسو سے فقط آنکھوں کو دھوتے کیا ہو

دنیا ہے گماں تم گماں کو سمجھو لو
رکھ طاق پہ اندیشۂ زیر و بالا
اٹھ جاؤ دوئی کے این و آں کو سمجھو لو
تسلیم زمین و آسماں کو سمجھو لو

صورت کو نہ دیکھو شکل معنی دیکھو
گر تم کو ہوس ہے حسن دیکھوں اسکا
پردہ میں ہے اپنا یار جانی دیکھو
کرتے رہو دم کی پاسبانی دیکھو

تسلیم رخ برزخ اعلیٰ دیکھو
صورتیں عدد ایک ہی بے آٹھ کے جا
دیکھو رخ محبوب تعالیٰ دیکھو
نقطہ کا ہے پھیر زیر و بالا دیکھو

تسلیم ساعت سے گزر کر دیکھو
جینے کا مزہ ہے جینے میں مر کر دیکھو
آنکھ اور زباں کو بند کر کر دیکھو
صاحب کا جمال آنکھ بھر کر دیکھو

صورت پہ نگاہ کو جما کر دیکھو
معشوقوں سے ہے بہرا اکھلا یارا
باطن کا مزہ تو دل لگا کر دیکھو
تسلیم تم اس گلی میں آکر دیکھو

چھوڑی تری رنج و ستم ہی ہی دلکو
بن تیرے ہے جی بہکا اداسی چھائی
پھر وصل کی تیری لو لگی ہے دلکو
بہنے کرنے تیرے ملن لگی ہے دلکو

جبتک ہے جسد جسد میں دلکو پالو
گر پانے کا پرورش کا پانا ہے طریق
اور عہدِ نظر میں طفلِ جاں کو پالو
بالترّاس والعین اہل دل سے پالو

پہلے تو پھر الو نفس سے پہلو کو
ہر حال میں کیا زباں سے دل سے تسلیم
پھر دور کرو وسوسہ میں تو کو
جاری رکھو لا الٰہ الا ہو کو

دلدار نصیبوں سے اگر دلبر ہو
دیکھیں گے کبھی پاؤں نہ در کے باہر
تسلیم تشفیٔ دل مضطر ہو
دلدار کے دل میں گر ہمارا گھر ہو

دل دم کا نذرِ قدم کو لو اور دیکھو
دل سوزیٔ عشق کا تماشا تسلیم
آنکھوں کو کفِ پا سے ملو اور دیکھو
سایہ میں حسینوں کے چلو اور دیکھو

تسلیم نہ بہکو اب قلم کو روکو
عاقل ہو تو اصلیت کو سمجھو اپنی
یہ جائے ادب ہے اپنے دم کو روکو
عارف ہو تو نفس کے ستم کو روکو

صورت تری آنکھوں میں بسی رہتی ہے
کیا تجھ سے لگن ہے ہائے اے شمعِ جمال
جاں کا کُل پیچاں میں پھنسی رہتی ہے
تو تیری شب و روز لگی رہتی ہے

یا رب تو اٹھا میرے دوئی کے پردے
گر اپنے کرم سے ابرِ رحمت کو بھیج
گم میری [illegible] گرد
مولا مری آرزو کے چشمے بھر دے

ہے ایک دریچہ بائیں جانب دل کے
ہو جسکو ہوس کہ وہ دریچہ دیکھے
آتے ہیں ہیں سے سارے حاجب دل کے
پکڑے وہ قدم کو کوئی صاحبدل کے

فکر اپنی جو تم کرتے ہو لایعنی ہے
جب اپنی ہی حرفتوں کا تکیہ ہو جائے
پیشانی کی تحریر یہی پیش آنی ہے
تسلیم تو کُلُوا۔ کے کیا معنی ہے

ہم صورتِ حق ہیں حق کی صورت کیا ہے
پر معنی ہے ناگزیر صورت کے سوا
معنی ہو تو صورت کی ضرورت کیا ہے
تسلیم کہو تو اس میں حکمت کیا ہے

تسلیم چلو کہ قافلہ جاتا ہے
دنیا ہے گزرگاہ۔ گزر کر یہاں سے
ہر ایک کمر باندھا چلا جاتا ہے
درویش و غنی بُرا بھلا جاتا ہے

مولا مری مشکلوں کو آساں کر دے
کر دفع دماغِ دل سے بوئے باطل
ہمدوشِ سپاسِ خود اساساں کر دے
ہمرنگِ بہارِ حق شناساں کر دے

عارف کی ثنا کرلے خدا کے بندے
یہ بندۂ رب ہیں تو وہ ہیں بندۂ زہد
زاہد کی ثنا کرلے ریا کے بندے
یہ نفس کے اور وہ کبریا کے بندے

دنیا پئے نفس عدوۃ الدنیا ہے
تسلیم یہ مورچوں سے بچنے کے لئے
عقبیٰ پئے روح عدوۃ القصویٰ ہے
اللہ کی یاد عروۃ الوثقیٰ ہے

دنیا ہے دو روزہ ترکِ دنیا کیجئے
تسلیم جو چاہتے ہو حقیقی عزت
عقبےٰ ہے ہمیشہ فکر عقبےٰ کیجئے
دل اور زباں سے یادِ مولا کیجئے

غفلت میں ہم اپنی ابتدا کو بھولے
بے شرط نہیں جز کو پایہ تسلیم
دنیا سے لگا کے دل خدا کو بھولے
اِلّا کا نہیں محل جو لا کو بھولے

حاسد کا نتیجہ دو جہاں میں بد ہے
حاسد نہیں انسان حقیقت میں کبھی
درگاہ الٰہی کا تو وہ مرتد ہے
مبدا و معاد میں سراپا دد ہے

صورت تو بتا دور کے جانیوالے
باتوں سے جلانے میں نہیں کچھ حاصل
دل لیکے نہ جا دل کے لگانیوالے
کچھ آگ لگا دل میں جلانیوالے

ایام وصالِ یار نزدیک آئے
کیونکر نہ ہو تسلیم اُجالا گھر میں
تقدیر بلندی پہ مری ٹھیک آئے
جب شمس محاذی مشابیک آئے

تمت

رباعیات تسلیم

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

## فارسی غزلیات

کو صبح تولا و کجا شامِ و تمنا — آن ماه نه در بر نه بلب جام تمنا

گفتند به گوشم که ببر نام تمنا — افتاده بلند آمده بر بام تمنا

در زاویه انداز سر انجام تمنا — دیدی که ز آدم چه شد انجام تمنا

باشیم دل افسرده به کنجِ قفس یاس — زان روز که شد رشتهٔ پا دامِ تمنا

بینیم نه از دور در کعبهٔ مقصود — تا عمر به بندیم گر احرام تمنا

در عالمِ نیرنگ محاسب شدم اما — خارج ز حساب آمده اقسام تمنا

کو تازه دماغی که درین دائرہ تسلیم — خشکی نکند روغنِ بادام تمنا

### ولہ

بامداد آمد به بالین شاهِ بے پروائے ما — خنده زد نازانه پا بگذاشت بر سیمائے ما

گفت ما فوقِ نفوسیم و با فاق حدوث — نیست جز او رنگ سیما پا نگاه پائے ما

توبه را صد بشکنیم و توبه از توبه کنیم — واعظا خاموش کین عشق است ماورائے ما

ماورائے خویش نے زلفِ نیاز و رنگ و ناز — صبح ما سلمائے ما شام ما لیلائے ما

بے جمالِ روئے تو بینیم ہمدوش سقر — دلبر اگر جنت الماوے شود ماوائے ما

عکس روئے یار می بیند بمرآتِ شہود — ہر تجلی را کہ بیند دیدۂ بینائے ما

تا درین میخانه ایم از ساغر و مے فارغیم — چشم ما مینائے ما و اشک ما صہبائے ما

چون فنا شد در رخِ آئینه خود بینیم — عکسِ روئے برزخ کبریٰ است سرتاپائے ما

گرچه ہمجنسیم در سود و زیانِ این و آن — لیک این سودا سر ما داند و سودائے ما

حسرت برق است باران اشک رعد است و سحاب
چشم ما و اشک ما و آه ما غوغاے ما

ناز با منظور الطاف و نیاز ما قبول
در دل جانان اگر تسلیم باشد جاے ما

ولہ

میان راه تو بر پشت راهوار مخسپ
سوار تا نشو و اسپ لے سوار مخسپ

اگرت چو ماه شدن آرزوست مثل چکور
بدیده چهرهٔ جانان نگاهدار مخسپ

ز تیره بختی خود گر نگذری اے دل
بماه روئے که هستی در انتظار مخسپ

اگر تو مژدهٔ نم کالعروس میخواهی
نصیحتے کنمت زنده در مزار مخسپ

گذشت شب بگران خوابیت سبک برخیز
نمود گشت به بین صبح نوردار مخسپ

چو صبح خیریت آمد دلیل بهروزی است
اگرچه هست ترا فکر کاروبار مخسپ

گر است خواهش بیدار زندگی تسلیم
به اختیار مخسپ و باضطرار مخسپ

ولہ

افلاک سرنگون ز حجاب گناه ماست
اعمالنامه محضر قلب سیاه ماست

پوشیده کار ما نتوان شد به هیچ رو
علم خدا که حاضر و غائب گواه ماست

بر می دهد شهادت سوز تپ جگر
تبخاله ها که ثمرهٔ گرمئ آه ماست

باشی بهر لباس و کنی جلوه ها مگر
دامان غمزهٔ تو بدست نگاه ماست

علت چو در خودی و خدا شد ابالله
تاویل استحالهٔ بے اشتباه ماست

ما را چه خوف لغزش هفوات لاهبه
روز جزا چو رحمت حق دادخواه ماست

دارد بسے مکاره و مکره بهر قدم
تسلیم سوے منزل جانان که راه ماست

ولہ

دارم دلے که در دل خوبانش منزل است
چون ماه در مقابلهٔ مهر کامل است

شد صرف سجده ها که جبین فراغ شد دلے
رو سوئے کعبه دل سوے مخلوق مایل است

از عشقِ پاک چشمۂ کوثر توان شمرد — در خبثِ نفس چاہِ ذقن چاہِ بابل است

آئینۂ بصورت و صورت بآئینہ — این نکتہ لذتے دہد آنرا کہ بیدل است

دریا درونِ قطرہ و در ذرہ آفتاب — ادراکِ ذاتِ خود بخدا سخت مشکل است

صد سال صوم و سجدہ توان کرد زاہدا — اما براہِ دل قدمے صد منازل است

با جہل پیشہ نیست ز طومار ہیچ سود — یک حرف کافی ہست کسے را کہ عاقل است

سازند از زبانِ نگہ گفتگوئے دل — راہِ ولی بہ جذبِ محبت کہ در دل است

ہر چند نیست فضلِ خدا را سبب مگر — جرأت بمعصیت کہ کند سخت جاہل است

بینند لا اُبالیِ خلق از متابعت — حرفے اگر زنم ز رموزیکہ در دل است

تسلیم دردِ عشق کہ ہم درد و ہم دوا ست — از جستجوئے نبض شناسان چہ حاصل است

ولہ

در حیرتم کہ این ہمہ نیرنگِ زمانہ چیست — واقف نیم کہ غیر کدام و یگانہ چیست

سرد آزمودہ ام ہمہ گرم آزمودہ ام — ہیچ است و ہیچ را ہمہ این کارخانہ چیست

ہر چند ہم نگاہم از آن آشنا مگر — بس بہرِ وصل این ہمہ طنز و بہانہ چیست

بر عرش جائے دارم و نازست عرش را — دنیا برائے مرغِ دلم آشیانہ چیست

تسلیم غیرِ عارفِ خود بین و خود شناس — زاہد چہ داند این سخنِ عارفانہ چیست

ولہ

طائرانِ خستہ بازو را پریدن مشکل است — دست و پا مفلوج را لافِ دویدن مشکل است

دل بدنیا و زبان در لافِ توحیدِ خدا — عکسِ گل افتادہ در آئینہ چیدن مشکل است

پیر گشتی و جوانی در ہوس ہا باختی — خشک چوبے را نمیدانی خمیدن مشکل است

دعوئے الفت بدل غفلت حجابے نسبتی — دردِ عین آنکس کہ دارد آرمیدن مشکل است

تیرگی در دل تماشائے تجلی زاہدا — بوئے گل مغزِ زکام آگیں شمیدن مشکل است

دل به غفلت مرده و نازان به بالندگی — بے بصر را روشنے در آئینہ دیدن مشکل است
پیروی نفس و لاف معرفت بیهودگی است — راه گم کرده به منزل رسیدن مشکل است
صرف نااهلان مکن اسرار توحید خدا — تیغ آهن در دل خارا خزیدن مشکل است
گر شود صرف زمین آب محیط آسمان — دانهٔ پوسیده را رشته دویدن مشکل است
طالب جمعیتی تسلیم و دل در تفرقه — گوهر ناسفته در رشته کشیدن مشکل است

## ولہ

ناظر جلوه گاه شان خداست — آنکه منظور دوستان خداست
دل اهل وجود حق مشهود — غنچهٔ باغ بے خزان خداست
چون بگیرد به قلب اهل نظر — سخن شان که از زبان خداست
عرش فرضیست چون سرای حرم — دل اهل صفا مکان خداست
چون بگردد عروج مشتاقان — آستان دل آستان خداست
آنکه در چشم جلوه با دیده است — نور خورشید آسمان خداست
طائر روح گشته صید نظر — فرجهٔ دل که دیدبان خداست
کجروی از خصائل نفس است — راستی راه راستان خداست
گشت تسلیم بیخودی غالب — چه قدر جذب سالکان خداست

## ولہ

تو بکار ما و ما بیکار یارب حیرت است — تو نکوکاری و ما بدکار یارب حیرت است
شربت تسکین و معجون شفا داری و لیک — تو طبیب ما و ما بیمار یارب حیرت است
زاهدان مغرور زهد عابدان سرمست عجب — عاشقان مرده ز دیدار یارب حیرت است
دعوی تقلید و تحقیق از ازل حتی الابد — البعث فی الابد [illegible] اضطرار یارب حیرت است
گاه میگوئی [illegible] تسلیم را — روح را زین تو [illegible] یارب حیرت است

ولہ

دل کہ پابند ہوس می گردد — خود ستا مثل جرس می گردد
بسطِ دل قابضِ پابِ نفس است — قبضِ دل بسطِ نفس می گردد
ماکیانِ علت را بر پا — نفسِ تو ابن عرس می گردد
دل آسودہ بسر گرمیٔ ذکر — حلقۂ گامِ فرس می گردد
می شود حاجتِ نشانہ تسلیم — سر چو مخشونِ بسس می گردد

ولہ

گرچہ باظہارِ حق دل طلبم میکند — لیک حیائے مجاز بستہ لبم میکند
عشق باشفتگی کو بحیا بستگی است — شوخیٔ حسنِ صنم بے ادبم میکند
صورتِ نورانیت شامِ من آرد برون — کاکلِ شبگونِ تو روز شبم میکند
منکہ بصد رنج و غم طالبِ وصلِ تو ام — خواہشِ وصلت ز من در عجبم میکند
حق شودش متہم از رہِ تسلیم من — آنکہ سراسیمہ دل بے سببم میکند

ولہ

عارف از خود گمِ اسرار الٰہی گردید — بیخبر طالب توقیر و مباہی گردید
چشمِ عبرت بکشا سوئے خود انداز نظر — کہ چہ بودی چہ شدی بازیچہ خواہی گردید
گرچہ عالم تہِ فرمانِ سلیماں مے بود — لیک غرقابِ فنا زورقِ شاہی گردید
بسکندر کہ جہاں زیرِ نگینِ خود داشت — از غنیمِ اجل آخر چہ تباہی گردید
میہمانی کہ در آمد بہ سرائے فانی — بسوئے ملکِ عدم کیست کہ راہی گردید
آنکہ از حیزِ تقیید برون شد مطلق — واقفِ سفرِ معرفتِ ناتناہی گردید
حیف بر وقت کہ بگذشت بہ غفلت تسلیم — وائے بر عمر کہ مصروفِ مناہی گردید

ولہ

ہر کہ شد از خویشتن آگاہ رب بین ہست و بس — ہر کہ بیخود شد ز خود در منزلِ عرفان ہست و بس

ولہ

نصیحتے کہ بہ تسلیم از ندائے سروش
رسید از دلِ پر درد گو ہمت کن گوش

گرت بہ عشق نصیب است تا بعید حیات
دلا بہ فکر حصولِ حضورِ حق در کوش

بسینہ کہ چکد قطرۂ سحابِ حضور
بحالتِ صدف بہ گہر بود خاموش

درین حباب گہ بے بقا دمے نشود
بہ موج نفع و مضرت چو قافلہ بدوش

بجوش معرفتش عارفانِ قرب حضور
زنند بر سر دنیائے فانیہ پاپوش

تو غافلی زہے حیرت کہ خوش بذکر جلی
بہ آب غوک کند غل بکوہ کبک خروش

ہر آنچہ در نظر آید اے حضور طلب
ز دیدہ دیدۂ عبرت نیوش تا باخر گوش

برائے عیشِ دمِ چند خود درین بازار
متاعِ دین تو با نقدِ دنیوی مفروش

ق

بگوش می شنوی و بچشم مے بینی
بزیر گنبدِ مینائی نیلی منقوش

ہزارہا کہ سلاطین شدند مے نوش
کنوز و حشمت و امصار و ملک جاہ و جیوش

فضلائے شاں کہ درآمد چو مفلسِ بیکس
سوار تختۂ تابوت گشتہ دوش بدوش

چناں شدند تہی دست و عاجز و تنہا
کہ تخت و قصر نہ ہمراہِ شاں نہ تارِ فروش

بہ قصرِ قبر و بہ فرشِ کفن چناں خفتند
کہ خاک شد ہمہ در خاک خاکہ تن توش

بجامِ گاہِ فنا حیف بے خدا باشی
بکیف جرعۂ صہبائے دنیوی مدہوش

اگر بہ لشکرِ دم دیدہ پاسبان نشوی
بہ ملکِ قلب تو پیدا شود ہزار خلوش

ولہ

دیدند نیست خسروِ خوباں سوائے دل
گردند جلوہ گاہ دو عالم برائے دل

آمد کلیدِ قفلِ ولایت ولائے دل
گر دید آشنائی خدا آشنائے دل

اے دلبراں ز دلبری خود تہی شوید
بر غیر مبتلا نہ شود مبتلائے دل

زاں دل کہ تعمیرِ عرش معلی نمونہ ایست
گر رو بیاں کنند ہمیشہ ثنائے دل

گر آرزوے دیدنِ آن دل کند کسے
پہلوئے دوستانِ خدا ہست جائے دل

بیخود شو از خودی کہ خودی خود بجا نیست
گر ہست آرزوئے ورا او راے دل

تسلیم تا بہ وسوسہ باشی تو غافلی
حاصل نمی شود ز کدورت صفائے دل

ولہ

گرچہ از گلشنِ عمر است بہارے حاصل
لیک روزے بود از مرگ تو خارے حاصل

از ندامت چو کنی چشم نزارے حاصل
شود از رحمتِ حق قربِ جوارے حاصل

گرد بادے شدم و گردشِ گیتی کردم
نشد افسوس بجز گرد و غبارے حاصل

دُود ختم واے ہمہ عمر قبلے ہوسے
غیر حسرت نہ از آن شد سرِ تارے حاصل

گرچہ امروز تو بر تخت نشینی خرم
لیکن آخر شودت غار مزارے حاصل

چون نخواہی بدمے غیر من عالم سوزی
گر ز وحدت شودت نیم شرارے حاصل

تیر دم قوسِ قدم ہر کہ بدارد تسلیم
شود از طائرِ دیدار شکارے حاصل

ولہ

شک وحی روح خوش ار احمدی نظر بندم
دمِ تسلیم تسلیم ودیعت را اگر بندم

نمیگویم کہ یم من کہ [illegible] نمیداند چہ می بیند
بزندانِ جسد با آنکہ [illegible] باب است در بندم

بر حلِ زانوئے کنود [illegible] گون قرآن کہ میدارم
بہ ترتیلِ آمنا احدٌ نظر در لوحِ سر بندم

نشانِ سرخ روئی [illegible] شمع و بیدا کہ در وقت
بہ سنگِ ضبطِ دم سر چشمۂ خونِ جگر بندم

بلند آہنگیم وقعت [illegible] شانے چساں گردد
ز روزِ آفرینش در قفس چون مرغ پر بندم

رہائی نیست از زنجیرِ [illegible] نقالیم نہ مجبوری
کنون کز فکرِ ہو ہر چند در بندِ اثر بندم

تمنا دارم از امرِ نفخت فیہ من روحی
نظر بر وجہ حق تسلیم وقتِ مختصر بندم

ولہ

قصۂ جوہرِ اوّل کہ مسلسل دارم
از کہ اظہار کنم رازے کہ در دل دارم

پیش ناقه نگهانم چو زمام ناقه | پیش مجنون صفتان لیلی محمل دارم
چون ندارم می و مینا و سبو و ساغر | ساقی میکده ام رونق محفل دارم
عقدۂ وا میکنم و عقده دگر می افتد | تنگم از رشته دم عقدۂ مشکل دارم
چه عجب وا بکند عقدۂ دشواری من | ناخن آنکه نظر چشم غورش دل دارم
نه مرا خواهش و کاهش ز سلمان و هنود | زانکه من مذهب حق در حق باطل دارم
ترو تازه است بهار سخن من تسلیم | زانکه ابرے ز تو از دیده ها طل دارم

ولہ

دل مشتاق میگوید که پا از چشم سر سازم | به سوئے کشور دلدار خود رو سوئے سفر سازم
بیان روح مشتاق اینکه با مرغ نسیم اینک | شکار وحشی خود و تف هوائے بال و پر سازم
شود عشاق را آویزه طوق محبت ها | اگر از زر و روئی ملامت قرص زر سازم
نوشته از خط جف القلم پائے نهد بیرون | زمین و آسمان را گرد رق زیر و زبر سازم
بادا او نسیم باغ دل هم رنگ بوئے گل | سراپا بے پر و پا سیر و طیر بحر و بر سازم
برنگ آب محفوظ از هوا دل شد چه بحظره | درون آئینه عکس برزخ کبری نظر سازم
زن بد رو چو نیکو شد ز اشک و صابر | سیاه کار [illegible] رخ از اشک ندامت چون قمر سازم
به غفلت اهل صورت میکنند این زندگی ورنه | با سینه سے خبر از راز مخفی بے خبر سازم
هوس میدارم اے تسلیم تا قید نفس اینجا | برائے وصل هر فکرے که سازم مختصر سازم

ولہ

بر زمین پائے تن است و بر فلک پائے دلم | عرش اعظم صورت تکریست بر جائے دلم
در بین هفت آئینه بیند قریب چشم خویش | دیده من از درون بین دم تماشائے دلم
ساغر ظرف دلی را که در بزم فوق هست | گر چه مملو از مئے عشق است مینائے دلم
مشتری کو تا بحق نقد خودی خود دهد | می فروشد بیخودی [illegible] بهائے دلم

بے سبب در نجد چون ناقہ ست لیلیٰ فطرتان
پردہ کش در محمل جسم است لیلائے دلم

عرش زیرِ قلب و زیرِ عرش افلاک و زمین
نیست غیر ذاتِ احد تسلیم بالائے دلم

ولہ

لوح محفوظ شد از سایۂ سیمائے دلم
عرش کرسی است بمکان معلائے دلم

صورتِ عکس کہ از شخص در آئینہ فتد
ہست ہم قامتِ لدار سراپائے دلم

سخنش می شنود جلوۂ او می بیند
گوش شنوائے دلم دیدہ بینائے دلم

صورتِ لخلخہ عطر مشتعل گردد
بدماغے کہ رسد نکہت گلہائے دلم

نتواں دید بجز چشمِ بصیرت تسلیم
زانکہ در پردۂ خاک است تماشائے دلم

ولہ

فخر در وحدتم آن بود کہ نازے دارم
حیف در عالم کثرت بہ نیازے دارم

گرم جز شئی وطن چون وہدم یاد وطن
ز آتش ہجر جگر را بگدازے دارم

روزے آن بود کہ مسجود ملائک بودم
حالیا ساجدم و شغلِ نمازے دارم

گوش کن گوش کن کہ از فرقتِ جانانۂ من
در سمع خانۂ الفت چہ چہ سازے دارم

وطنِ خویش انداں باز کہ بگذاشتہ ام
بسکہ در فسحتِ شوقش تگ تازے دارم

بہ جہاں گرچہ بایوانِ جسد پابندم
بیانِ ذاتِ احد ناگ و طرازے دارم

حاشا للہ بجز طالبِ وحدت تسلیم
کہ شناسد کہ بہ سینہ چہ رازے دارم

ولہ

بیا بہ مذہبِ ما و نظر کشادہ بہ بین
بکوہ و کاہ یکے بے کم و زیادہ بہ بین

تجلیاتِ جمال صبیح و سادہ بہ بین
نتیجہ ہائے کمال بلا اعادہ بہ بین

شریک سلسلۂ عالی شہ جیلان رمز
بشرط صدق شود حاصل ارادہ بہ بین

رہ عرش پاک بلند است لامکان پیوند
بیا بخانۂ محبوب و خانوادہ بہ بین

بیا و میکدۂ ما خلاف سلسلها | بغیر خمکدہ و کدو و سبو و بادہ ببین
بدست خویش بصدق طلب بلا کشہا | نعیم دست بدست آمدہ نہادہ ببین
بغیر لشکر و کشور بلا وزیر میسر | نظام سلطنت این فقیر زادہ ببین
بدست سلسلۂ ما کہ فخر سلسلہ ہا است | رخ مقاصد کونین دست دادہ ببین
بلا مبالغہ گویم کہ لاابالی ما | بر آستانۂ تسلیم سر نہادہ ببین

ولہ

ولائے جاناں بلائے جاں شد بلائے جاں شد ولائے جاناں
بہ فرش چشم است پائے جاناں ہزار جانم فدائے جاناں
بیاضِ دیدہ سواد دیدہ فرازِ دیدہ کشادہ دیدہ
نگاہِ دیدہ مرادِ دیدہ بچشم دارم برائے جاناں
چہ نقدِ عالم چہ جوہر دم چہ دام و درہم چہ جان و دم
چہ عرش اعظم چہ ہر دو عالم نیامدہ در بہائے جاناں
بہ تیغ غمزہ بہ تیر مژگاں بہ قہر دیدہ بہ قتل حرماں
بہ برق دنداں بہ زہر خنداں روا اگر جاں فدائے جاناں
رسد بلا گر ز غرب و شرقم نہند ارّہ اگر بہ فرقم
کنند در بحر خون غرقم پناہ نیارم سوائے جاناں
قیاس بستم کمر شکستم خیال بردم تلاش کردم
نیافتم ابتدائے جاناں نیافتم انتہائے جاناں
نہد بہ غمزہ چو یار دلبر گلوئے تسلیم زیرِ خنجر
بخون محاسن اگر شود تر زباں نگوید کہ وائے جاناں

ولہ

خوشا دولت خدا یابنده بودن — برسم بندگی پاینده بودن
چرا جرأت به عصیان می نمائی — چو دانی پیش حق شرمنده بودن
دلِ شب را ز بیداری بدست آر — اگر خواهی چو مه تابنده بودن
بود موصوفِ وصفِ لا یموتی — به تهذیبِ حقیقی زنده بودن
وگرنه این هم از اکسیر کم نیست — به تهذیبِ مجاز آگنده بودن
مباش آن خنده خیز و گریه کردے — مبارک گریه در خنده بودن
خداوندانِ دولت را نه زیبد — به نخوت گردن افرازنده بودن
اگر تسلیم خواهی خواجگی را — بہ است از خواجه بودن بنده بودن

ولہ

بہ تحریرِ حرفِ غم اے نور دیده — قلم ہست مژگاں دوات ہست دیده
بصحرائے وحشت دویده دویده — ز دستِ جنونم گریباں دریده
ز باغِ تنم طائرِ جاں پریده — غزالِ دل از کوه پهلو رسیده
بپہلوئے دلم خارِ مژگاں خلیده — جگر شد ز شمشیرِ ابرو بریده
ز بس اشکِ گلگوں ز دیده چکیده — کہ مرجاں بہر تار دامن کشیده
بہ عشقِ تو راحت بہ ہجرِ تو دیدت — دل و دیده تسلیم گاہے ندیده

ولہ

اے دل چہ شد کہ توبہ ز غفلت نمی کنی — تر چشمِ دل ز اشکِ ندامت نمی کنی
گاہے شمیمِ نکہتِ زلفت نمی کنی — گاہے نگاه بر گلِ رویت نمی کنی
عمرِ تو رائگاں بشقاوت ہمی رود — افسوس فکرِ کسبِ سعادت نمی کنی
قولِ تو عکسِ فعلِ تو فعلِ تو عکسِ قول — با وصفِ عقل ترکِ جہالت نمی کنی
تا کے حیاتِ خود بضلالت بسر بری — مرگ ہست پیش لذّه بہ ہدایت نمی کنی

حسرت خوری بحالتِ مفاق و انزواست
گر شکرِ تندرستی و فرصت نمی کنی

مقصودِ عاشقاں بدو عالم که بهرِ اوست
با وصفِ چشم خواہشِ رویت نمی کنی

میکن ہر انچه خواہشِ مولائے تو بر آں است
گر فکر و ذکر و خلوت و طاعت نمی کنی

تسلیم چوں خلیفۂ خلاقِ اکبری
صد حیف پاس شرفِ خلافت نمی کنی

ولہ

دلِ کشاده دلاں را اگر بدست آری
ز آب نقره و از خاک زر بدست آری

بجنگِ نفس نشانِ ظفر بدست آری
اگر ز قلبِ صنوبر بسیر بدست آری

حیات و [illegible] تربت بدست آری
اگر [illegible]

بر آستانهٔ دولت سرا رسی چو ادب
ز بارگاه چو زنجیر در بدست آری

تو باش بے خبر از خویش میدہم مژده
که رفته رفته دلِ باخبر بدست آری

خدائے پاک دلِ پاک تو بدست آید
اگر دلِ شب و وقتِ سحر بدست آری

بخانوادهٔ پرفیضِ شاہ جیلانی رضی الله عنه
بیا که سلطنتِ بحر و بر بدست آری

کسی بنام همه خانواده ها تسلیم
ز فیضِ قادریه گر نظر بدست آری

ولہ

نیست در میخانهٔ ما نامِ جام و نامِ مے
هست خونِ ما مے ما و دلِ ما جامِ مے

چوں خودی کفر مے آمد بیخودی اسلامِ مے
بهتر است اے زاہدا آغازِ مے انجامِ مے

سبحه و سجاده خود را نهد بالائے طاق
شیخ گر بیند تماشائے رخِ گلفامِ مے

بیند از میخانه اش آں مے که در نقشِ نگینم
در سرِ کعبه شود پیدا اسیرِ احرامِ مے

[illegible] مقصدِ [illegible] نام
نوبتِ دیدار بعد آید نخستین جامِ مے

زاہدا [illegible] گرچه نیک نامی در جہاں ق
ما گنہگاریم و بدنامیم از الزامِ مے

[illegible] ر دار [illegible] سر [illegible] قیس
زاہدا نامِ خودی و بیخودی را نامِ مے

وصلِ حق بار او ہمہ دہشت لمادی ترا — آن زبان ظاہر شود انجام زہد انجام مے
کردہ ام تسلیم قولِ حافظِ شیراز را — مدعیم زہد ہست نہ ماہ و آشنا ماہ شنگام مے

ولہ

تا جہد زن نفس و غلبہ نکرد و حرصے — گوشِ جاں بہرہ نگیرد بہ طنینِ مگسے
تا کجا محوِ تماشائے تغافل باشی — ہست این شعبدہ بازیِ ہوا و ہوسے
مژدہ خوانند و رسا آنکہ ملک تا ملکوت — گر شود صرف بجز یادِ خدا یک نفسے
غفلت از یادِ خدا و ز خودی ہشیاری — غافلاں راست کہ دیدیم دہرے
اللہ اللہ علاجِ مرضِ دل نہ شدہ — تا نرفتم بہ حضوریِ مسیحا نفسے
عرشِ اعظم کہ محیط است بر افلاک و زمیں — پیشِ دل ہست بدریا صفت برگِ خسے
بدماغِ نظر از گلشنِ عالم تسلیم — میرسد نکہتِ دیدارِ تجلی کسے

ولہ

اے قطبِ دو عالم تو ئی غوث الثقلینی — اولادِ حسن ابنِ علی آلِ حسینی رضی اللہ
از نسبتِ سبطین نجیب الطرفینی — از نسلِ شریفین شریف النسبینی
لختِ جگرِ فاطمہ رض جانِ اسد اللہ — نور البصر غمزدہ کن بدر و حنینی
آنی کہ بہ عرشِ معلّٰی شبِ معراج — ہمدوشِ کفِ پائے نبیِ الحرمینی
داند کہ بکونین بہائے شرفت را — چون دُرِ گرانمایہ درجِ حسینی
نازد بہ ہمہ حکم ہست و نیازت ہمہ حکمت — ہم طالب مطلوبِ خدا بینک و سینی
تسلیم سگِ درگہِ تست اے شہِ جیلاں — تو بادشہِ مملکتِ عونی و عینی

ولہ

اے دل تو چرا فکر کنی اینی و آنی — این جلوہ گہِ حسن کدام است ندانی
آنی کہ تو بہ خدمت شدہ مسجودِ ملائک — تا ہم بجد اقدرِ خود واے خواجہ ندانی

# تاریخات طبع دیوان تسلیم

قطعہ تاریخ مترشدۂ سالک الی اللہ عارف باللہ عم معظم و مکرم عمدۃ الحاج مولانا حضرت سید محمد معروف الحسینی قادری الجشتی مدظلہ العالی المتخلص بہ معروف مشائخ قصبہ تیکمال ضلع میدک

بمدح شاہ جیلانی تسلیم
زہے ساقی رندانِ معانی
قبولِ خلق مقبولِ الٰہی
صدورِ بزم اربابِ حقائق
چہ گویم وصفِ آن قطبِ زمانہ
رساں یارب ثوابِ گل بروحش
کلامِ یادگارِ خویش بگذاشت
زجہدِ شاہ ولی اللہ صاحب
پئے تاریخ سالِ طبع دیوان
بہ طرح خشش عدد فرمود ہاتف
بگیری از سر ہر مصرعہ اعداد

نظم فرساشوم از راہ تعظیم
ختم طہہائے ارشادات و تعلیم
مقیم روضہ فردوس و تسنیم
سراپا عاشقِ یسین و حامیم
کہ بودہ واجب التعظیم و تکریم
بحق شاہ یوم النشر والیم
گراں تر از دُر و لعل و زر و سیم
مدوّن شد بخوش ترتیب ترمیم
زدل شد سیدِ معروف تفہیم
زہے گلدستۂ گلزار تسلیم

۱۳۳۹×۶ = ۱۳۳۴ھ

بدین سال ہم شدہ تاریخ ترقیم

## قطعہ اردو

تھے جو حضرت شاہ جیلانی چشتی قادری
انکے تھے دل سے عقیدتمند ہر یک کہ و مہ
کچھ عجب تھی عظمت و شان فقیری آپکی
آستاں پر رہتے حاضر حاکمانِ شہر و دہ

شاہ روح اللہ صاحب اور ولی اللہ شاہ
انکی کوشش سے مرتب ہو گیا یہ بحرِ فیض
سید معروف دیوان حضرتِ تسلیم کا

ہیں جو دو روشن گہر ممدوح کے فرزند
دے خدا انکو ترقی مدارج روز بہ
چھپ گیا دریکہزار و سہ صد و ہم شی و سہ

قطعہ تاریخ چکیدۂ قلم اعجاز رقم ناظم بے عدیل ناثر بے نظیر حقیقت آگاہ معرفت پناہ
عمدۃ الحاج مولانا حضرت سید محمد حسینی بادشاہ صاحب قبلہ قادری الجشتی مدظلہ العالی
المتخلص بہ عقیل سجادہ درگاہ شریف شیکمال

آن قبلہ و کعبہ امم جناب تسلیم
محروم کسے نہ رفتہ از درگاہش
از حسن سعادت و ساعی ادیب
صد شکر کہ دیوان شدہ اینک طبع
گفتیم عقیل سالِ طبع دیوان

کس نیست کہ نیست فیض یاب تسلیم
مفتوح بہ فیض عام باب تسلیم
شد جمع کلام لاجواب تسلیم
سرمایۂ جہد و اکتساب تسلیم
دیوان محققان کتاب تسلیم

۱۳۳۳ھ

دیگر

شاہ جیلانی تسلیم آنکہ داشت
شہ ولی اللہ عزیزم ذی کمال
جمع کردیک یک از ان از بہر طبع
بے گماں ہر رہبر و صدقِ صفا
سال طبعش ہم ہمین گفتہ عقیل

مخزنِ ابیات و ہم اشعار حق
سالکِ رہ موردِ انوار حق
مثل دیوان تا شود اظہار حق
مے شناسد لطفِ حق اسرار حق
ہست دیوان لطفِ حق اسرار حق

۱۳۳۳ھ

### دیگر

صد شکر کہ چھپ گیا مقدس دیوان — پر فیض و کرامت ہے کلام تسلیم
سالِ فصلی یہ کہہ دے تاریخ عقیل — انوارِ ہدایت ہے کلام تسلیم

۱۳۲۴ف

### قطعہ تاریخ از حضرت اخوی صاحب قبلہ حضرت شاہ محمد روح اللہ صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی المتخلص بہ روح سجادہ درگاہ شریف حضرت تسلیم قدس سرہ العزیز

قبلہ گاہم حضرت تسلیم کا دیوان ہے یہ — تھے جو فخر عارفان اور سالکوں کے پیشوا
گو بظاہر ہیں یہ غزلیں پر محقق کے لئے — درج ہیں سب اُن میں ارشادات و اسرار خدا
اسکے پڑھنے سے حلاوت دل کو ملتی ہے عجیب — آتا ہے ہر حرف سے یک مزہ باطن کا مزا
ایک عرصہ سے تھے یہ اشعار جملہ منتشر — جمع اسکو شہ ولی اللہ عزیزم نے کیا
فضل حق سے ہو گیا مطبوع یہ دیوان جب — سوچا میں نے شوق سے مصرعہ یک تاریخ کا
منھ سے ہاتف کے یہ نکلا مصرعہ تاریخ روح — دیکھئے کیا خوب یہ دیوانِ تسلیم اب چھپا

۱۳۳۳ = ۵ + ۱۳۲۸

### تقریظ و تاریخ مشفقی مکرمی جناب محمد عبد الکریم صاحب طالب مرید صادق حضرت موصوف

پیر و مرشد حضرت تسلیم صاحب قادری — مظہر حق مصدر سِرِّ جنابِ کردگار
شیخ کامل پیر رہبر رہنمائے راہِ حق — پیشوائے عارفان و واصلِ پروردگار
شیخ مقبول خدا و مرجعِ عالم صفت — جنکے در پر سر رگڑتے نامدار و تاجدار

پیر وہ کامل تھے جسکے آستاں پر صبح و شام
استفاضہ کے لئے رہتے تھے اہل افتخار

خاک پا کحل البصر کرنیکی رکھکر آرزو
ہوتے حاضر خدمتِ اقدس میں اکثر رازدار

آپ وہ پیر مغاں تھے جسکے میخانہ سے مے
پی کے ہوتے مستِ وحدت میکشان بادہ خوار

سیکھنے آتے سواری آپ سے کئی یکہ تاز
وہ تھے میدانِ ولایت کے یگانہ شہسوار

وہ علو پرواز تھے یکتا یگانہ شاہ باز
جاتے آتے لامکاں تک پل میں جو لیل و نہار

راہ و رسمِ عشق سے واقف ہی تھا اہل سلوک
آپ نے دیوان یک چھوڑا ہے بہر یادگار

تھا پراگندہ وہ دیوان شہ ولی اللہ نے
نورِ عینِ حضرتِ تسلیم ہیں جو نامدار

جہد و کوشش سے اُسے یکجا کیا چھپوا دیا
تا رہے دنیا میں حضرت کا ہمیشہ یادگار

حرف ہر یک اسکا ہے دریائے وحدت سے پُر
گوہر یکتا ہوا ہے ہر یک نقطہ اسکا نور بار

ہے حلاوت بخش ہر یک مصرعۂ دیوان عجیب
رمز وا ہوا اس میں ہے لطف محبت خوشگوار

شہسوار دشت یا ہو ہو گا وہ طالب ضرور
سکو نسخۂ تسلیم صاحب کا بنا جو کوئی غبار

**قطعہ**

خدا کے فضل سے اور شہ ولی اللہ کی کوشش سے
چھپا دیوان رمزِ حالِ قالِ شیخ کامل کہہ

سنِ تاریخ اسکا طالبِ تسلیم کمتر ہے
چھپا دیوانِ رمزِ وحدتِ تسلیم بیدل کہہ

۱۳۳۳ھ

**قطعہ تاریخ مشفقی مکرمی جناب محمد عبد اللہ صاحب کمالی مرید صادق حضرت موصوف**

حضرت تسلیم کا دیوان ہے یہ
رمز وحدت کا ہے جس میں برملا

کہہ دو تم الفاظ میں تاریخ یوں
تیرہ سو تینتیس میں دیوان چھپا

**قطعہ تاریخ گفتہ مکرمی جناب غلام رسول صاحب جنیدی نائب [illegible]**

# صحت تسلیم

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ۵ | درگاہ کے | درگاہ کہ | ۴۰ | ۱۰ | ہوس ہے | |
| | ۱۶ | دوتا رہو | روتا رہو | ،، | ۱۶ | بہ دل | یہ دل |
| | ۷ | اجر | اخیر | ۴۱ | ۷ | احرام | اجرام |
| | ۱۷ | جس یہ | جبہ یہ | ،، | ۱۸ | ذر | ذرہ |
| | ۴ | میں وہ | میں ہو | ۴۳ | ۱۴ | رہبر | راہبر |
| | ۹ | اپنا یہاں | اپنا مہمان | ۴۴ | ۴ | بدی سے | نہ بدی سے |
| | ۱۲ | بیناپنے کا | میں بنے کا | ،، | ۷ | تو | لو |
| | ۱۱ | سایۂ دیدار | سایۂ دیوار | ۴۵ | ۱ | دوا | سودا |
| | ۷ | لے دانہ | لے آوانہ | ،، | ۲ | سرسک | سرشک |
| | ۱۰ | دل میرا | دل اپنا | ،، | ۶ | بھول جاؤں | بھول جاؤ |
| | ۱۱ | یہ ہے | یہ ہے | ۴۶ | ۱۴ | پر پانی کا | یہ پانی کا |
| | ۵ | گزرا دن | گزرا غر زدہ دن | ،، | ۱۶ | لیکے | لیے لیکے |
| ،، | ۱۵ | خوش ہے | ہے خوش | ۴۷ | ۱۶ | خود سے | خودی سے |
| ۳۷ | ۲ | کہتے ہیں | کھلتے ہیں | ۴۸ | ۳ | مختار کا | مختار کار |
| ،، | ۱۷ | نقش | نفس | ،، | ۸ | باطل میں | باطل ہی ہے |
| ۳۹ | ۵ | قصور | تصور | ۴۹ | ۱۰ | پسدی | پسندی |
| ۴۰ | ۶ | لے ہوا کی | مے ہوا کی | ۵۶ | ۷ | اے مسیحا | اے میرے مسیحا |

# اعلان

الحمد للہ والمنۃ ایک مدت آرزو کے بعد دیوان تسلیم جو اصل اسرار اللہ حقائق حضرت شاہ غلام جیلانی بادشاہ صاحب قبلہ قادری قدس سرہ العزیز مشائخ قصبہ گلشن آباد میدک کے تمام اُردو و فارسی غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے طبع ہو کر ہدیۂ ناظرین ہے۔ بالخصوص اُردو غزلیات میں حضرت نے جس صوفیانہ مذاق اور فقیرانہ بول چال کا استعمال فرمایا ہے وہ قابل دید ہے۔ درحقیقت غزلیات کے پیرایہ میں حضرت نے ایسے ایسے باطنی رموز اور دقیق نکتے بیان فرما دیا ہے جو غور کرنے اور سمجھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہر با مذاق انسان اور خصوصاً حضرت کے مریدین و معتقدین کو لازم ہے کہ بہت جلد اس نادر کتاب کو خرید فرما کر سعادت دارین حاصل کریں۔ اگرچہ اس دیوان کا حجم قریباً ڈھائی سو صفحہ کے ہے اور اس میں (۵۶۸) غزلیات ہیں لیکن باوجود اسکے صرف ۹ر قیمت علاوہ خرچ ڈاک رکھی گئی ہے۔ خریدار کو چاہئے کہ مطبع محبوب النظائر حیدرآباد واقع دبیرپورہ بلی الاوہ یا بمقام میدک حضرت شاہ محمد روح اللہ صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی سجادہ درگاہ حضرت ممدوح قدس سرہ العزیز سے طلب فرمائیں فقط

المشتہر۔ مہتمم مطبع محبوب النظائر۔